امامیہ دینیات

بچوں کی دینی اور اخلاقی کتاب

تیسری کتاب

ناشر:
امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ
نمبر 68 شیواجی روڈ، شیواجی نگر بنگلور۔560051

جملہ حقوق بحق
امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ بنگلور محفوظ ہیں

نام کتاب	:	''بچوں کی دینی اور اخلاقی کتاب: تیسری کتاب''
تصحیح وتحقیق	:	حجۃ الاسلام مولانا الحاج سید عسکری محمد رضوی صاحب قبلہ مرحوم (عسکری محمدی) امام جمعہ کریم پور
سن اشاعت	:	چوتھی مرتبہ مئی 2004
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
ہدیہ	:	-/40 روپے
ناشر	:	امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ نمبر 68 شیواجی روڈ، شیواجی نگر، بنگلور-560051

''بچوں کی دینی اور اخلاقی کتاب''۔تیسری کتاب

حصہ اوّل

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱)	سبق شروع کرنے سے پہلے کی دعا	۷
۲)	اسلام دین کامل	۸
۳)	توحید	۹
۴)	حضرت ادریس علیہ السلام	۱۴
۵)	حضرت صالح علیہ السلام	۱۶
۶)	حضرت ایوب علیہ السلام	۱۷
۷)	حیات طیبہؐ کے ابتدائی چالیس سال	۲۰
۸)	اعلان نبوت	۲۲
۹)	معراج	۲۶
۱۰)	ہجرت	۲۸
۱۱)	ہجرت کے بعد......مدینہ منورہ میں وفات تک	۳۰
۱۲)	وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۳
۱۳)	حضرت امام علی علیہ السلام	۳۶
۱۴)	حضرت امام حسن علیہ السلام	۵۳
۱۵)	حضرت امام حسین علیہ السلام	۶۰
۱۶)	دین اسلام کا تحفظ	۶۴
۱۷)	عزاداری	۶۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸)	حضرت علی اکبر علیہ السلام کی شہادت	۶۸
۱۹)	جنت اور جہنم	۷۱
۲۰)	آخرت	۷۴
۲۱)	ایک سچا شیعہ	۷۶
۲۲)	حسن اخلاق	۷۸
۲۳)	دوستی کی مثال	۸۰
۲۴)	حقوق اور اہم	۸۱
۲۵)	مہمان سے سلوک	۸۲
۲۶)	ناانصافی (ظلم) مت کرو	۸۳
۲۷)	تقلید	۸۴
۲۸)	طہارت	۸۶
۲۹)	مطہرات	۸۸
۳۰)	بیت الخلاء کے احکام	۹۴
۳۱)	وضو	۹۵

سبق شروع کرنے سے پہلے کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اَللّٰھُمَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مِنۡ ظُلُماتِ الۡوَھۡمِ

اے اللہ! مجھے وہم و گمان کی تاریکی سے نکال

وَ اَکۡرِمۡنِیۡ بِنُوۡرِ الۡفَھۡمِ

اور مجھے علم و ہنر کی روشنی دے

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ عَلَیۡنَا اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ

اے اللہ! ہم پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے

وَ انۡشُرۡ عَلَیۡنَا خَزَائِنَ عُلُوۡمِکَ

اور ہم پر اپنے علوم کے خزانے بکھیر دے

بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ

اپنی رحمتوں سے اے رحمٰن و رحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی! (ہمارے سردار) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج

عقیدہ

اسلام دین کامل

دنیا میں جتنے بھی عقیدے ہیں، دین ہیں، مذہب ہیں، ان تمام عقیدوں میں، دینوں میں اور مذہبوں میں دین اسلام سب سے بہتر اور کامل ترین دین ہے- اللہ تبارک تعالٰی نے اپنے محبوب ترین بندے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے دین اسلام ہم تک پہونچایا- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عبادت الٰہی کی تہذیب اور راہ حق بتلایا- اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے-

''جب کوئی شخص دین اسلام قبول نہ کرے اور کوئی دوسرا دین قبول کرے تو اس کا دین رد کردیا جائے گا اور آخرت میں وہ گھاٹے میں رہے گا''

دین اسلام ہمیں حلال کی اجازت اور حرام سے پرہیز کی تعلیم دیتا ہے-

دین اسلام دنیا کے مظلوم افراد یا قوم کو آزادی اور مساوات کا درس دیتا ہے اور سب کو طریقۂ زندگی اور سلیقہ بندگی سکھاتا ہے-

مسلمان کون ہے؟

مسلمان وہ ہے:

☆ جو وحدہ لاشریک لہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو-

☆ جو حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا آخری پیغمبر تسلیم کرتا ہو-

☆ جو اپنے ہر کام میں اللہ اور رسول اللہ کی مرضی اور ہدایت کا پابند ہو-

☆ اور جو ہر مسلمان کا دوست ہو اور اس کی مدد کرتا ہو لیکن ظالموں کا دشمن ہو-

توحید

توحید اصول دین کا پہلا رکن ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ہے،

''ہمارا ایمان یہ ہو کہ اللہ کی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے'' جو ہمیشہ سے موجود ہے اور جس کی کوئی ابتداء بھی نہیں اور انتہا بھی نہیں۔ وہ اول بھی ہے اور آخر بھی۔ وہ سب کچھ جانتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے، سب کچھ سنتا ہے۔ اس کا کوئی جسم نہیں، اس کو کوئی بھی اس دنیا میں یا اس دنیا کے بعد نہیں دیکھ سکتا۔ وہ کسی ایک جگہ قائم نہیں اور کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں اللہ موجود نہ ہو۔ وہ ہم سے ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور ہم جو بھی کرتے ہیں وہ جانتا ہے، ہمارے دل و دماغ میں جو خیال آتے ہیں اللہ ان سے بھی واقف ہے۔ اللہ عادل ہے رحمان و رحیم ہے۔

توحید کے لفظی معنی ''ایک'' کے ہیں، یہ ہمارا ایمان ہے کہ معبود صرف ایک یعنی اللہ ہے۔

جبکہ لفظ ''معبود'' کی جمع بھی ہے اور کئی معبود بنائے گئے ہیں لیکن لفظ ''اللہ'' کی نہ جمع ہے اور نہ ہی تانیث، یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمان لفظ اللہ استعمال کرتے ہیں 'خدا' یا معبود نہیں۔

سورہ اخلاص میں فلسفہ توحید کی جامع تشریح کم سے کم الفاظ میں کی گئی ہے۔

توحید کی مختلف سطحیں اور درجات ہیں۔ اول یہ کہ اس بات پر کامل اور مضبوط ایمان ہو کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ اس کا مطلب کسی بھی دوسرے معبود، جسمانی یا تصوراتی (معبود) کو رد کرنا ہے۔ جب اس بات پر ایمان مکمل ہو تب ہی کوئی انسان پکا مسلمان بنتا ہے۔

سب سے اعلیٰ درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کوئی مسلمان، توحید فی المحبۃ والمودۃ پر عمل کرتا ہے۔

توحید صرف اور صرف اللہ کی ذات پر ایمان کا نام ہے،

توحید کے سات مختلف درجات ھیں

١ اَلتَّوحِیدُ فِی العِبَادَۃِ

٢ اَلتَّوحِیدُ فِی الصِّفَاتِ

٣ اَلتَّوحِیدُ فِی الاَمرِ وَالنَّھیِ

٤ اَلتَّوحِیدُ فِی المَلٰئِکَۃِ وَالنَّفعِ وَالضَّرَرِ

٥ اَلتَّوحِیدُ فِی التَّوَکُّلِ وَالاِعتِمَادِ

٦ اَلتَّوحِیدُ فِی العَمَلِ

٧ اَلتَّوحِیدُ فِی المَحَبَّۃِ وَالمَوَدَّۃِ

۱) توحید فی العبادۃ:

عبادت کی نیت صرف اللہ ہی کے لئے کی جائے، حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہم اپنے ایمان کو جانچنا چاہیں تو ہمیں اپنی اس وقت کی نماز کا موازنہ جب ہم کئی لوگوں کے درمیان ہوں اس وقت کی نماز سے کرنا چاہئے کہ جب ہم تنہا ہوں۔

۲) توحید فی الصفات:

اللہ تعالٰی کے صفات کے متعلق معلومات کا تعلق اللہ کی ذات پر ہمارے ایمان سے ہے۔ جس طرح ہم کسی ادیب/ادیبہ کی شناخت اس کے طرز تحریر سے کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی ہر تخلیق اپنے خالق کی شناخت دو طرح سے کرتی ہے۔

(الف) اپنے خالق کی شناخت

(ب) اپنے خالق کے صفات کو پیش کرنا اور مخلوق کے مقصد کی شناخت کرنا۔

اللہ کے اصل صفات تین ہے:

(الف) الحی: یعنی وہ ہمیشہ سے ہے

(ب) العالم: یعنی ہر بات کا علم رکھتا ہے

(ج) القادر: یعنی ہر کام کرنے کی قدرت رکھتا ہے

اللہ کے دوسری تمام صفات ان ہی تین صفات کی شاخیں ہیں۔ اللہ کے صفات اللہ کی ذات سے جدا نہیں کئے جا سکتے۔

مثلاً: عالم، وہ جس کو تمام علوم کا علم ہے۔ جبکہ آدمی علم حاصل کرتا ہے اور پھر بھی تمام علوم حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ خود عالم ہے، ہم اللہ کی ذات کو اس کے ناموں کے ذریعے پہنچاننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ کی ذات ان سے کہیں زیادہ بزرگ و برتر ہے۔ توحید الصفات کے معنی ہی یہ ہیں کہ تمام صفات صرف اللہ ہی کے ذات کے لئے ہیں۔ اللہ کے متعلق جو بھی نظریہ کوئی قائم کرتا ہے اللہ وہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے متعلق اس کے صفات کو پیش نظر رکھ کر سوچیں۔

۳) توحید فی الامر والنہی

اسلام کے اصل معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ اللہ ہمارا خالق ہے۔

جب ہم کوئی مشینری، کار موٹر سائیکل وغیرہ خریدتے ہیں تو اس کی بہتر کارکردگی اور حفاظت کے لئے مشینری بنانے والے ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ کسی دوسرے کے مشورے یا حکم پر عمل نہیں کرتے۔ اسی طرح اللہ کی مخلوق کے سامنے بھی سوائے اللہ کے کسی کو بھی حکم دینے یا منع کرنے کا حق نہیں ہے مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم صرف اللہ کے احکام پر عمل کریں۔

۴) تَوحِیدُ فِی الْمَلٰئِکَةِ وَالنَّفعِ وَالضَّرَرِ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ

(آل عمران ۳:۲۵)

ترجمہ: اے رسول تم تو یہ دعا مانگو کہ اے خدا تمام عالم کے مالک تو ہی جس کو چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ تخلیق اور قانون سازی دونوں امور میں قدرت رکھنے والا اللہ واحد و یکتا ہے، ہر شئے اس کی تخلیق ہے اور

وہ ہر شئی پر قادر ہے۔

یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ زیر بحث مملکت دنیا کی محض عارضی مملکت نہیں ہے۔ یزید بن معاویہ نے دربار شام میں ایسی ہی دلیل پیش کی تھی حضرت زینب صلوٰۃ علیہا نے اس کے دلایل کو قرآنی آیات سے رد کرتے ہوئے کہا تھا کہ کسی باغی کو دی گئی عارضی اور ظاہری فتح اور شان و شوکت کا مطلب یہ نہیں کہ وہ قانوناً اس کا مستحق ہے، بلکہ یہ ایک طرح کی مہلت ہے تا کہ اس کو کڑی سے کڑی سزا دی جا سکے۔

۵) توحید فی التوکلۃ والاعتماد "وکفی باللہ وکیلا"

(الاحزاب ۳۳:۳)

ترجمہ: اور خدا ہی کارسازی کے لئے کافی ہے

تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے، جنگ بدر ایک ایسا ہی واقعہ ہے۔ اس جنگ میں صرف ۳۱۳ مسلمان جن کے پاس ہتھیار تک نہیں تھے، دشمن کے مکمل طور پر مسلح ایک ہزار سپاہیوں کے مقابل صف آراء ہوئے اور اللہ کی تائید سے فتح پائی۔ اس کے برعکس جنگ احد میں چند ایک مسلمانوں کے کمزور ایمان کے باعث شکست ہوئی۔

۶) توحید فی العمل:

اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کا ہر عمل ہر کام صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو۔ کوئی بھی کام دکھاوے یا لوگوں کو خوش کرنے کے لئے نہ کرے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ "انا خیر الشریک" میں بہترین ساتھی ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور کسی دوسرے کی خوشنودی کے لئے بھی کریں تو اللہ اس کام کا اجر کسی اور کو دے دے گا۔ قیامت کے دن بہت سے لوگ یہ کہتے سنائی دیں گے کہ انہوں نے کئی نیک کام کئے تھے لیکن ان کا حساب نہیں رکھا گیا۔ تب ایسے لوگوں سے کہا جائے گا کہ انہوں نے وہ نیک کام صرف اللہ کو خوشنودی کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کو بھی خوش کرنے کے لئے کئے تھے۔ لہٰذا اللہ نے وہ نیک کام دوسروں کے حساب میں لکھ دیئے۔

ایک مرتبہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس شخص کو انعام میں سرخ اونٹ (قیمتی اونٹ) دیں گے جو دو رکعت نماز پڑھتے وقت صرف اللہ ہی کا خیال کرے۔ کوئی بھی آگے نہیں آیا، صرف حضرت علیؑ آگے بڑھے اور آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور آپ نے کہا کہ نماز کے دوران آپ نے صرف اللہ کا خیال کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا،

"یا علیؑ کیا تم نے نماز ادا کرتے وقت یہ نہیں سوچا کہ اگر تمہیں اونٹ مل جائے تو تم وہ اونٹ اللہ کی راہ میں خیرات کرو گے"

امام علی علیہ السلام نے کہا،

یارسول اللہؐ! اللہ کے متعلق سوچنے کا کیا کوئی اور بھی طریقہ ہے؟

تمام اعمال اللہ کی خوشنودی کے لئے کرنا چاہئے۔

ہر عمل صرف اللہ کے لئے کیا جانا چاہئے، اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا

(سورہ الدھر ۷۶:۹)

ترجمہ: تم تو بس خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گذاری کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو خدمت خلق کے معاملے میں بے لوث ہو کر کام کرنا چاہئے۔

۷) تَوْحِيْدُ فِى الْمَحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ:

توحید کے معاملے میں ایمان کی انتہا اللہ کی رضا پر سر تسلیم خم کر دینا ہے،

اللہ سے محبت اور قربت کا مظاہرہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اہلبیت اور اصحاب نے کیا تھا۔ امام حسینؑ نے، آپ کے گھر والوں نے اور آپ کے اصحاب نے اپنی جانیں اور اپنا مال سب کچھ اللہ کی راہ میں دے دیا، اور اپنے بچوں کو اللہ کی راہ میں جان دینے کا حوصلہ دیا۔ مسلمان وہ جو اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ ہی کے لئے نفرت کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر نیکی سے جہاں کہیں بھی ہو محبت کرے اور ہر بدی سے جہاں کہیں بھی ہو نفرت کرے۔ فروع دین میں اس کو تولیٰ اور تبرا کہتے ہیں۔

سوالات:

۱) توحید کیا ہے؟ سمجھایئے؟

۲) توحید کے متعلق امام حضرت علیؑ کا قول کیا ہے؟

۳) توحید کے کتنے درجات ہیں ہر ایک کی مختصر تعریف کیجئے؟

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریسؑ حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا تھے۔

حضرت ادریسؑ کی ولادت حضرت آدمؑ کی وفات کے ایک سو سال بعد ہوئی تھی آپ حضرت شیث علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔

حضرت ادریسؑ پہلے انسان تھے جنہوں نے دنیا کو تحریر اور خیاطی کے فنون دیئے ہتھیار بنانے والے بھی پہلے انسان آپؑ ہی تھے اور آپؑ ہی نے سب سے پہلے ترازو اور اوزان کا استعمال سکھایا آپؑ ہی نے سب سے پہلے نظام شمسی کی وضاحت کی اور لوگوں کو رب العالمین یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہدایت دی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت ادریسؑ (کوفہ) کی مسجد میں بیٹھ کر کپڑے سیتے اور وہیں عبادت کیا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ حضرت ادریسؑ کے دور میں ایک ظالم بادشاہ کی حکومت تھی ایک دن جب بادشاہ سیر کو نکلا تو اس کا گزر ایک خوبصورت باغ سے ہوا باغ اس کو بے حد پسند آیا۔ اس نے باغ کے مالک کو طلب کیا اور باغ خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن مالک نے باغ فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ طیش میں آ گیا۔ ملکہ بھی بہت بدطینت عورت تھی۔ اس نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ لوگوں سے کہے کہ وہ گواہ رہیں کہ یہ شخص باغی ہے اور بغاوت کی سزا موت ہوتی ہے لہٰذا لوگوں سے اس کو قتل کرنے کو کہا جائے۔ بادشاہ نے ملکہ کے مشورے پر عمل کیا۔ اور باغ کے مالک کو قتل کرنے کے بعد باغ پر قبضہ کر لیا۔ باغ کے مالک کے اہل وعیال بے گھر ہو گئے۔

اللہ نے حضرت ادریسؑ کو حکم دیا کہ وہ بادشاہ کو تنبیہ کریں اور اس جرم کی سزا سے اس کو آگاہ کریں۔ بادشاہ نے حضرت ادریسؑ کی بات نہیں مانی اور انہیں لوٹ جانے کے لئے کہا اور دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی بات پر بضد رہے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا ملکہ نے حضرت ادریس کو قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجے حضرت کسی غار میں جا چھپے اور اللہ سے بادشاہ اور ظالموں کو سزا دینے کی دعا کی۔

بادشاہ کا تختہ الٹ گیا اور اس کی رعایا بھی مصیبتوں میں مبتلا ہو گئی کیونکہ بارش نہیں ہوئی۔ بیس سال تک لوگ مصیبت میں مبتلا رہے۔ تب لوگوں نے اللہ سے دعا کی اور اپنے گناہوں کی۔ توبہ کی اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ابر برسایا۔ حضرت

ادریس بھی اپنے شہر لوٹ آئے۔

حضرت ادریسؑ اتنی کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے کہ فرشتے بھی تعجب کرتے ایک مرتبہ ملک الموت حضرت عزرائیلؑ کو حضرت ادریسؑ سے ملاقات کی خواہش ہوئی اور انہوں نے اللہ سے اجازت طلب کی۔ اللہ نے اجازت دے دی۔ حضرت عزرائیلؑ نے ایک دن انسان کے بھیس میں حضرت ادریسؑ سے ملاقات کی حضرت ادریسؑ نے حضرت عزرائیل سے ان کی روح قبض کرنے کی درخواست کی کیونکہ آپ موت کا ذائقہ چکھنا چاہتے تھے حضرت عزرائیل نے روح قبض کی، لیکن بعد میں روح واپس بھیج دی۔

حضرت ادریسؑ نے جنت اور جہنم دیکھنے کی خواہش کی۔ اللہ تعالٰی نے آپ کو اجازت دے دی۔ جنت کی سیر کرتے وقت آپؑ نے چند دن جنت میں قیام کی خواہش ظاہر کی اللہ نے آپؑ کی یہ خواہش بھی پوری کی۔ حضرت ادریسؑ آج بھی زندہ ہیں۔

سوالات:

۱) حضرت ادریسؑ کون کون سے کام کرنے والے پہلے انسان تھے؟

۲) حضرت ادریسؑ کے دور کا بادشاہ کیسا آدمی تھا؟ وہ باغ کیوں نہیں خرید سکا؟
باغ کے مالک کو سزا دینے کے لئے ملکہ نے کیا مشورہ دیا؟

۳) اللہ نے حضرت ادریسؑ کو کیا حکم دیا؟ حضرت ادریسؑ کی بات سن کر بادشاہ اور ملکہ نے کیا کہا؟ حضرت ادریسؑ نے کیا دعا مانگی؟ بادشاہ اور اس کی رعایا کا کیا حشر ہوا؟

۴) ملک الموت حضرت عزرائیل نے حضرت ادریسؑ سے ملاقات کی خواہش کیوں کی؟
حضرت ادریسؑ نے ملک الموت سے کیا خواہش ظاہر کی؟ جنت اور جہنم دیکھنے کے بعد حضرت ادریسؑ نے کیا خواہش ظاہر کی؟

حضرت صالح علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو قوم ثمود کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ ثمود کے لوگ پہاڑوں میں بڑی بڑی چٹانیں تراش کر اپنے گھر بنایا کرتے تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے اور ہر سال وہ کسی پہاڑی پر قربانی دیا کرتے۔

حضرت صالحؑ نے ان لوگوں کو بتوں اور پہاڑوں کو پوجنے سے منع کیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی ہدایت دی۔

لوگوں نے کہا کہ وہ حضرت صالحؑ کی ہدایت پر عمل کرنے کو تیار ہیں اگر حضرت صالحؑ پہاڑیوں کے بیچ سے ایک اونٹنی، بچے کے ساتھ نمودار کرنے میں کامیاب رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑیوں سے ایک اونٹنی اس کے بچے کے ساتھ بھیجی۔

لوگوں سے کہا گیا کہ ایک دن اونٹنی نہر کے ایک کنارے پانی پئے گی اور لوگ دوسرے کنارے پانی پئیں گے۔ جس دن اونٹنی پانی پئے گی اس دن اہل ثمود کے لئے اتنا دودھ دے گی جتنے دودھ کی کہ وہ خواہش کریں گے۔

اہل ثمود نے کبھی ایسا کوئی اونٹ نہیں دیکھا تھا جو ہر دوسرے دن نہر کا پورا پانی پی لیتا تھا۔ اس کے باوجود بھی انہوں نے بتوں کی پوجا ترک نہیں کی۔

حضرت صالحؑ نے اہل ثمود کو تنبیہ کی کہ وہ اونٹنی کو تکلیف نہ پہونچائیں اگر پہونچائیں گے تو اللہ انہیں سزا دے گا لیکن غرور اور تکبر کے باعث انہوں نے اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔

اللہ نے آسمانوں سے بجلی گرائی اور زلزلہ نازل کیا ثمود کے تمام لوگ ہلاک ہوگئے۔ صرف حضرت صالحؑ اور آپ کے بعض اصحاب بچ رہے۔

سوالات:

۱) قوم ثمود کیا کرتی تھی؟ حضرت صالحؑ سے انہوں نے کیا فرمائش کی؟ اور کیوں کی؟

۲) اہل ثمود نے اونٹنی کے ساتھ کیا کیا؟ اہل ثمود پر اللہ نے کیسا عذاب نازل کیا؟

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ایوبؑ نہایت دولت مند تھے آپ کا عقد حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی سے ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو بے انتہا رحمتوں سے نوازا تھا۔ آپؑ بہت بڑے زمیندار تھے، اور آپؑ کے پاس بے شمار بھیڑیں تھیں۔ آپؑ کی کئی اولادیں تھیں اور قوم میں آپؑ معزز شخص تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام نہایت رحمدل تھے۔ آپؑ اپنی دولت یتیموں پر خرچ کیا کرتے اور غریبوں کی دستگیری فرماتے آپؑ تمام لوگوں خصوصیت سے اپنے رشتے داروں کی ضرورتوں کا پورا خیال رکھتے اور ہر کسی سے صلہ رحمی سے پیش آتے اپنی بے انتہا دولت کے باوجود حضرت ایوب علیہ السلام ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت ایوبؑ کے صبر اور ایمان پر پورا پورا اعتماد تھا اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو آزمانے کا فیصلہ کیا تا کہ بنی نوع آدم کو سبق حاصل ہو۔ حضرت ایوبؑ کو بے حد نقصان ہوا اور دولت چلی گئی اور اولاد کا سکھ بھی چلا گیا۔ حضرت ایوبؑ کو مصائب میں مبتلا دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ یقیناً حضرت ایوبؑ سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا جس کی سزا اللہ تعالیٰ اس طرح دے رہا ہے۔ آپؑ ایک عجیب مرض میں مبتلا ہو گئے۔ لوگ حضرت ایوبؑ سے دور ہونے لگے۔ ایک دن لوگوں نے آپؑ کو برادری سے نکال باہر کرنے کا فیصلہ کیا اور حضرت ایوبؑ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔

حضرت ایوبؑ جنگل میں زندگی بسر کرنے لگے۔ آپ کا وقت صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا آپ کا کوئی ساتھی نہ تھا صرف بیوی رحمہ ساتھ تھیں۔ جو لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے دونوں کا پیٹ پالا کرتی تھیں۔

ایک دن شیطان انسان کے بھیس میں رحمہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کے شوہر (حضرت ایوبؑ) کے مرض کا علاج جانتا ہوں جب رحمہ نے علاج دریافت کیا تو شیطان نے کہا کہ ایک بھیڑ اللہ کے نام کی بجائے اس (شیطان) کا نام لے کر ذبح کی جائے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اس بھیڑ کا گوشت حضرت ایوبؑ کو تندرست کر دے گا۔

گھر لوٹ کر رحمہ نے حضرت ایوبؑ کو علاج کا یہ طریقہ بتلایا حضرت ایوبؑ سمجھ گئے کہ کیا ہوا ہے آپؑ نے رحمہ سے پوچھا

''کیامیرے رب کے دشمن نے تجھے بہکایا ہے افسوس ہے تجھ پر! یاد کر ہم نے کتنے سال اللہ کی رحمتوں اور عنایتوں کے باعث خوشحال زندگی بسر کی تھی۔ اور اس حال میں کتنے سال سے ہیں؟

رحمہ نے کہا ''سات سال سے''

حضرت ایوبؑ نے کہا ''تو پھر کیوں نہ اتنے ہی دن کہ جتنے دن ہم نے ہنسی خوشی زندگی بسر کی تھی یہ مصائب جھیلیں؟ قسم ہے خدا کی ...... اگر ان مصائب سے مجھے نجات مل گئی تو ایسا مشورہ دینے کے لئے میں تجھ سو کوڑے ماروں گا

اور پھر آپؑ نے رحمہ کو نظر سے دور ہو جانے اور انہیں تنہا چھوڑ جانے کو کہا

حضرت ایوبؑ نے پھر اللہ سے شکایت کی کہ کس طرح شیطان آپؑ کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔

وَاَیُّوْبَ اِذْنَادٰی رَبَّهٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَابِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ

وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ

ترجمہ: اور (اے رسول) ایوب کا قصہ یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ (خداوندا) بیماری تو میرے (پیچھے) لگ گئی ہے اور تو تو سب رحم کرنے والوں سے (بڑھ کے ہے مجھ پر ترس کھا) تو ہم نے ان کی دعا قبول کی تو ہم نے ان کا جو کچھ درد دکھ تھا رفع کر دیا اور انہیں ان کے لڑکے بالے بلکہ ان کے ساتھ اتنی ہی اور بھی محض اپنی خاص مہربانی سے اور عبادت کرنے والوں کی عبرت کے واسطے عطا کئے

(سورۂ انبیاء ۲۱ آیت ۸۴،۸۳)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کی دعا قبول فرمالی اور آپؑ کو تمام مصیبتوں سے نجات دے دی۔

وَوَهَبْنَالَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ

وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَاتَحْنَثْ

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ

ترجمہ: اے ایوبؑ تمہارے نہانے اور پینے کے واسطے یہ ٹھنڈا پانی (حاضر) ہے اور ہم نے ان کو اور ان کے لڑکے بالے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی خاص مہربانی سے عطا کئے اور عقلمندوں کے لئے عبرت ونصیحت (قرار دی) اور ہم نے کہا اے ایوبؑ تم اپنے ہاتھ سے سینکوں کا مٹھا لو (اور اس سے اپنی بی بی کو) مار و اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو ہم نے ایوبؑ کو یقیناً صابر پایا وہ کیا اچھے بندے تھے بے شک وہ ہماری بارگاہ میں بڑے جھکنے والے تھے۔

(سورہ ص ۳۸ آیت ۴۲ تا ۴۴)

حضرت ایوبؑ نے زمین پر پاؤں مارا اور ایک چشمہ پھوٹ پڑا اس چشمے کے پانی سے غسل کرتے ہی حضرت ایوبؑ کا مرض جاتا رہا اور آپؑ مکمل طور پر تندرست ہو گئے۔

جب رحمہ گھر واپس ہوئیں تو آپ نے حضرت ایوبؑ کو تندرست پایا۔ حضرت ایوبؑ بھی رحمہ کی واپسی پر بے حد خوش ہوئے۔ چند دنوں بعد آپؑ کو اپنی قسم یاد آئی تب اللہ نے ہدایت دی کہ آپ سو سینکوں کا ایک گٹھا بنائیں اور اپنی قسم پوری کرنے کیلئے بیوی کو اس گٹھے سے ہلکے سے اس طرح ماریں کہ اس کو چوٹ نہ لگے۔ کیونکہ بیماری میں اس نے آپؑ کی تیمارداری اور خدمت کی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو اپنی وہ تمام نعمتیں اور رحمتیں لوٹائیں جو (اللہ نے) چھین لی تھیں۔ حضرت ایوب کی اور بھی کئی اولادیں ہوئیں اور لوگوں میں آپؑ کی عزت پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی۔

سوالات:

۱) حضرت ایوبؑ کیسے انسان تھے؟ اللہ نے آپؑ کو آزمانے کا فیصلہ کیوں کیا؟ اور کیسے آزمایا؟

۲) شیطان نے حضرت ایوبؑ کی بیوی رحمہ کو کیا مشورہ دیا؟ مشورہ سن کر حضرت ایوبؑ نے کیا کیا؟

۳) حضرت ایوبؑ کیسے تندرست ہوئے؟ آپؑ نے اپنی قسم کیسے پوری کی؟

حیات طیبہؐ کے ابتدائی چالیس سال

پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمر کے اس حصے کو کہ جس دوران آپؐ نے نبوت کا اعلان نہیں کیا تھا اعلان نبوت کے لئے اہل عرب کے مزاج اور ذہن کو تیار کرنے میں استعمال کیا۔ آپؐ نے اپنے حسن اخلاق، دیانتداری، غریب پروری سے اہل مکہ میں مثالی مقبولیت حاصل کی۔ یہاں تک کہ اہل مکہ نے آپ کو صادق' (یعنی حق بولنے والا) اور 'امین' (دیانتدار) تسلیم کرلیا۔ مکہ معظمہ میں کئی قبیلے آباد تھے۔ ہر قبیلے کا علٰحدہ محلّہ اور علٰحدہ سردار ہوا کرتا تھا۔ لیکن تمام قبیلے اور ان کے سردار پیغمبر آخرالزماںؐ کے حسن اخلاق اور بلند ترین کردار کا احترام کرتے اور آپؐ کو 'صادق' اور 'امین' تسلیم کرتے تھے۔

عہد طفلی: پیغمبر آخرالزماںؐ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال آپ کی ولادت سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ جب آپ کی عمر چھ سال تھی آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے اپنے شوہر کے مزار کی زیارت کا ارادہ کیا اور آپ کو ساتھ لے کر یثرب گئیں۔ ام ایمن بھی اس سفر میں آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ یثرب سے واپسی کے سفر میں ابوا مقام پر حضرت آمنہ بھی انتقال کر گئیں۔ آپ کی تدفین ابواہی میں ہوئی۔ والدہ کے انتقال کے بعد آپؐ دادا حضرت عبدالمطلب کے ساتھ رہنے لگے۔ چند سال بعد جب حضرت مطلب بھی انتقال کر گئے آپ کو بے حد ملال ہوا۔

حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے بعد پیغمبر آخرالزماںؐ اپنے چچا حضرت ابوطالب کی سرپرستی میں آ گئے۔

حضرت ابوطالب نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے پیغمبر آخرالزماں کا تعارف کروایا حضرت خدیجہؓ مکہ معظّمہ کی ایک دولت مند خاتون تھیں اور تجارت کیا کرتی تھیں۔ آپ نے پیغمبر آخرالزماں کو اپنے تجارتی مال کا امین بنایا۔ مکہ معظّمہ کے تاجروں کے قافلے کے ساتھ جب پہلی مرتبہ پیغمبر آخرالزماںؐ حضرت خدیجہؓ کا تجارتی مال لے گئے تو غیر معمولی منافع ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کو کبھی پہلے اتنا منافع نہیں ہوا تھا۔

پیغمبر آخرالزماںؐ اور حضرت خدیجہؓ کا عقد ہوا آپؐ کے تین بچے ہوئے دو بیٹے قاسم اور عبداللہ جو طفلی ہی میں انتقال کر گئے۔

اور ایک بیٹی سیدہ عالمیان حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا۔

پیغمبر آخر الزماں کوہ حرا پر پابندی سے جایا کرتے اور وہاں ایک غار میں عبادت کیا کرتے۔

سوالات:

۱) اعلان نبوت سے قبل پیغمبر آخر الزماں کے حالات زندگی مختصر طور پر بیان کیجئے؟

۲) رسول خداؐ کو صادق اور امین کا لقب کن لوگوں نے اور کیوں دیا تھا؟

۳) رسول خداؐ اعلان نبوت سے قبل کس پہاڑ پر جایا کرتے تھے اور وہاں کیا کرتے تھے؟

اعلان نبوت

پیغمبرآخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰؐ نے مکہ معظمہ میں جب اپنی نبوت کا اعلان کیا اور کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ مکہ کے لوگ آپؐ کے دشمن بن گئے۔ آپؐ کے کردار میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ آپ ؐکا حسن اخلاق برقرار تھا۔ لیکن چونکہ آپؐ نے وحدہ لاشریک لہ پر اپنے ایمان کا اعلان کیا اور لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی تھی لوگ آپؐ کے دشمن بن گئے۔

جب آپ کی عمر ۴۰ سال تھی غار حرا میں پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی حضرت جبرائیلؑ پانچ قرآنی آیات لائے تھے۔ یہ آیات (سورۂ علق) کی ہیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ اْلاِنْسَانَ مِنْ عَلَقَ

اِقْرَ اوَرَ بُّکَ اْلا کْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

ترجمہ: (اے رسولؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔

(سورہ العلق آیت ۴-۱)

اس دن ۲۷ رجب المرجب کی تاریخ تھی۔ اس تاریخ کو یوم بعثت (یعنی اعلان نبوت کا دن) کہتے ہیں پیغمبر آخرالزماںؐ اپنے معمول کے مطابق کوہ حرا میں اللہ کی عبادت کررہے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ ان پانچ آیات قرآنی کے ساتھ آئے۔ پیغمبر آخرالزماںؐ کو اس زمین پر کسی بھی شخص نے لکھنا پڑھنا نہیں سکھایا کہ آپؐ کو علم خود اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمایا تھا۔

غار حرا میں جبرئیلؑ سے اللہ کا پیغام حاصل کرنے کے بعد پیغمبر آخرالزماںؐ نے اپنے نبی ہونے کی اطلاع سب سے پہلے اپنی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو دی حضرت خدیجۃ الکبریٰ فوری اللہ، وحدہ لاشریک لہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لے آئیں۔

بعثت کے بعد ابتدائی تین برسوں کے دوران پیغمبر آخرالزماںؐ دین اسلام کی تبلیغ محدود حلقے میں کرتے رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو مدعو کرنے اور ان میں دین اسلام کی تبلیغ کرنے کی ہدایت دی۔

پیغمبر آخر الزماںؐ نے اپنے چالیس رشتہ داروں کو مدعو کیا اور اس کو "دعوت ذوالعشیرہ" کہتے ہیں رشتہ داروں سے مخاطب ہوتے ہوئے آپؐ نے انہیں صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ" کی عبادت کرنے کے لئے کہا اور کہا کہ میں (محمدؐ) اللہ کا نبی ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے دین کی تبلیغ کی ذمہ داری دی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے تین مرتبہ یہ سوال کیا "تم میں سے جو اس کام (تبلیغ دین) میں میری نصرت کرے گا وہ میرا بھائی، میرا وصی، اور میرے بعد میرا جانشین ہوگا" تینوں مرتبہ صرف حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور ہر بار آپؐ نے کہا "یا رسول اللہ میں آپ کی نصرت کروں گا" پیغمبر آخر الزماںؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا "یہ علیؑ میرا بھائی، میرا وصی اور میرے بعد میرا جانشین ہے۔ تم سب پر واجب ہے کہ میرے بعد اس (علیؑ) کے احکامات کی پابندی کرو۔ اس موقع پر موجود دوسرے لوگ حضرت علیؑ کے والد حضرت ابوطالبؑ کو چھیڑنے لگے کہ اے ابوطالبؑ اب تمہیں تمہارے بیٹے کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا"۔

دعوت ذوالعشیرہ کے بعد پیغمبر آخر الزماںؐ مکہ معظمہ میں کھلے عام تبلیغ کرنے لگے۔ اہل قریش آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کے خلاف کمربستہ ہوئے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے۔ پیغمبر آخر الزماںؐ کو کعبۃ اللہ میں عبادت کرنے سے روک دیا گیا تھا آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے۔ آپؐ کے اوپر غلاظت پھینکی جاتی، آپؐ کو دیوانہ، جادوگر اور شاعر کہا جانے لگا۔ آپؐ کی بے حرمتی کی جاتی، آپؐ کے وفادار ساتھیوں کو ایذائیں دی جاتیں۔ بعض اصحاب رسولؐ کو گرم ریتی پر لٹایا جاتا اور ان کے سینوں پر گرم وزنی پتھر رکھے جاتے، ان کی گردنوں میں رسی باندھی جاتی اور مکہ معظمہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹا جاتا۔ راہ حق میں سب سے پہلے جان حضرت سمیہ نے دی تھی۔ جن کو اسلام کا پہلا شہید ہونے کی فضیلت حاصل ہے۔ حضرت سمیہ پیغمبر آخر الزماںؐ کے صحابی حضرت عمار یاسر کی والدہ تھیں۔

اہل قریش کی شرارتوں کے باوجود دین اسلام اپنانے اور پیغمبر آخر الزماںؐ کا ساتھ دینے والوں کی تعداد دن بہ دن بڑھنے لگی۔ تقریباً ایک سو افراد نے اسلام قبول کرلیا اور اہل قریش انہیں اپنے مظالم کا نشانہ بناتے رہے پیغمبر آخر الزماںؐ نے بعض اصحاب کو حضرت جعفر طیارؓ کی قیادت میں ابی سینیا (ایتھوپیا) جانے کا مشورہ دیا۔ یہ اسلام کی پہلی ہجرت ہے جو اعلان نبوت کے پانچ سال بعد ہوئی۔ پندرہ اصحاب رسولؐ نے ہجرت کی تھی اس کے بعد پیغمبر آخر الزماںؐ نے دوسری ہجرت کا مشورہ دیا تھا۔

جب اہل مکہ کو معلوم ہوا کہ ابی سینیا میں مسلمان امن وامان سے باعزت زندگی بسر کررہے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں کو ایذا دینے کے لئے ابی سینیا کے بادشاہ کے پاس ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ شاہ ابی سینیا نجاشی کے لئے وفد کے ساتھ قیمتی تحائف بھیجے۔ اہل قریش کا یہ وفد عمرو العاص کی قیادت میں ابی سینیا گیا۔ عمرو العاص نے شاہ نجاشی سے مسلمانوں کو واپس مکہ بھیجنے کی درخواست کی اور

کہا کہ ان لوگوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے- شاہ نجاشی نے پوچھا کہ کیا ان مسلمانوں نے مکہ میں کسی کو قتل کیا ہے؟ عمرو العاص نے کہا نہیں- ان کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے- شاہ نجاشی نے حضرت جعفر طیارؑ ابن ابوطالبؑ (حضرت علیؑ کے بھائی) کو طلب کیا اور پوچھا کہ مسلمانوں نے اپنے آباواجداد کے دین کو کیوں ترک کیا اور کسی نئے دین کو کیوں اختیار کیا؟

حضرت جعفر طیارؑ نے جواب میں سورۂ مریم کی چند آیتیں تلاوت کیں، جنہیں سنکر شاہ نجاشی بے حد متاثر ہوا- اس کے وزیر بھی بے حد متاثر ہوئے شاہ نجاشی نے مسلمانوں کو مکہ واپس بھیجنے سے انکار کر دیا-

اس ناکامی کے بعد اہل قریش نے حضرت عبدالمطلب کے خاندان کے لوگوں کا بائیکاٹ کر دیا- ان پر پانی بند کر دیا اور ان سے ہر طرح کے تعلقات بھی توڑ لئے-

حضرت ابوطالب نے جب دیکھا کہ اہل قریش اپنی شرارت سے باز نہیں آئیں گے- آپ پیغمبر آخرالزماںؐ اور آپؐ کے صحابیوں کو لے کر مکہ کے قریب واقع ایک پہاڑی پر چلے گئے- یہ پہاڑی شیب ابوطالب کہلاتی ہے- یہ واقعہ بعثت کے ساتویں سال پیش آیا اور تین سال تک پیغمبر آخرالزماںؐ اور آپؐ کے اصحاب حضرت ابوطالبؑ کی سرپرستی میں اس پہاڑی پر رہے-

ایک دن پیغمبر آخرالزماں نے حضرت ابوطالبؑ سے فرمایا کہ اب ہم مکہ واپس ہو سکتے ہیں کیونکہ مکہ کے لوگوں نے ہمارے بائیکاٹ کے لئے جو معاہدہ لکھا تھا اس کو دیمک چاٹ چکی ہے- اب صرف "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے" باقی رہ گیا ہے- حضرت ابوطالب مکہ گئے اور قریش سے کہا کہ ان کے معاہدے کو دیمک چاٹ چکی ہے لہٰذا بائیکاٹ ختم ہونا چاہئے- اہل قریش کو یقین نہ آیا- لیکن جب انہوں معاہدہ دیکھا تو حضرت ابوطالبؑ کو سچا پایا اور انہیں مجبوراً بائیکاٹ ختم کرنا پڑا-

مکہ معظّمہ واپسی کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ دونوں کا انتقال ہو گیا- پیغمبر آخرالزماں کو اتنا دکھ ہوا کہ آپؐ نے اس سال کو'عام الحزن' (غم کا سال) قرار دیا-

حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال کے بعد اہل قریش کے حوصلے بڑھ گئے- وہ پیغمبر آخرالزماںؐ اور مسلمانوں کو پہلے سے بھی زیادہ ایذائیں دینے لگے- آپؐ نے طائف جانے کا فیصلہ کیا- لیکن طائف کے لوگ آپؐ کی دعوت قبول کرنے کی بجائے آپؐ پر ہنسنے لگے- طائف کے لوگوں کے اس رویے سے مایوس ہو کر پیغمبر آخرالزماں مکہ لوٹ آئے-

بعثت کے گیارہویں سال تک آپؐ کی تبلیغ کی شہرت دور دور تک ہو چکی تھی- اس سال نجران کے بیس عیسائی مکہ آئے اور آپؐ سے ملاقات کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے- یثرب (مدینۃ المنورہ) کے چھ افراد آئے اور انہوں نے بھی دین اسلام

قبول کرلیا اور ایک عہد کیا جو'عہد عنابی' کہلاتا ہے عنابی کے معنی پہاڑی درے کے ہیں- یہ عہد مکہ کے باہر واقع ایک پہاڑی میں لیا گیا تھا- مدینہ لوٹنے کے بعد ان لوگوں نے پیغمبر آخرالزماںؐ کے نام ایک خط لکھا- جس میں انہوں نے مدینہ کے مسلمانوں کو دین اسلام کی تعلیم دینے کے لئے کسی شخص کو مدینہ بھیجنے کی درخواست کی- پیغمبر آخرالزماںؐ نے مسلب بن عمیر اور ابن ام مقتوم کو دین کی تبلیغ کے لئے مدینہ بھیجا-

سوالات:

١) پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے کون سی قرآنی آیات نازل ہوئیں؟ ان آیات کو ترجمے کے ساتھ بیان کیجئے؟

٢) بعثت کا کیا مطلب ہے؟ بعثت کے بعد رسول خداؐ نے کیا کیا؟

٣) دعوت ذوالعشیر ہ کا کیا مقصد تھا؟ اس دعوت کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

٤) اسلام کی پہلی ہجرت کب' کیوں اور کہاں کے لئے ہوئی؟ کتنے مسلمانوں نے اور کس کی قیادت میں یہ ہجرت کی؟

٥) شعب ابوطالب کا واقعہ کب ہوا؟ پورے واقعہ کو مختصراً بیان کیجئے

٦) پیغمبر اسلامؐ نے کس سال کو عام الحزن' قرار دیا اور کیوں؟

٧) حضرت ابوطالب کے انتقال کے بعد سے رسول خدا کی مدینہ منورہ کو ہجرت تک کے واقعات مختصراً بیان کیجئے؟

معراج

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِالْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

وہ خدا (ہرعیب سے) پاک وپاکیزہ ہے جس نے اپنے بندے کوراتوں رات مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (آسمانی مسجد) تک کی سیر کرائی جس کے چوگرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کرر کھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ اس میں شک نہیں کہ (وہ سب کچھ) سنتا اور دیکھتا ہے۔

(سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت۔۱)

اعلان نبوت کے باوجود پیغمبر آخرالزماں کو اللہ تعالیٰ نے معراج کے شرف سے نوازا

27 رجب المرجب کی رات تھی پیغمبر آخرالزماں حضرت ام ہانی بنت ابوطالبؑ کے گھر میں تھے کہ حضرت جبرئیل آئے اور پیغمبر آخرالزماں کو اپنے ساتھ معراج پر لے گئے۔ حضرت جبرئیل سب سے پہلے پیغمبر آخرالزماںؐ کے ساتھ کعبۃ اللہ گئے جہاں آپؐ کی سواری کے لئے براق تھا۔ آپؐ براق پر سوار ہوئے اور کعبۃ اللہ سے مدینۃ المنورہ گئے مدینہ سے کوہ سینائی (جہاں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا) آپؐ وہاں سے بیت اللحم (جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی) گئے اور وہاں سے آپؐ بیت المقدس (یروشلم) گئے جہاں آپؐ کی امامت میں پیغمبروں نے نماز ادا کی۔ بیت المقدس سے آپؐ آسمانوں کی سیر پر تشریف لے گئے۔

آپؐ مسجد اقصیٰ (بلندترین مسجد جوٹھیک کعبۃ اللہ کے اوپر ہے) تک پہونچے۔ آپؐ نے نظام شمسی دیکھا اور کئی پیغمبروں سے ملاقات کی۔ آپؐ نے جنت اور جہنم دیکھے اور سدرۃ المنتہا پہونچے۔ یہاں پہونچ کر حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہاں ان کی

حد ختم ہوتی ہے،اس سے آگے جانے کی انہیں اجازت نہیں ہے۔

ہمارے چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السلام سے ایک مرتبہ کسی شخص نے پوچھا "یا ابن رسول اللہ، کیا اللہ کا کوئی مخصوص مقام ہے؟امام علیہم السلام نے جواب دیا "نہیں۔اس شخص نے پوچھا "پھر اللہ نے کیوں اپنے پیغمبر کو آسمانوں کی سیر کرائی"؟

امام علیہم السلام نے فرمایا "اللہ نے پیغمبر آخرالزماں کو معراج کا شرف اس لئے بخشا کہ آپ کائنات کی وسعت دیکھ سکیں اور وہ سب سن سکیں جو کسی نے نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا۔

سوالات:

۱) قرآن مجید کے کس سورے میں معراج کا تذکرہ ہے؟ آیۂ معراج اور اس کا ترجمہ بیان کیجئے

۲) معراج کا واقعہ مختصراً بیان کیجئے؟

۳) امام زین العابدینؑ نے رسول خداؐ کی معراج کا کیا مقصد بتلایا؟

ہجرت

مدینہ کے مسلمانوں کی درخواست پر پیغمبر آخرالزماںؐ نے تبلیغ دین کے لئے اپنے دو صحابیوں کو مدینہ بھیجا تھا- ان کی تبلیغ کا اتنا اثر ہوا کہ اسی سال مدینہ سے 70 لوگ مکہ آئے انہوں نے عہد کیا اور مشرف بہ اسلام ہوئے- یہ عہد دوسرا عہد کہلاتا ہے- ان لوگوں نے پیغمبر آخرالزماںؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دی-

جب مکہ کے لوگوں نے دیکھا کہ ان کی مخالفت کے باوجود یثرب میں اسلام عروج پارہا ہے تو وہ بے حد مشتعل ہوئے- قریش نے رسول اللہ صلعم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس مقصد کے لئے ہر قبیلے سے ایک ایک سردار کو منتخب کیا تا کہ رسول اللہ صلعم کے قتل کا الزام کسی ایک قبیلے پر نہ آئے-

اللہ نے اپنے حبیبؐ کو کفار مکہ کے اس منصوبے سے آگاہ کردیا اور مکہ سے مدینہ ہجرت کا حکم دیا- رسول اللہ صلعم نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو آرام فرمانے کا حکم دیا تا کہ کفار مکہ سمجھیں کہ آپؐ محو خواب ہیں اور جب کفار مکہ آپؐ کے گھر کو نرغے میں لئے رات کو پہرہ دے رہے تھے، آپ گھر سے نکلے اور پہرہ دینے والوں پر ایک مٹھی خاک اڑائی جس کے باعث وہ آپؐ کو نہیں دیکھ سکے-

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ

سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

ترجمہ: ہم نے ایک دیوار ان کے آگے بنادی ہے اور ایک دیوار ان کے پیچھے پھر اوپر سے ان کو ڈھانک دیا ہے تو وہ کچھ دیکھ ہی نہیں سکتے- (سورۃ یٰسین ۳۶:۹)

رسول اللہ صلعم نے مدینہ کی راہ لی آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکر تھے- مکہ سے کچھ فاصلے پر آپؐ نے غار ثور میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا-

صبح کفار مکہ رسول اللہ صلعم کے گھر میں گھس پڑے لیکن وہاں آپؐ کے بستر پر حضرت علیؑ کو محو خواب پایا، تو آپ کی تلاش میں نکل پڑے اور غار ثور تک پہونچے- لیکن وہ غار میں داخل نہیں ہوئے کیونکہ ان کے وہاں پہونچنے تک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تان دیا تھا اور کبوتروں نے گھونسلہ بنایا اور انڈے دے دیئے تھے-

رسول اللہ صلعم، یکم ربیع الاول کی شب مکہ سے روانہ ہوئے اور ۴ ربیع الاول تک غار ثور میں مقیم رہے چوتھی ربیع الاول کو آپؐ غار ثور سے باہر تشریف لائے اور مدینہ کے سفر پر چل پڑے- اور ۸ یا ۱۲ ربیع الاول کو قبا ہو نچے جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے- قبا میں رسول اللہ صلعم نے مسجد قبا کا سنگ بنیاد رکھا جس کا ذکر قرآن مجید میں پہلی مسجد کے طور پر کیا گیا ہے

رسول اللہ صلعم، ۱۶ ربیع الاول (۲، جولائی ۶۲۲ء) کو مدینہ میں داخل ہوئے- یہی وہ تاریخ ہے کہ جس تاریخ سے اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہوتا ہے-

اس وقت تک مدینہ کا عام نام یثرب تھا- لیکن آپؐ کے وہاں پہو نچنے کے بعد یثرب کا نام مدینۃ النبی پڑ گیا مدینہ عربی لفظ ہے جس کے معنی شہر کے ہیں، مدینۃ النبی کے معنی نبی کا شہر کے ہیں- آج کل یہ شہر مدینۃ المنورہ کہلاتا ہے- مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جو مسجد نبوی کہلاتی ہے- رسول اللہ صلعم نے وہاں اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی- کفار مکہ اور دوسرے کفار نے مدینہ پر کئی حملے کئے- بالآخر رسول اللہ صلعم نے مکہ فتح کیا اس جنگ میں خون کا ایک خطرہ بھی نہیں بہا- رسول اللہ صلعم نے مکہ میں داخل ہونے کے بعد کفار مکہ کو اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو اسلام قبول کرلیں یا اپنے قدیم دین پر قائم رہیں- اسلام قبول کرنے کے لئے ظلم زبردستی نہیں کی گئی-

سوالات:

۱) رسول اللہ صلعم کو قتل کرنے کا منصوبہ کس نے اور کیوں بنایا؟ اللہ نے رسول اللہ صلعم کو کہاں جانے کی ہدایت دی؟

۲) رسول اللہ صلعم کے بستر پر کون سوئے؟ جب آپؐ کو یہ معلوم ہوا تو آپؐ نے کیا کیا؟

۳) جب کفار مکہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے بستر پر کوئی اور سو رہا ہے تو انہوں نے کیا کیا؟

۴) رسول اللہ صلعم کے ساتھ مکہ سے کون روانہ ہوئے؟ رسول اللہ صلعم مکہ سے کہاں پہو نچے؟

۵) رسول اللہ صلعم نے قبا میں کیا کیا؟ آپؐ یثرب میں کب داخل ہوئے؟ اس دن کی کیا اہمیت ہے؟

ہجرت کے بعد......مدینہ منورہ میں وفات تک

پیغمبر آخرالزماںؐ جب یثرب پہونچے اور وہاں سکونت اختیار کی تو لوگوں نے اس شہر کا نام یثرب سے بدل کر مدینۃ النبی رکھ دیا- آج عام طور پر یہ شہر مدینۃ المنورہ یا صرف مدینہ کہلاتا ہے-

مکہ معظمہ سے مدینہ پہونچتے ہی پیغمبر آخرالزماںؐ نے ایک مسجد تعمیر کی- یہ مسجد اس جگہ تعمیر کی گئی جہاں آپ کا اونٹ رکا تھا- پیغمبر آخرالزماںؐ نے یہ زمین جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی دس دینار میں خریدی تھی- مسجد کی تعمیر میں تمام مسلمانوں نے کام کیا تھا- مسجد اینٹوں اور مٹی سے تعمیر کی گئی تھی کھجور کے تنوں سے ستونوں کا کام لیا گیا تھا اور چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی مسجد کے دونوں طرف کمرے بنائے گئے- ایک طرف کے کمرے پیغمبر آخرالزماںؐ نے اپنی اور اپنے خاندان کی رہائش کے لئے استعمال کئے اور دوسری طرف کے کمرے بے گھروں کے لئے مخصوص کئے گئے تھے-

پیغمبر آخرالزماںؐ نے مدینہ کے لوگوں انصار اور مکہ کے لوگوں مہاجروں میں بھائی چارہ قائم کیا- مدینہ کے لوگوں نے مکہ کے لوگوں کے ساتھ اپنی آدھی دولت تقسیم کرنا قبول کیا تھا-

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے اپنے جان ومال سے خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے

(ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ہر (طرح) ان کی خبر گیری کی یہی لوگ ایک دوسرے کے (باہم) سرپرست اور دوست ہیں اور جن لوگوں نے ایمان تو قبول کیا اور ہجرت نہیں کی تو ان لوگوں کو انکی سرپرستی سے کچھ سروکار نہیں۔ یہاں تک کہ وہ ہجرت اختیار کریں اور (ہاں) مگر دینی امر میں تم سے مدد کے خواہاں ہوں تو تم پر ان کی مدد کرنی لازم وواجب ہے مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں (نہیں) جنہوں نے اور تم نے باہم (صلح کا) عہدو پیمان کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا (سب کو) دیکھ رہا ہے۔
(سورہ الانفال آیت ۷۲)

اس طرح پیغمبر آخرالزماںؐ نے مسلمانوں میں اخوت واتحاد قائم کیے۔

مدینۃ المنورہ میں اسلام کے عروج اور استحکام نے مکہ کے قریش کو مشتعل کر دیا۔

قریش نے طاقت جمع کی اور مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مدینۃ المنورہ کے نواح میں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان جنگیں ہوئیں۔ مسلمانوں پر جب نماز فرض کی گئی تو بیت المقدس یروشلم کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اس طرح بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہوا اور ہجرت کے بعد مدینۃ المنورہ میں 17 ماہ تک قبلہ بیت المقدس رہا ایک دن جب رسولؐ اللہ نماز ظہر پڑھا رہے تھے دو رکعت نماز ادا ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو قبلہ بدلنے کا حکم دیا۔ تب سے قبلہ کعبۃ اللہ رہا ہے رسول اللہ جس مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے اس مسجد کا نام مسجد ذوالقبلتین (یعنی دو قبلوں والی مسجد) پڑ گیا۔

قَدْنَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا
فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَحَيْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: اے رسولؐ قبلہ بدلنے کے واسطے بے شک تمہارا (باربار) آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو ایسے قبلے کی طرف پھیر دیں گے کہ تم نہال ہو جاؤ گے (اچھا تو) (نماز ہی میں) تم مسجد محترم (کعبہ) کی طرف منہ کر لو اور (اے

مسلمانوں) تم جہاں بھی ہو اسی طرف (اپنا) منہ کرلیا کرو اور جن لوگوں کو کتاب (توراۃ وغیرہ) دی گئی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ (تبدیل قبلہ) بہت بجا و درست ہے اور اس کے پروردگار کی طرف سے ہے اور جو کچھ وہ لوگ کرتے ہیں اس سے خدا بے خبر نہیں۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۴۴)

سوالات:

۱) مدینہ منورہ کا پہلا نام کیا تھا؟

۲) مدینہ منورہ پہنچ کر رسول خداؐ نے پہلا کام کیا کیا؟

۳) انصار کون لوگ کہلاتے تھے اور مہاجرین کن کو کہا جاتا تھا؟

۴) انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کون سی آیات قرآنی نازل ہوئیں اور رسول خداؐ نے اس سلسلہ میں کیا کیا؟

۵) تبدیلی قبلہ کا حکم قرآن مجید کے کس سورہ میں ہے۔ اس سلسلہ میں نازل ہونے والی آیت اور اس کا ترجمہ بتلائے؟

۶) مسجد ذوالقبلتین کس مسجد کا نام ہے؟ اس کا یہ نام کیوں پڑا؟ مختصراً بیان کیجئے؟

وفات رسول
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پیغمبر آخرالزماںؐ نے اپنا آخری حج ۱۰ ہجری میں فرمایا۔ اس حج کے دوران پیغمبر آخرالزماںؐ نے مسلمانوں کو آداب حج اور حج کی ادائیگی کے طریقے تعلیم کئے۔ حج سے مدینہ منورہ واپسی کے دوران پیغمبر آخرالزماںؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر غدیر خم میں۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِی مَوْلَاہُ

ترجمہ: ''میں جس کا مولا ہوں؟ علیؑ بھی اس کے مولا ہیں''

کا اعلان کیا یہ اعلان مولائے متقیان غالب کل غالب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت اور پیغمبر آخرالزماںؐ کی جانشینی کا اعلان ہے۔ جب پیغمبر آخرالزماںؐ کو اللہ تعالیٰ نے کھلے عام دین اسلام کی تبلیغ کا حکم دیا اور سب سے پہلے رشتہ داروں کو مدعو کرنے کی ہدایت دی تھی تب پیغمبر آخرالزماںؐ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو مدعو کیا یہ دعوت ذوالعشیرہ کہلاتی ہے اس دعوت میں بھی صرف حضرت علی علیہ السلام نے آپؐ کی نصرت کا وعدہ حاضرین کے سامنے کیا تھا پیغمبر آخرالزماںؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ اٹھا کر کہا تھا کہ ''یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرے بعد میرا جانشین ہے''

''غدیر خم میں پیغمبر آخرالزماںؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کر کے اعلان کیا تھا''

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَاعَلِی مَوْلَاہُ

ترجمہ: ''میں جس کا مولا ہوں؟ علیؑ بھی اس کے مولا ہیں''

حضرت محمدؐ نے تین مرتبہ اس اعلان کو دوہرایا۔ جس کے فوراً بعد جبرئیل اللہ کا ایک اور پیغام لے کر پہونچے

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا

پیغمبر آخرالزماںؐ کا یہ آخری حج تھا اور اس مناسبت سے اس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے مدینہ واپسی کے بعد آپؐ بیمار پڑ گئے اور جب آپؐ کی صحت بگڑنے لگی تو حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہم دکھی ہو گئیں۔ پیغمبر آخرالزماںؐ سے بیٹی کا دکھ دیکھا نہ گیا آپؐ نے حضرت فاطمہؑ کو قریب بلایا اور کان میں کچھ کہا جسے سن کر حضرت فاطمہؑ مسکرا پڑیں۔ بعد میں جب حضرت فاطمہؑ سے پوچھا گیا کہ پیغمبر آخرالزماںؐ نے ایسا کیا کہا تھا جو آپ مسکرا پڑیں۔ آپؑ نے کہا ''میرے بابا نے کہا تھا کہ آخرت میں سب سے پہلے میں ان سے ملنے والی ہوں''۔

آخری وقت میں پیغمبر آخرالزماںؐ نے جب اپنے بھائی سے ملنے کی خواہش ظاہر کی جناب عائشہ نے اپنے والد حضرت ابوبکر کو بلایا حضرت ابوبکر کو دیکھ کر پیغمبر آخرالزماںؐ نے اپنا منھ موڑ لیا اور فرمایا کہ ''میرے بھائی کو بلاؤ''۔

پیغمبر آخرالزماںؐ کی ایک اور بیوی جناب حفصہ نے اپنے والد حضرت عمر بن الخطاب کو بلا بھیجا پیغمبر آخرالزماںؐ نے حضرت عمر بن الخطاب کو بھی دیکھ کر اپنا منھ موڑ لیا اور ''پھر کہا'' ''میرے بھائی کو بلاؤ''

تب جناب عائشہ نے حضرت علیؑ کو بلا بھیجا۔

جب حضرت علیؑ پہونچے تو پیغمبر آخرالزماںؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی چادر کے نیچے لے لیا اور سینے سے سینہ ملا کر بھینچ لیا اور دیر تک حضرت علیؑ سے باتیں کرتے رہے۔

اس وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت فاطمہؑ نے مہمان سے کہا کہ وہ بعد میں آئے کیونکہ ان کے والد بے حد بیمار ہیں، لیکن مہمان دروازہ کھٹکھٹاتا ہی رہا۔

حضرت فاطمہؑ کی آنکھیں بھر آئیں تب پیغمبر آخرالزماںؐ نے بیٹی سے کہا ''اے فاطمہؑ آنے والے کو آنے دو کہ یہ ملک الموت ہیں، کیونکہ تم یہاں ہو تمہارے احترام میں وہ اجازت طلب کر رہے ہیں ورنہ ملک الموت کو روح قبض کرنے کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں''۔

فوراً بعد پیغمبر آخرالزماںؐ کے چہرے پر موت کے آثار نمودار ہوئے آپؐ کے آخری الفاظ "صلوٰۃ،صلوٰۃ" (نماز،نماز) تھے۔
وہ دن پیر 28 صفر ۱۱ ہجری تھا۔ آپ کی عمر 63 سال تھی۔
حضرت علیؑ نے غسل دیا کفن پہنایا اور دفن کیا۔

سوالات:

۱) رسولؐ خدا نے آخری حج کب فرمایا؟ اس حج کو کیا کہا جاتا ہے؟

۲) آخری حج سے واپسی کے موقع پر رسول خداؐ نے کس مقام پر اور کون سا اہم اعلان فرمایا؟ پورے واقعہ کو مختصراً بیان کیجیے۔

۳) اعلان غدیر کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کی جانب سے کون سی آیات نازل ہوئیں؟ ان آیات کو ترجمے کے ساتھ بیان کیجئے؟

۴) پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ نے کس عمر میں اور کس تاریخ کو وفات پائی؟ آپ کا غسل وکفن کس نے کیا؟

۵) ملک الموت کے اجازت طلب کرنے پر رسول خداؐ نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے کیا فرمایا؟

امامت

تیسرے معصوم، پہلے امام

حضرت امام علی علیہ السلام

نام	......	علیؑ
لقب	......	امیر المومنین
کنیت	......	ابوالحسن
باپ	......	ابوطالبؑ
ماں	......	فاطمہ بنت اسدؑ
تاریخ ولادت	......	۱۳رجب دس سال قبل از بعثت
جائے ولادت	......	خانۂ کعبہ
مدت خلافت	......	چار سال ۹ ماہ تقریباً، سن ۳۶ھ سے ۴۰ھ تک
مدت امامت	......	۳۰ سال
وقت ضربت	......	۱۹ رمضان المبارک کی صبح
وقت شہادت	......	۲۱رمضان المبارک
جائے شہادت	......	مسجد کوفہ
قاتل	......	عبدالرحمٰن بن ملجمؒ
عمر	......	۶۳ سال
مزار شریف	......	نجف اشرف عراق
دوران عمر	......	چار دور: ''پہلا'' بچپنا تقریباً دس سال ''دوسرا'' ہمراہ رسول تقریباً ۳۲ سال ''تیسرا'' خلافت سے کنارہ کشی تقریباً ۲۵ سال ''چوتھا'' مدت خلافت تقریباً چار سال ۹ ماہ۔

ولادت:

۱۳/رجب المرجب ۳۰ عام الفیل کو فاطمہ بنت اسد اپنے بچے کی بہ صحت وتندرستی ولادت کی دعا مانگنے کے لئے کعبۃ اللہ گئیں کعبۃ اللہ کے دروازہ کے سامنے کی دیوار سے لگ کر کھڑی ہوئیں اور دعا مانگنے لگیں۔ اچانک دیوار شق ہوگئی (جس کا نشان آج بھی موجود ہے) اور حضرت فاطمہ بنت اسد کعبۃ اللہ میں داخل ہوگئیں اور دیوار برابر ہوگئی۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کعبۃ اللہ کے اندر تھیں۔ یہ خبر پورے مکہ معظّمہ میں آگ کی مانند پھیل گئی۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کو باہر نکالنے کے لئے کعبۃ اللہ کی چابیاں لائی گئیں دروازہ کھولنے کی کوشش کی گئی لیکن تالہ نہیں کھل سکا۔

اس موقع پر رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں نہیں تھے تین دن بعد آپ مکہ واپس ہوئے اور کعبۃ اللہ پہونچے آپؐ کے پہونچتے ہی کعبۃ اللہ کے تالے کھل گئے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کی گود سے بچے کو لیا اس وقت حضرت علیؑ نے پہلی مرتبہ اپنی آنکھیں کھولیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد نے آپ کا نام "حیدر" اور "اسد" رکھا تھا لیکن رسول اللہ صلعم نے آپ کا نام "علی" رکھا اور فرمایا کہ یہ نام اللہ نے رکھا ہے۔

کعبۃ اللہ میں صرف حضرت علی علیہ السلام ہی کی ولادت ہوئی ہے اور کوئی دوسرا شخص کعبۃ اللہ میں پیدا نہیں ہوا۔

رسول اللہؐ حضرت علی کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے بیٹے کی مانند پرورش کرنے لگے۔ آپؐ خود اپنے ہاتھوں سے حضرت علیؑ کو کھلاتے، نہلاتے اور کپڑے بدلتے، حضرت علیؑ نے فرمایا ہے۔

"میں ابھی بچہ ہی تھا رسول اللہؐ مجھے میرے والدین سے لے کر اپنے گھر لے گئے۔ میں آپؐ سے چمٹ جایا کرتا۔ ہر دن آپؐ کے کردار کا ایک نیا پہلو میرے سامنے آتا، میں اس کو حکم سمجھ کر اپنا لیتا۔

حضرت علی علیہ السلام کی زندگی تین دوروں میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔

پہلا دور، بچپن سے رسول اللہ صلعم کی وفات تک۔ دوسرا دور رسول اللہ صلعم کی وفات سے خلافت تک اور تیسرا دور خلافت سے شہادت تک۔

پہلا دور:

اسلام قائم کرنے کے لئے ۲۳ سال کی جدوجہد:

دین اسلام کی تبلیغ اور اسلامی نظام حیات قائم کرنے کے معاملے میں حضرت علی علیہ السلام ہر ہر قدم پر رسول اللہ صلعم کے

ساتھ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں جتنی جنگیں لڑی گئیں وہ تمام جنگیں حضرت علیؑ نے اپنی بہادری شجاعت اور جذبہ شہادت کے بل پر فتح کیں۔

دوسرا دور:

اسلامی اتحاد قائم رکھنے میں 25 سال:

تاریخ اسلام میں مورخوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد ابوسفیان نے حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور کہا تھا کہ خلافت پر آپؑ کا حق ہے اور اگر آپؑ خلافت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں (ابوسفیان) مدینہ کی گلیوں کو سپاہیوں سے بھر دوں گا۔ حضرت علیؑ نے ابوسفیان کی یہ پیشکش ٹھکرا دی۔

تیسرا دور:

سماجی انصاف قائم کرنے کے لئے 5 سال کی جدوجہد:

ذی الحجہ 35ھ میں مسلمان جو سابقہ خلفاء کی ناانصافیوں سے تنگ آ چکے تھے حضرت علیؑ کے پاس پہونچے اور آپؑ سے خلافت منظور کرنے کی درخواست کی اور آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت میں سماجی انصاف قائم کرنے اور سابقہ خلفاء کے قائم کردہ طبقاتی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی۔ آپؑ کی شدید مخالفت کی گئی بالآخر 40ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔

شہادت:

"کل جب تم پلٹ کر میرے دور کو دیکھو گے اور میرے نظریات تم پر ظاہر ہوں گے تب تمہیں میرا عرفان ہوگا کہ جب میں اپنی جگہ چھوڑ چکا ہوں گا اور اس جگہ دوسرا لے چکا ہوگا۔ (حضرت علی علیہ السلام)

جنگ نہروان کے بعد بچے کھچے دشمنوں میں سے بعض یعنی خارجی مکہ معظمہ میں جا بسے تھے۔

خارجی کون ہیں؟

خارجی مساوات پر ایمان رکھتے ہیں خارجیوں کے مطابق مساوات کے معنی یہ ہیں کہ کوئی بھی کسی دوسرے پر حکم نہیں چلا سکتا- وہ لاحکم الا اللہ (صرف اللہ ہی حاکم ہے) پر ایمان رکھتے ہیں وہ کہا کرتے کہ کوئی اپنا (امام یا خلیفہ) نہ ہو اور کسی بھی انسان کی بیعت نہ کی جائے-

جنگ حنین کے بعد بعض لوگوں نے اس نظریے کو اپنایا تھا اور حضرت علی علیہ السلام پر الزام لگایا تھا کہ "(جنگ حنین کے دوران) حضرت علی علیہ السلام انسانی قوت فیصلہ سے مغلوب ہو گئے اور دشمن (معاویہ) کو ز ور پکڑنے کا موقع دیا تھا- حضرت علیؑ نے کہا کہ گناہ ان (خارجیوں) سے سرزد ہوا ہے اور جب انہوں (خارجیوں) نے قرآن مجید نیزوں پر بلند دیکھا تو معاویہ سے جنگ جاری رکھنے سے انکار کیا تھا- اس موقع پر حضرت علیؑ کے سامنے مالک اشتر کو جو فتح کے قریب تھے واپس طلب کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں رہ گیا تھا- خارجیوں ہی نے حضرت علیؑ کو سمجھوتہ کرنے پر مجبور کیا تھا- حضرت علیؑ کے یہ کہنے پر خارجیوں نے اپنی غلطی مان لی اور کہا کہ وہ توبہ کر چکے ہیں-

جو خارجی مکہ میں جا بسے تھے جنگ نہروان میں مارے گئے اپنے مہلوکین کا بدلہ لینا چاہتے تھے- اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام معاویہ اور عمرو بن العاص کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا- خارجیوں میں سے تین افراد عبدالرحمٰن ابن ملجم، ابرق بن عبداللہ اور عمرو بن بکر منتخب کئے گئے- ابن ملجم حضرت علیؑ کو ابرق بن عبداللہ معاویہ کو اور عمرو بن بکر عمرو بن العاص کو قتل کرنے نکلا- اس سازش سے معاویہ اور عمرو بن العاص واقف تھے اور انہوں نے اپنے بچاو کی ترتیب کر لی لیکن حضرت علیؑ نے سازش سے واقفیت رکھنے کے باوجود اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کیا-

عبدالرحمٰن ابن ملجم، عمرو بن بکر اور ابرق بن عبداللہ نے حملہ کرنے کی تاریخ جمعہ ۱۹ رمضان ۴۰ ہجری مقرر کی تھی- معاویہ کو قتل کرنے ابرق بن عبداللہ دمشق پہونچا- معاویہ نے جو حملے کی سازش اور وقت سے آگاہ تھا ریشمی لباس پہن رکھا تھا- ابرق کی تلوار ریشمی لباس پر سے پھسل گئی اور معاویہ بچ گیا ابرق کو لوگوں نے ہلاک کر ڈالا-

عمرو بن العاص کو قتل کرنے عمرو بن بکر مصر پہونچا- لیکن عمرو بن العاص جمعہ کی نماز پڑھانے نہیں آیا اپنے نایب کو بھیجا- عمرو بن بکر کے حملے میں نایب مارا گیا اور لوگوں نے عمرو بن بکر کو ہلاک کر ڈالا-

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفہ پہونچا- جہان وہ ایک عورت قطامہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا- (قطامہ کا باپ اور بھائی جنگ میں حضرت علیؑ کے ہاتھوں مارے گئے تھے) اور قطامہ حضرت علیؑ سے نفرت کرتی تھی- وہ بہت خوبصورت تھی تین شرطوں

پر عبدالرحمٰن سے عقد کرنے کے لئے تیار ہوگئی- قطامہ کی پہلی شرط تین ہزار درہم دوسری شرط ایک غلام اور کنیز اور تیسری شرط حضرت علیؑ کا قتل تھی-عبدالرحمٰن حضرت علیؑ کو قتل کرنے ہی کے لئے کوفہ آیا تھا- قطامہ کی باتوں نے اس کے حوصلے بلند کردیئے-قطامہ نے حضرت علیؑ کو قتل کرنے میں مدد دینے کے لئے اپنے قبیلے کے دو آدمیوں کو عبدالرحمٰن کے ساتھ کردیا-

۱۹ رمضان ۴۰ ہجری:

حضرت علیؑ کئی دن قبل اپنی موت کی پیش گوئی کر چکے تھے-رسول اللہ صلعم بھی یہ پیش گوئی کر چکے تھے-آپؐ نے فرمایا تھا-
''اے علیؑ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری داڑھی تمہارے خون سے بھیگ گئی ہے''-
19 رمضان کی صبح جب حضرت علیؑ نماز فجر کے لئے گھر سے نکل رہے تھے چڑیاں شور کرنے لگیں- جب ملازم نے انہیں چپ کرانے کی کوشش کی امام نے فرمایا-
''انہیں مت چھیڑو وہ میری موت پر گریہ کر رہی ہیں''-
جب آپؑ نماز فجر ادا کرنے مسجد کوفہ پہونچے' آپ نے مسجد میں سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا ان لوگوں میں عبدالرحمٰن ابن ملجم بھی تھا جو تلوار کو چھپانے کے لئے پیٹ کے بل اوندھا پڑا سو رہا تھا- امام علیؑ نے اس سے کہا کہ اوندھے پڑ کر سونا صحت کے لئے مضر ہے اور یہ کہ وہ محض اپنی تلوار کو چھپانے کے لئے اس طرح سو رہا ہے اور اس کے ارادے نیک نہیں ہیں-
اس کے بعد حضرت امام علیؑ نے اذان دی اور امامت کے لئے کھڑے ہوگئے- پہلی رکعت میں جب حضرت امام علیؑ سجدے سے سر اٹھا رہے تھے ابن ملجم نے زہر میں بجھی تلوار آپؑ کے سر اقدس پر چلائی حضرت علیؑ کے سر پر گہرا زخم آیا- وار ہوتے ہی مصلیوں میں افراتفری پھیل گئی موقع کا فائدہ اٹھا کر ابن ملجم بھاگ نکلا- امام علیؑ نے زخمی حالت ہی میں دوسرا سجدہ مکمل کیا اور حضرت امام حسنؑ کو نماز مکمل کرنے کی ہدایت دی اور کہا ''فزت برب الکعبۃ''لوگ ابن ملجم کو پکڑ کر آپؑ کے سامنے لے آئے- ابن ملجم رسیوں میں جکڑا ہوا تھا یہ دیکھ کر امام علیؑ نے لوگوں کو رسیاں کھولنے اور اس کے ساتھ انسانیت سے پیش آنے کے لئے کہا- یہ سن کر ابن ملجم رونے لگا- امام علیؑ نے اس سے کہا ''اب پچھتانے سے کوئی فائدہ نہیں بہت دیر ہو چکی ہے- اور آپؑ نے اس سے پوچھا'' کیا میں ایک اچھا امام نہیں تھا کیا میں ظالم حکمراں تھا؟'' آپؑ نے حکم دیا کہ ابن ملجم کو معمولی سے تکلیف بھی نہ دی جائے-
لوگ آپؑ کو آپؑ کے گھر لے گئے اس وقت تک دن روشن ہو چکا تھا- آپؑ نے کہا ''اے دن تو گواہ رہ کہ علیؑ کی زندگی میں

تو کبھی اس وقت طلوع نہیں ہوا کہ جب علیؑ سو رہا تھا''۔

دو دن بعد ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری کو آپؑ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے آپؑ کو نجف اشرف میں دفن کیا۔

حضرت علیؑ کی وصیت (نہج البلاغہ سے)

حضرت امام علی علیہ السلام کا خط حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام (صفین سے واپسی کے دوران لکھا گیا)

یہ وصیت ہے اس باپ کی جو موت سے ہمکنار ہونے والا، اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے۔ اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے، اور مرنے والوں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رخت سفر باندھ لینے والا ہے۔ اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کا آرزومند، جادۂ عدم کا راہ سپار، بیماریوں کا ہدف، زمانہ کے ہاتھ گروی مصیبتوں کا نشانہ دنیا کا پابند، اور اس کی فریب کاریوں کا تاجر، موت کا قرضدار، اجل کا قیدی، غموں کا حلیف، حزن وملال کا ساتھی، آفتوں میں مبتلا نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے۔

بعدہٗ، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے دنیا کی روگردانی زمانہ کی منہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہنچانی ہے وہ اس امر کے لئے کافی ہے کہ مجھے دوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دوسری کوئی فکر نہ ہو مگر اسی وقت جب کہ دوسروں کے فکر واندیشہ کو چھوڑ کر میں اپنی ہی دھن میں کھویا ہوا تھا اور میری عقل وبصیرت نے مجھے خواہشوں سے منحرف ور دگردان کر دیا اور میرا معاملہ کھل کر میرے سامنے آ گیا، اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔

میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو، بلکہ جو میں ہوں، وہی تم ہو، یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی ہے۔ اس سے مجھے تمہارا اتنا ہی خیال ہوا، جتنا اپنا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں نے یہ وصیت نامہ تمہاری رہنمائی میں اسے معین سمجھتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ خواہ اس کے بعد میں زندہ رہوں، یا دنیا سے اٹھ جاؤں۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اس کے احکام کی پابندی کرنا، اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا اور اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے؟ بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو۔ وعظ وپند سے دل کو زندہ رکھنا، اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ۔ یقین سے اسے سہارا دینا اور

حکومت سے اسے پرنور بنانا-موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا- فنا کے اقرار پر اسے ٹھرانا- دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا-گردش روزگار سے اسے ڈرانا-گزرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا-تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا- ان کے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا، اور دیکھنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں اترے، اور کہاں ٹھرے ہیں- دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں، اور پردیس کے گھر میں جا کر اترے ہیں، اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے-لہذا اپنی اصل منزل کا انتظام کرو- اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو جو چیز جانتے نہیں ہو، اس کے متعلق بات نہ کرو، اور جس چیز کا تم سے تعلق نہیں ہے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ- جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ، کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا، خطرات مول لینے سے بہتر ہے-نیکی کی تلقین کرو تا کہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو-

ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو- جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو- خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو، اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو- حق جہاں ہو، سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ- دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو- سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو- حق کی راہ میں صبر وشکیبائی بہترین سیرت ہے- ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کر دو- کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے- صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو، کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے- زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب رہو- میری وصیت کو سمجھو اور اس سے روگردانی نہ کرو- اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو- اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو، اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا-

اے فرزند! جب میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل ورائے بھی کمزور پڑ جائے یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہو جائے، یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں کہ تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ- کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے، جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے-لہذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے- میں نے تعلیم دینے کے لئے قدم اٹھایا تا کہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ

کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچالیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہوجاؤ گے اور تجربہ وعلم کی وہ باتیں (بے تعب ومشقت) تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہوکر تمہارے سامنے آرہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے۔ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئی ہوں۔

اے فرزند! اگر چہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں۔ پھر بھی میں نے ان کی کارگزاریوں کو دیکھا، ان کے حالات وواقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر وسیاحت کی، یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں۔ بلکہ ان سب کے حالات ومعلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے ان کے اول سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ چنانچہ میں نے صاف کو گندلے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے، اور اب اس کا نچوڑ تمہارے لئے مخصوص کر رہا ہوں اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لئے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے۔ اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہئے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے۔ لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم وتربیت اس حالت میں ہو کہ تم نوعمر اور بساط دہر پر تازہ وارد ہو، اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم دوں، اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں۔ لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے، تم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہوگئی ہیں۔ باوجود یہ کہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا۔ مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لئے مجھے بہتر معلوم ہوا۔ اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں جس میں مجھے تمہارے لئے ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا۔ اور صحیح راستے کی رہنمائی کرے گا۔ ان وجوہ سے تمہیں یہ وصیت نامہ لکھتا ہوں۔

بیٹا یاد رکھو! کہ میری اس وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقوی ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں ان پر اکتفا کرو، اور جس راہ پر تمہارے آباؤ واجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں۔ اسی پر چلتے رہو۔ کیونکہ جس طرح تم اپنے لئے نظر وفکر کر سکتے ہو۔ انہوں نے اس نظر وفکر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ مگر انتہائی غور وفکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ تک پہنچایا، کہ جو انہیں اپنے فرائض معلوم ہوں۔ ان پر

اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم روک لیں۔ لیکن اگر تمہارا نفس اس کے لئے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا، ان باتوں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے اور سمجھنے کا ہو، نہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث و نزاع میں الجھنے کا اور اس فکر و نظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواشگار ہو، اور اس سے توفیق و تائید کی دعا کرو، اور ہر اس وہم کے شائبہ سے اپنا دامن بچاؤ کہ جو تمہیں شبہ میں ڈال دے، یا گمراہی میں چھوڑ دے، اور جب یہ یقین ہو جائے کہ اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور اس میں اثر لینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے، اور تمہارا ذوق و شوق ایک نقطہ پر جم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں، لیکن تمہارے حسب منشا دل کی یکسوئی اور نظر و فکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ تم ابھی اس وادی میں شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مار رہے ہو، اور جو دین (کی حقیقت) کا طلب گار ہو وہ تاریکی میں ہاتھ پاؤں نہیں مارتا اور نہ خلط مبحث کرتا ہے۔ اس وادی میں بہتر ہے کہ اس حالت میں قدم نہ رکھو۔

اب اے فرزند! میری وصیت کو سمجھو، اور یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے، اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابود کرنے والا ہے، وہی دوبارہ پلٹانے والا بھی ہے اور جو بیمار ڈالنے والا ہے وہ ہی صحت عطا کرنے والا بھی ہے اور بہر حال دنیا کا نظام وہی رہے گا، جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے نعمتوں کا دینا! ابتلا و آزمائش میں ڈالنا، اور آخرت میں جزا دینا یا وہ کہ جو اس کی مشیت میں گذر چکا ہے اور ہم اسے نہیں جانتے تو جو چیز اس نے کی تمہاری سمجھ میں نہ آئے، تو اسے اپنی لاعلمی پر محمول کرو۔ کیونکہ جب تم پہلے پہل پیدا ہوئے تھے، تو کچھ نہ جانتے تھے بعد میں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تم بے خبر ہو کہ ان میں پہلے تمہارا ذہن پریشان ہوتا ہے اور نظر بھٹکتی ہے اور پھر انہیں جان لیتے ہو لہٰذا اسی کا دامن تھامو، جس نے تمہیں پیدا کیا، اور رزق دیا، اور ٹھیک ٹھاک بنایا۔ اسی کی بس پرستش کرو، اسی کی طلب ہو، اسی کا ڈر ہو۔

اے فرزند! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہ، کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں کیا، جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔ لہٰذا ان کو بطیب خاطر اپنا پیشوا، اور نجات کا رہبر مانو۔ میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی، اور تم کوشش کے باوجود اپنے سود و بہبود پر اس حد تک نظر نہیں کر سکتے، جس تک میں تمہارے لئے سوچ سکتا ہوں۔

اے فرزند! یقین کرو، کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے، اور اس کی سلطنت وفرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال وصفات بھی کچھ معلوم ہوتے مگر وہ ایک اکیلا خدا ہے- جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے- اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا- وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا- وہ بغیر کسی نقطۂ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے، اور بغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے- وہ اس سے بلند وبالا ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات قلب یا نگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو- جب تم یہ جان چکے، تو پھر عمل کرو، ویسا جو تم ایسی مخلوق کو اپنی پست منزلت کم مقدرت اور بڑھی ہوئی عاجزی، اور اس کی اطاعت کی جستجو اور اس کی سزا کے خوف اور اس کی ناراضگی کے اندیشہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف بہت بڑی احتیاج کے ہوتے ہوئے کرنا چاہئے- اس نے تمہیں انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جو اچھی ہیں اور انہی چیزوں سے منع کیا ہے جو بری ہیں-

اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی وناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے- اور آخرت اور آخرت والوں کے لئے جو سر وسامان عشرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور ان دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے تقاضے پر عمل کرو- جن لوگوں نے دنیا کو خوب سمجھ لیا ہے- ان کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہوا، اور انہوں نے ایک سرسبز وشاداب مقام اور ایک تر وتازہ وپر بہار جگہ کا رخ کیا تو انہوں نے راستے کی دشواریوں کو جھیلا، دوستوں کی جدائی برداشت کی، سفر کی صعوبتیں گوارا کیں، اور کھانے کی بدمزگیوں پر صبر کیا تاکہ اپنی منزل کی پہنائی اور دائمی قرارگاہ تک پہنچ جائیں- اس مقصد کی دھن میں انہیں ان سب چیزوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی- اور جتنا بھی خرچ ہو جائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا- انہیں اب سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہے جو انہیں منزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کر دے اور اس کے برخلاف ان لوگوں کی مثال جنہوں نے دنیا سے فریب کھایا، ان لوگوں کی سی ہے جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے وہ دل برداشتہ ہو جائیں اور اس جگہ کا رخ کرلیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو- ان کے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہوگا کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ کر ادھر جائیں کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا ہے اور بہرصورت وہاں جانا ہے-

اے فرزند! اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہی

دوسروں کے لئے پسند کرو، اور جو اپنے لئے نہیں چاہتے- اسے دوسروں کے لئے بھی نہ چاہو- جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو، یونہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو، اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسن سلوک ہو، یونہی دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ- دوسروں کی جس چیز کو برا سمجھتے ہو، اسے اپنے میں بھی ہو تو برا سمجھو، اور لوگوں کے ساتھ جو تمہارا رویہ ہو، اسی رویہ کو اپنے لئے بھی درست سمجھو- جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ- اگر تمہارے معلومات کم ہوں- دوسروں کے لئے وہ بات نہ کہو جو اپنے لئے سننا گوارا نہیں کرتے-

یاد رکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقۂ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے- روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو- اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شامل حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلل اختیار کرو- دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لئے بہترین زاد کی تلاش اور بقدر کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے- لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو- کہ اس کا بار تمہارے لئے وبال جان بن جائے گا- اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اٹھا کر میدان حشرت میں پہنچا دیں- اور کل کو جب کہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی، تمہارے حوالے کر دیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو- کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈو اور نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا- تو اسے غنیمت جانو-

یاد رکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہو گا اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بری حالت میں ہو گا- اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزل جنت ہو گی یا دوزخ لہٰذا اترنے سے پہلے جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر لو کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہو گا- اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہو گی- یقین رکھو کہ جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے، اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم مانگو تا کہ وہ دے رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ رحم کرے- اس نے اپنے اور تمہارے درمیان در کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں، نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لئے لاؤ تب ہی کام ہو اور تم نے گناہ کئے ہوں تو اس نے تمہارے لئے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے میں جلدی

کی ہے اور نہ توبہ وانابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا) نہ ایسے موقعوں پر اس نے تمہیں رسوا کیا کہ جہاں تمہیں رسوا ہی ہونا چاہئے تھا اور نہ اس نے توبہ کے قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے- نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے- بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے- اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے- جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے، اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو، وہ جان لیتا ہے تم اسی سے مرادیں مانگتے ہو، اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو- اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا- جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کو کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا- اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوالو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو- ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو، تو اس سے ناامید نہ ہو- اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے- اور اکثر قبولیت میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو، اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو، اور وہ حاصل نہیں ہوتی- مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لئے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں، تو تمہارا دین تباہ ہو جائے، لہٰذا تمہیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہئے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو- رہا دنیا کا مال، تو نہ یہ تمہارے لئے رہے گا، اور نہ تم اس کے لئے رہو گے-

یاد رکھو! تم آخرت کے لئے پیدا ہوئے ہو، نہ کہ دنیا کے لئے، فنا کے لئے خلق ہوئے ہو، نہ کہ بقا کے لئے- موت کے لئے بنے ہو نہ کہ حیات کے لئے، تم ایک ایسی منزل میں ہو جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور ایک ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے اور صرف منزل آخرت کی گزرگاہ ہے- تم وہ ہو جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے بھاگنے والا چھٹکارا نہیں پاتا- کتنا ہی کوئی چاہے، اس کے ہاتھ سے نہیں نکل سکتا- اور وہ بہر حال اسے پا لیتی ہے- لہٰذا ڈرو اس سے کہ موت

تمہیں ایسے گناہوں کے عالم میں آ جائے جن سے توبہ کے خیالات تم دل میں لاتے تھے۔مگروہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا۔

اے فرزند! موت کو اور اس منزل کو جس پر تمہیں اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یاد رکھنا چاہئے تا کہ جب وہ آئے تو تم اپنا حفاظتی سرو سامان مکمل اور اس کے لئے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو، اور وہ اچانک تم پر نہ ٹوٹ پڑے کہ تمہیں بے دست وپا کر دے۔خبردار! دنیا داروں کی دنیا پرستی اور ان کی حرص وطمع جو تمہیں دکھائی دیتی ہے وہ تمہیں فریب نہ دے اس لئے کہ اللہ نے اس کا وصف خوب بیان کر دیا ہے، اور دنیا نے خود بھی اپنی حقیقت واضح کر دی ہے اور اپنی برائیوں کو بے نقاب کر دیا ہے۔اس (دنیا) کے گرویدہ بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے پر غراتے ہیں۔ طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے۔ ان میں کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھٹے ہوئے ہیں۔جنہوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہو لئے ہیں۔ یہ دشوار گزار وادیوں میں آفتوں کی چراگاہ میں چھٹے ہوئے ہیں۔ نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے جو ان کی رکھوالی کرے، نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے۔ دنیا نے ان کو گمراہی کے راستے پر لگایا ہے، اور ہدایت کے مینار سے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ یہ اس کی گمراہیوں میں سرگرداں اور اس کی نعمتوں میں غلطاں ہیں، اور اسے ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ دنیا ان سے کھیل رہی ہے، اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں اور اس کے آگے کی منزل کو بھولے ہوئے ہیں۔

ٹھہرو! اندھیرا چھٹنے دو۔ گویا (میدان حشر میں) سواریاں اتر ہی پڑی ہیں۔ تیز قدم چلنے والوں کے لئے وہ وقت دور نہیں کہ اپنے قافلہ سے مل جائیں، اور معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص لیل ونہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگر چہ ٹھہرا ہوا ہے مگر حقیقت میں چل رہا ہے۔ اور اگر چہ ایک جگہ پر قیام کئے ہوئے ہے مگر مسافت طے کئے جا رہا ہے اور یہ یقین کے ساتھ جانے رہو کہ تم اپنی آرزوں کو پورا کبھی نہیں کر سکتے، اور جتنی زندگی لے کر آئے ہو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور تم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو، لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو، کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو، اور کدو کاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے۔ ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو، اگر چہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے۔ کیونکہ اپنے نفس کی عزت جو کھو دو گے، اس کا بدل کوئی حاصل نہ کر سکو گے۔ دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جب کہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے۔ اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو

برائی کے ذریعہ حاصل ہو، اور اس آرام وآسائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لئے (ذلت کی) دشواریاں جھیلنا پڑیں-
خبردار! تمہیں طمع وحرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں- اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کا پا کر رہو گے- وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے- اگر چہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے بے محل خاموشی کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے- برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہوگی کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا دوسروں کے آگے دست طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے یا اس کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے- پاک دامانی کے ساتھ محنت مزدوری کر لینا فسق وفجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے انسان خود ہی اپنے راز کو خوب چھپا سکتا ہے- بہت سے لوگ ایسی چیز کے لئے کوشاں ہوتے ہیں، جو ان کے لئے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے، جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے- سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے- نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے، بروں سے بچے رہو گے تو ان (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے- بدترین کھانا وہ ہے جو حرام ہو- اور بدترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور وناتواں پر کیا جائے- جہاں نرمی سے کام لینا نامناسب ہو، وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے- کبھی کبھی دوا بیماری، اور بیماری دوا بن جایا کرتی ہے- کبھی بدخواہ بھلائی کی راہ سوجھا دیا کرتا ہے، اور دوست فریب دے جاتا ہے- خبردار! امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا، کیونکہ امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں- تجربوں کو محفوظ رکھنا عقلمندی ہے- بہترین تجربہ وہ ہے جو پند ونصیحت دے- فرصت کا موقع غنیمت جانو- قبل اس کے کہ وہ رنج کا سبب بن جائے- ہر طلب واقعی کرنے والا مقصد کو پا نہیں لیا کرتا- اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا- توشہ کا کھو دینا اور عاقبت بگاڑ لینا بربادی وتباہ کاری ہے- ہر چیز کا ایک نتیجہ وثمرہ ہوا کرتا ہے- جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم تک پہنچ کر رہے گا- تاجر اپنے کو خطروں میں ڈالا ہی کرتا ہے کبھی تھوڑا مال فراواں مال سے زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے- پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ بدگمان دوست میں- جب تک زمانہ کی سواری تمہارے قابو میں ہے اس سے نباہ کرتے رہو- زیادہ کی امید میں اپنے کو خطروں میں نہ ڈالو خبردار! کہیں دشمنی وعناد کی سواریاں تم سے منہ زوری نہ کرنے لگیں- اپنے کو اپنے بھائی کے لئے اس پر آمادہ کرو کہ جب وہ دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو، وہ منہ پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف ومہربانی سے پیش آ ؤ- وہ تمہارے لئے کنجوسی کرے تم اس پر خرچ کرو وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو، وہ سختی کرتا رہے اور تم نرمی کرو- وہ خطا کا مرتکب ہو اور تم اس

کے لئے عذر تلاش کرو، یہاں تک کہ یا تو تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے-

مگر خبردار! یہ برتاؤ بے محل نہ ہو، اور نااہل سے یہ رویہ نہ اختیار کرو- اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ- ورنہ اس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے- دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اسے اچھی لگیں یا بری غصہ کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ- کیونکہ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ خوش مزہ وشیریں گھونٹ نہیں پائے، جو شخص تم سے سختی کے ساتھ پیش آئے، اس سے نرمی کا برتاؤ کرو- کیونکہ اس رویہ سے وہ خود ہی نرم پڑ جائے گا- دشمن پر لطف وکرم کے ذریعہ سے راہ چارہ وتدبیر مسدود کرو- کیونکہ اس قسم کی کامیابیوں میں یہ زیادہ مزے کی کامیابی ہے اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو، تو اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر اس کا رویہ بدلے، تو اس کے لئے گنجائش ہو- جو تم سے حسن ظن رکھے اس کے حسن ظن کو سچا ثابت کرو- باہمی روابط کی بناء پر اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو- کیونکہ پھر وہ بھائی کہاں رہا جس کا حق تم تلف کرو- یہ نہ ہونا چاہئے کہ تمہارے گھر والے تمہارے ہاتھوں دنیا جہان میں سب سے زیادہ بد بخت ہو جائیں- جو تم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی نہ کرتا ہو، اس کے خواہ مخواہ پیچھے نہ پڑو تمہارا دوست قطع تعلق کرے، تو تم رشتۂ محبت جوڑنے میں اس پر بازی لے جاؤ، اور وہ برائی سے پیش آئے تو تم حسن سلوک میں اس سے بڑھ جاؤ- ظالم کا ظلم تم پر گراں نہ گذرے کیونکہ وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائدہ کے لئے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو، اس کا صلہ یہ نہیں کہ اس سے برائی کرو-

اے فرزند! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے- ایک وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو، اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے، اگر تم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو بھی وہ تم تک آ کر رہے گا- ضرورت پڑنے پر گڑگڑانا اور مطلب نکل جانے پر کج خلقی سے پیش آنا کتنی بری عادت ہے- دنیا سے بس اتنا ہی اپنی سمجھو جس سے اپنی عقبیٰ کی منزل سنوار سکو- اگر تم ہر اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے، واویلا مچاتے ہو تو پھر ہر اس چیز پر رنج وافسوس کرو کہ جو تمہیں نہیں ملی- موجودہ حالات سے بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو- ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، کہ جن پر نصیحت اس وقت تک کارگر نہیں ہوتی جب تک انہیں پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے- کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں اور حیوان لاتوں کے بغیر نہیں مانا کرتے- ٹوٹ پڑنے والے غم واندوہ کو صبر کی پختگی اور حسن یقین سے دور کرو، جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے، وہ بے راہ ہو جاتا ہے- دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا- سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نبا ہے- ہوا وہوس سے زحمت میں پڑنا لازمی ہے- بہت سے قریبی بیگانوں سے بھی زیادہ بے تعلق ہوتے ہیں، اور بہت سے بیگانے قریبیوں سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو، جو حق سے تجاوز کر جاتا ہے، اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا، اس کی منزلت برقرار رہتی ہے- تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ

مضبوط وسیلہ وہ ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے جو تمہاری پروا نہیں کرتا وہ تمہارا دشمن ہے- جب حرص وطمع تباہی کا سبب ہو تو مایوسی ہی میں کامرانی ہے ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا- فرصت کا موقع بار بار نہیں ملا کرتا- کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے، اور اندھا صحیح راستہ پالیتا ہے- برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کیونکہ جب چاہو گے اس کی طرف بڑھ سکتے ہو- جاہل سے علاقہ توڑنا عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے جو دنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، دنیا اسے دغا دے جاتی ہے، اور جو اسے عظمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے، وہ اسے پست وذلیل کرتی ہے- ہر تیر انداز کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا کرتا- جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے- راستے سے پہلے شریک سفر اور گھر سے پہلے ہمسایہ کے متعلق پوچھ گچھ کرلو- خبردار! اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ- اگر چہ وہ نقل قول کی حیثیت سے ہوں- عورتوں سے ہر گز مشورہ نہ لو، کیونکہ ان کی رائے کمزور، اور ارادہ سست ہوتا ہے- انہیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو، کیونکہ پردہ کی سختی ان کی عزت وآبرو کو برقرار رکھنے والی ہے- ان کا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتا جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھر میں آنے دینا، اور اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں- عورت کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے، وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے- اس کا پاس ولحاظ اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہونے دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے- بے محل شبہ بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی وبد کرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے- اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے لئے ایک کام معین کر دو، جس کی جواب وہی اس سے کر سکو- اس طریق کار سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے- اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو- کیونکہ وہ تمہارے ایسے پر وبال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو، اور تمہارے وہ دست وبازو ہیں جن سے حملہ کرتے ہو- میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں، اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا وآخرت میں تمہارے لئے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں- والسلام

حنین سے واپسی کے دوران امام حسنؑ کے نام خط (نہج البلاغہ سے)

احادیث:

☆ خداوند عالم نے محمدؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر خدا کی عبادت کرائیں، بندوں کے عہدوپیان سے خارج کر کے خدا کے عہدوپیان کے بندھن میں باندھ دیں، بندوں کی اطاعت چھوڑ کر خدا کی

اطاعت میں لگ جائیں، بندوں کی ولایت سے خارج ہو کر خدا کی ولایت میں داخل ہو جائیں۔

☆ دین خدا کو لوگوں سے نہیں پہچاننا چاہئے' بلکہ حق کی علامتوں سے پہچاننا چاہئے۔ بنابرایں (پہلے) حق کو پہچانو تو اس کے بعد صاحب حق کو پہچان ہی لوگے۔

☆ (خبردار) دوسروں کے غلام نہ بنو جب کہ خدا نے تم کو آزاد بنایا ہے۔

☆ لوگ اپنی دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے دینی امور میں سے کسی چیز کو ترک نہیں کرتے جب تک خدا ان کے لئے اس سے مضر تر کوئی چیز ان کے سامنے نہ کھول دے۔

☆ جو زیادہ باتیں کرے گا اس سے غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی خطائیں زیادہ ہوں گی اس کی حیاء و شرم کم ہو گی اور جس کی شرم کم ہو گی اس کا تقویٰ کم ہو گا' اور جس کا تقویٰ کم ہو گا اس کا قلب مردہ ہو جائے گا۔ اور جس کا قلب مردہ ہو جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

سوالات:

۱) حضرت علی علیہ السلام کے والدین کے اسمائے مبارکہ تاریخ ولادت اور جائے ولادت بتلائے؟

۲) حضرت علیؑ کے مشہور القاب اور آپ کی کنیت بتلائے؟

۳) آپؑ کی تاریخ شہادت، جائے شہادت اور قاتل کا نام بتلائے؟

۴) حضرت علیؑ کی زندگی کی کتنے ادوار میں بانٹا جا سکتا ہے؟
آپ کے ہر دور کے حالات کو الگ الگ مختصراً بیان کیجئے؟

۵) حضرت علیؑ کا دور خلافت کتنے دنوں کا تھا؟ اس دور کے اہم واقعات بیان کیجئے؟

۶) آپؑ نے حضرت امام حسنؑ کو جو وصیت تحریر فرمائی اس کا خلاصہ بیان کیجئے؟

۷) حضرت علیؑ نے زیادہ باتیں نہ کرنے کے بارے میں جو حدیث ارشاد فرمایا ہے بیان کیجئے؟

چوتھے معصوم، دوسرے امام

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

نام	....	حسن
مشہور القاب	......	مجتبیٰ، سبط اکبر
کنیت	......	ابو محمد
باپ	......	حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ
ماں	......	حضرت فاطمہؑ بنت رسول خداؐ
تاریخ ولادت	......	۱۵ رمضان المبارک ۳ھ
جائے ولادت	......	مدینہ منورہ
تاریخ شہادت	......	۲۸ صفر ۵۰ھ
سبب شہادت	......	زہر دغا
قاتل	......	معاویہ کے اشارہ پر جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا
روضہ مبارک	......	جنت البقیع، مدینہ منورہ
عمر	......	۴۷ سال

ہمارے چوتھے معصوم اور دوسرے امام، حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت ۱۵/رمضان المبارک ۳ھ کو ہوئی - آپ کا نام رسول اللہ صلعم نے رکھا (اللہ کی طرف سے جبرئیل آئے تھے اور رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیہا کے پہلے بچے کا نام 'حسن' رکھنے کا پیغام دیا تھا)

رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ سے کہا تھا ''اے علیؑ تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے کہ موسٰی کے لئے ہارونؑ تھے''-حضرت ہارونؑ کے دو بیٹے شبر اور شبیر تھے-عربی میں شبر کے معنی 'حسن' کے ہیں-

امام حسنؑ رسول اللہ صلعم کے پہلے نواسے تھے رسول اللہ صلعم کو جب امام حسنؑ کی ولادت کی اطلاع دی گئی آپؐ خوشی سے اس طرح ہنس پڑے کہ دندان مبارک ہویدا ہو گئے (بہت کم موقعوں پر رسول اللہ صلعم اس طرح ہنستے دیکھے گئے تھے) امام حسنؑ کی ولادت کے ساتویں دن آپؑ کا 'عقیقہ' کیا گیا- یہ اسلام کا پہلا عقیقہ ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے مدینہ کے لوگوں کی ضیافت کی-

امام حسنؑ کی ولادت جس سال ہوئی اس سال مسلمان کافروں سے جنگ لڑ رہے تھے اس طرح امام حسنؑ نے 'جہاد' کے ماحول میں آنکھیں کھولیں-

امام حسنؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو بہو تصویر تھے- آپ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے خطبات بغور سنتے اور ان پر عمل کرتے- چار پانچ سال کی عمر ہی میں رسول اللہ صلعم کے خطبات اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا کو سنایا کرتے تھے- ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ نے اس بات کا ذکر حضرت علیؑ سے کیا حضرت علیؑ نے بھی اپنے بیٹے سے خطبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے کی خواہش ظاہر کی- کچھ ہی دیر بعد امام حسنؑ گھر آئے اور والدہ کو خطبۂ رسولؐ سنانے لگے- لیکن سنانے میں ذرا لکنت سی ہونے لگی امام حسنؑ نے کہا ''شاید بابا گھر پر ہیں ان کی موجودگی کی وجہ سے مجھ پر ہیبت طاری ہے اور میں ٹھیک سے خطبہ نہیں سنا پا رہا ہوں''- یہ سن کر حضرت پردے سے باہر نکل آئے بیٹے کو کلیجہ سے لگالیا-

رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت امام حسنؑ کی عمر ۸ یا ۹ سال تھی جب ابوبکر کو لوگوں نے خلیفہ بنایا اور وہ اپنا پہلا خطبہ دینے مسجد نبوی کے منبر پر بیٹھے، امام حسنؑ نے مسجد میں جا کر ابوبکر سے کہا ''انزل'' (میرے بابا کی جگہ سے اترو) ابوبکر نے جواب میں کہا ''یقیناً'' ''تمہارے بابا کی جگہ ہے، (لیکن جگہ نہیں چھوڑی)

امام حسنؑ کا بچپن- انتہائی المناک تھا کہ آپ کو والدین سے ناانصافی ہوتی دیکھنی پڑی- (سیدہ عالمیان کے گھر کے دروازے کو آگ لگائی گئی اور دروازہ لات مار کر توڑا گیا دروازہ حضرت فاطمۂ زہرا کے شکم پر گرا اور حضرت محسن کی شہادت واقع ہوئی اور اسی کے باعث حضرت فاطمہ زہرا کی شہادت واقع ہوئی) باغ فدک چھین لیا گیا اور حضرت علیؑ کی گردن میں رسی ڈال

کر مدینہ کی گلیوں میں آپؑ کو گھسیٹا گیا- یہ ناانصافیاں اور مظالم حضرت علیؑ کو اشتعال دلانے اور تلوار کھینچنے پر مجبور کرنے کے لئے کی گئیں تا کہ حریفوں کو حضرت علی کے قتل کرنے کا بہانہ مل سکے-

امام حسنؑ اور امام حسینؑ ایک سال کے چھوٹے بڑے تھے دونوں کی پرورش ایک ساتھ ہوئی-

امام حسنؑ نہایت صابر نہایت رحم دل اور نہایت طاقتور تھے- آپؑ کے قول وفعل اور خاموشی سے آپؑ کے کردار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے-

امام حسنؑ کا حلیہ:

کتاب ''الشیعہ والحاکمون'' میں شیخ محمد مغنیہ نے احمد بن عبد اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''امام حسنؑ کی رنگت سرخ وسپید تھی آنکھیں سیاہ اور داڑھی گنجان تھی- آپؑ کے سر کے بال کانوں کی لو تک تھے- آپؑ کا سینہ چوڑا قد اوسط بال گھونگریالے اور آپؑ مضبوط جسم کے مالک تھے-

آپ کی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) زمانہ رسول تقریباً ۸ سال (۲) ہمراہ حضرت علیؑ (تقریباً ۳۷ سال) (۳) امامت (تقریباً دس سال)

امام حسنؑ کی زندگی:

حضرت علیؑ کی شہادت ۴۰ ھ تک:

بچپن میں امام حسنؑ نے اپنے والد حضرت علیؑ کے حقوق کی پامالی دیکھی- حضرت علیؑ کے اصحاب اور محبوں کو جنگیں لڑنے روم، فلسطین، اور ایران بھیجا گیا تھا- کوشش کی گئی تھی کہ حضرت علیؑ کی شجاعت اور حق سے واقف ایک فرد بھی مدینہ میں نہ رہے-

حضرت علیؑ کی شجاعت کے مقابلے میں خالد بن ولید جیسے سپاہیوں کی بہادری کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا-

جنگ یمامہ میں ۱۷۰، ایسے لوگ شہید ہوئے کہ جنھوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا اور حافظ قرآن بھی تھے- جب ۳۴ ھ میں حضرت علیؑ نے خلافت سنبھالی جنگ جمل، جنگ صفین، اور جنگ نہروان کے معرکے پیش آئے- ان تمام جنگوں میں حضرت

حسن علیہ السلام لشکر اسلام (حضرت علی کی فوج) کے علمدار تھے- اور فتوحات میں امام حسنؑ نے اہم رول ادا کیا تھا- مثلاً جنگ حنین سے قبل بصرہ (عراق) کے لوگ حضرت علیؑ کے خلاف تھے لیکن امام حسنؑ کی کوششوں کے نتیجے میں بصرہ کے لوگوں کی بڑی تعداد حضرت علیؑ کی فوج میں شامل ہوگئی- جنگ حنین سے واپسی کے دوران حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کے نام ایک خط لکھا تھا- امام حسنؑ کی زندگی حضرت علیؑ کی وصیت کی آئینہ دار ہے- (نہج البلاغہ میں صفحہ نمبر ۳۱ دیکھیں)

حضرت علیؑ کی شہادت:

۲۱ رمضان ۴۰ھ کو حضرت علیؑ کی شہادت پیش آئی، امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے تدفین کے فرائض انجام دئے اور تدفین کے بعد گھر پہنچنے سے قبل مسجد کوفہ گئے جہاں امام حسنؑ نے اپنا پہلا خطبہ ارشاد فرمایا- عبداللہ بن عباس نے سب سے پہلے آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے بعد مسجد میں موجود تمام لوگوں نے امام حسنؑ کے ہاتھ پر بیعت کی- لیکن جب امام حسنؑ نے جہاد کے لئے آواز دی تو بہت سے لوگوں نے امام حسنؑ کا ساتھ چھوڑ دیا اور دولت کے لئے معاویہ کے ساتھ ہوگئے- کوفے کے لوگوں نے معاویہ کے نام بے شمار خطوط لکھے جن میں کہا گیا- امام حسنؑ ان (کوفہ کے لوگوں) سے معاویہ سے جنگ لڑنے کے لئے کہہ رہے ہیں- اگر معاویہ اشارہ کرے تو وہ (کوفہ کے لوگ) امام حسنؑ کو گرفتار کرکے معاویہ کے سامنے پیش کرسکتے ہیں- یہ خط تعداد میں اتنے زیادہ تھے کہ ان تمام خطوں کو چار پانچ اونٹوں پر لاد کر امام حسنؑ کو بھیجا گیا-

معاویہ نے فوج تیار کی اور ۶۰ ہزار لوگوں کے ساتھ عراق کا رخ کیا- امام حسنؑ بھی جنگ کی تیاریاں کرنے لگے لیکن آپؑ کے ساتھ بہت کم لوگ تھے- اور جتنے بھی تھے دولت کے لالچ میں معاویہ کے ساتھ ہوگئے تھے- ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو مسجد کوفہ میں ۴۰ ہزار لوگوں نے امام حسنؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن صرف چار ماہ بعد آپؑ کے ساتھ صرف دس بارہ لوگ رہ گئے تھے-

معاویہ نے آزادی کا اعلان کردیا یعنی امام حسنؑ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے کھلا انکار کردیا- امام حسنؑ اپنے نام نہاد حمایتیوں کا رنگ دیکھ کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؑ نے کہا کہ "جو لوگ معاویہ کے ساتھ ہوگئے ہیں یا ہونا چاہتے ہیں پچھتائیں گے اور ان کی عبادت اللہ قبول نہیں کریگا- معاویہ نے صلح کی بات چلائی لیکن صلح امام حسنؑ کے شرائط کی بنیاد پر ہوئی-

صلح امامت یا خلافت کے مسئلہ پر نہیں کی گئی کیونکہ یہ عہدے اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں-

صلح نامہ:

یہ صلح نامہ حسنؑ ابن علیؑ اور معاویہ ابن ابوسفیان کے درمیان ہے۔

۱) معاویہ کو قرآن اور پیغمبر اسلام کی سنت پر عمل کرنا ہوگا۔

۲) اسلامی مملکت کے تمام ملکوں شام، عراق، حجاز (سعودی عرب) یمن، اور مصر کے تمام مسلمان امن وآشتی اور بھائی چارہ کے ساتھ رہیں۔ ان پر ظلم نہ کیا جائے۔

۳) معاویہ کسی کو بھی اپنا جانشین نہیں بنائے گا۔

۴) امام علی علیہ السلام کے اصحاب، محبوں اور خاندان کے تمام لوگوں کو ہر طرح کا تحفظ دیا جائے گا تا کہ وہ امن کے ساتھ رہ سکیں۔

۵) معاویہ کسی بھی طرح سے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو پریشان نہیں کرے گا کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور درپردہ سازش نہیں کرے گا۔

۶) قنوت یا نماز جمعہ میں حضرت علیؑ پر معاویہ "لعنت" نہیں بھیجے گا۔

معاویہ نے تمام شرائط مان لیں لیکن کسی شرط پر عمل نہیں کیا اور شام کی طرف لوٹتے ہی اس نے اعلان کیا کہ وہ صلح نامہ کی پابندی نہیں کرے گا۔" معاویہ نے اعلان کیا کہ 'میں جو چاہوں گا وہ کروں گا'۔

صلح نامے کے فائدے:

صلح نامے کے بعد امام حسنؑ کو تبلیغ کے لئے وقت ملا۔ معاویہ نے حضرت علیؑ کے خلاف نفرت کی جو مہم چلائی تھی۔ امام حسنؑ نے اس مہم کو ناکام بنادیا۔ 'امن' کے دس برسوں کے دوران امام حسنؑ نے معاویہ اور اس کے باپ دادا کے ۵۰ برس کے پروپگنڈے کو ناکام بنادیا۔ معاویہ کے دور میں حضرت علیؑ اور آپ کے خاندان پر لعنت بھیجنے والوں کو انعام واکرام سے نوازا جاتا۔

امام حسنؑ محبان اہلبیت کو امام حسینؑ کی تائید کے لئے تیار کرتے رہے۔ امام حسنؑ نے ایک جماعت تیار کی جس نے صرف امام حسینؑ کی نصرت کی۔

صلح نامہ نے معاویہ کے کفر کو بھی ثابت کردیا۔ معاویہ حضرت علیؑ پر لعنت بھیجا کرتا تھا جبکہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ''جس نے علیؑ پر لعنت کی اس نے مجھ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر لعنت کی۔''

حضرت علی پر لعنت بھیج کر حدیث رسول کی روشنی میں معاویہ نے کھلے عام اپنے کفر کا اظہار کر دیا تھا۔

احادیث:

☆ ساری تعریفیں خدا کے لئے ہیں جو بولنے والے کے کلام کو سنتا ہے، خاموش رہنے والے کے دل کی بات کو جانتا ہے، جو زندہ رہتا ہے اس کے رزق کا ذمہ دار ہے اور جو مر جاتا ہے اس کی بازگشت اس کی طرف ہوتی ہے۔

☆ سب سے بیناترین وہ آنکھ ہے جو نیکیوں میں نفوذ کر جائے (یعنی نیکیوں کو باقاعدہ دیکھ سکے) اور سب سے زیادہ سننے والا وہ کان ہے جو نصیحتوں کو اپنے اندر جگہ دے اور ان سے فائدہ اٹھائے' اور سب سے سالم وہ دل ہے جو شک وشبہ کی آلودگی سے پاک ہو۔

☆ اپنا علم لوگوں کو سکھاؤ' دوسروں کا علم خود سیکھو اس طرح تم اپنا علم مضبوط کر لوگے اور جو نہیں جانتے ہو اس کا علم حاصل کر لوگے۔

☆ جو شخص دنیا کو بہت محبوب رکھتا ہے اس کے دل سے آخرت کا خوف چلا جاتا ہے۔

☆ تکبر سے دین برباد ہو جاتا ہے اور اسی تکبر کی وجہ سے ابلیس خدا کی لعنت کا مستحق ہوا' حرص نفس کا دشمن ہے اسی کی وجہ سے آدم کو جنت سے نکلنا پڑا، حسد برائیوں کا رہنما ہے اسی کی وجہ سے قابیل نے جناب ہابیل کو قتل کیا۔

سوالات:

۱) حضرت امام حسنؑ کے مشہور القاب اور کنیت بتلائیے؟

۲) آپ کے والدین کے اسمائے مبارکہ، تاریخ ولادت اور جائے ولادت بتلائیے؟

۳) حضرت امام حسنؑ کی تاریخ شہادت، سبب شہادت، جائے شہادت اور قاتل کا نام بتلائیے؟

۴) حضرت امام حسنؑ کے بچپن کے حالات پیدائش سے وفات پیغمبر تک کے زمانے کے بیان کیجئے؟

۵) آپ کی زندگی کے حالات وفات رسولؐ سے شہادت حضرت علیؑ تک کے زمانے کے مختصراً بیان کیجئے؟

۶) حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کے دور خلافت وامامت کے اہم واقعات مختصراً بیان کیجئے؟

۷) حضرت امام حسنؑ اور معاویہ ابن ابوسفیان کے درمیان جو صلحنامہ ہوا تھا اس کے کیا شرائط تھے بیان کیجئے؟

۸) حضرت امام حسنؑ نے تکبر اور حسد کی خرابیوں کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے بیان کیجئے؟

پانچویں معصوم،تیسرے امام

حضرت امام حسین علیہ السلام

نام	......	حسین (علیہ السلام)
مشہور لقب	......	سید الشہدا
کنیت	......	ابو عبداللہ
باپ	......	حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ
ماں	......	حضرت فاطمہؑ بنت رسول خداؐ
تاریخ ولادت	......	تیسری شعبان
سن ولادت	......	۴ھ
جائے ولادت	......	مدینہ منورہ
سن شہادت	......	۶۱ ہجری قمری
محل شہادت	......	کربلائے معلّٰی
عمر	......	۵۷ سال
روضہ مبارک	......	کربلا (عراق)
دوران زندگی	......	اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے
پہلا حصہ	......	عصر رسولؐ خدا تقریباً چھ سال
دوسرا حصہ	......	عصر حضرت علیؑ تقریباً ۳۰ سال
تیسرا حصہ	......	عصر امام حسنؑ تقریباً دس سال
چوتھا حصہ	......	مدت امامت تقریباً دس سال

ہمارے تیسرے امام حضرت امام حسینؑ حضرت امام علیؑ اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دوسرے فرزند تھے- آپ کی ولادت باسعادت ۳ شعبان ۴ھ کو ہوئی- اپنے بڑے بھائی امام حسنؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کی امامت اور خلافت کا دور شروع ہوا-

امام حسینؑ کی امامت کا دور دس سال رہا اور اس مدت کے دوران معاویہ حکمران تھا صرف آخری چھ ماہ کے دوران معاویہ کے بعد یزید حکمران بنا تھا-

امام حسینؑ کی امامت کے دوران ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا- اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کو نظرانداز کر دیا گیا تھا اور معاویہ نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کو راستے سے ہٹانے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا تھا معاویہ اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد مملکت اسلامی کا حکمران بنانے کے لئے میدان ہموار کر رہا تھا- لیکن مسلمانوں کی اکثریت یزید کو اس کے بداطوار کے باعث پسند نہیں کرتی تھی- یزید کی مخالفت کو کچلنے کے لئے معاویہ نے کئی سخت اقدامات کئے اور جب ۶۰ھ میں معاویہ کی موت واقع ہوئی- یزید حکمران بن بیٹھا-

بیعت کرنا عربوں کا ایک قدیم رواج تھا اور بیعت کرنے کے بعد عہد شکنی جرم سمجھی جاتی تھی-

معاویہ نے اپنی زندگی ہی میں بعض اہم افراد سے یزید کے لئے بیعت حاصل کر لی تھی- لیکن امام حسینؑ سے بیعت نہیں لی تھی- معاویہ نے یزید کو وصیت بھی کی تھی کہ اگر امام حسینؑ اس کی بیعت سے انکار کریں تو وہ اصرار نہ کرے بلکہ خاموش رہے-

لیکن معاویہ کی موت کے بعد یزید نے اس وصیت کو فراموش کر دیا اور حکمران بنتے ہی مدینہ منورہ کے گورنر کو امام حسینؑ کی بیعت حاصل کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر امام حسینؑ بیعت سے انکار کریں تو ان کا سر کاٹ کر دمشق بھیجا جائے-

مدینہ کے گورنر نے امام حسینؑ کو تنہائی میں یزید کا یہ پیغام سنایا- امام حسینؑ نے اس مسئلہ کو مسجد میں عوام کے سامنے پیش کرنے کے لئے کہا کیونکہ امت کے لئے ایک اہم مسئلہ تھا- لیکن گورنر نے اس تجویز کا جو جواب دیا اس جواب سے امام سمجھ گئے کہ آپ کی تجویز پر عمل نہیں کیا جائے گا-

آپؑ نہیں چاہتے تھے کہ مدینہ میں خونریزی ہو-

آپؑ اپنے خاندان کے ساتھ مدینہ سے مکہ معظمہ منتقل ہو گئے- آپؑ ۲۸ رجب المرجب کو مدینہ سے مکہ کے سفر پر نکلے اور مکہ میں آپؑ کا قیام چار ماہ رہا-

امام حسینؑ کی مدینہ سے مکہ منتقلی اور اس کے اسباب سے تمام اسلامی ملکوں کے لوگ آگاہ ہو گئے- اور آپؑ کو ہزاروں خطوط

موصول ہوئے جن میں سے بیشتر خط کوفہ (عراق) کے تھے ان خطوط میں امامؑ سے کوفہ آنے اور حکومت قائم کرنے کی درخواست کی گئی اور آپؑ سے وفاداری نبھانے کا عہد کیا گیا۔

امام حسینؑ ذالحجہ تک مکہ میں رہے اور جب مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظّمہ میں جمع ہونے لگے تو آپؑ نے دیکھا کہ یزید کے بعض قریبی ساتھی آپؑ کو قتل کرنے کی نیت سے مکہ آ گئے ہیں۔

امام حسینؑ نے حج کی ادائیگی سے قبل ہی مکہ سے عراق جانے کا فیصلہ کیا اور جب امامؑ کو اس اچانک فیصلے کی وجہ دریافت کی گئی آپؑ نے فرمایا کہ آپؑ یہ حج کربلا کے صحرا میں ادا کریں گے۔ اور نہ صرف جانوروں کی بلکہ اپنے اہل خاندان اور اصحاب کی قربانی بھی پیش کریں گے۔

امام حسینؑ نے مکہ معظّمہ میں لوگوں کے ایک بڑے ہجوم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا کہ ''آپؑ عراق کے سفر پر جا رہے ہیں اور یہ کہ آپؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔ آپؑ نے لوگوں سے اللہ کی راہ میں اپنی زندگی کی قربانی پیش کرنے اور آپؑ کے سفر میں شامل ہونے کے لئے کہا''۔

امام حسینؑ نے یزید کی بیعت نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا آپؑ اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر آپؑ نے بیعت نہ کی تو آپؑ کو قتل کر دیا جائے گا۔

سفر کے دوران آپؑ کو اطلاع ملی کہ یزید کے دباؤ میں آ کر کوفہ کے لوگ اپنے وعدے سے پلٹ گئے ہیں اور آپؑ کے سفیر حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو قتل کر دیا۔ کوفہ کے کئی لوگ یزید کی فوج میں شامل ہو گئے ہیں اور یزید کی فوج نے کوفہ شہر کے اطراف میں سخت پہرہ بٹھایا ہے۔

کوفہ سے تقریباً ۴۴ میل (تقریباً ۱۳۰ کلومیٹر دور) کربلا کے صحرا میں یزید کی فوج نے امام حسینؑ اور آپؑ کے ساتھیوں کو گھیر لیا۔ آپؑ اور آپؑ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا۔ یزید کی فوج میں ۳۰ ہزار سے زیادہ سپاہی تھے۔

یزید کی فوج نے ۹ محرم ۶۱ ھ کی صبح ہی جنگ کا ارادہ کیا لیکن امامؑ نے عبادت کے لئے ایک شب کی مہلت طلب کی تھی یزید کی فوج کے تقریباً ۳۰ سپاہی آپؑ کے ساتھ ہو گئے ان میں سے یزید کا ایک سپہ سالار حُرؑ بھی تھا۔

۱۰ محرم ۶۱ ھ (680ء) کی صبح جنگ شروع ہوئی اور عصر تک امام حسینؑ کے تمام اصحاب اور اہل خاندان شہید ہو گئے امام حسینؑ تنہا رہ گئے تھے اس وقت آپؑ کا چھ ماہ کا بچہ علی اصغر پیاس سے جاں بلب ہو گیا تھا۔ آپؑ ننھے علی اصغرؑ کو جھولے سے میدان میں لے گئے اور بچے کے لئے پانی مانگا لیکن لشکر یزید کے ایک تیر انداز حرملہ نے تیر چلا کر امام کی بات کاٹی تیر ننھے علی اصغرؑ کی

گردن چھیدتا ہوا امام کے بازو میں پیوست ہو گیا-

امر بالمعروف کی تکمیل کے لئے امام خود میدان جنگ میں نکلے آپؑ نے یزید کے لشکریوں کو سمجھایا لیکن کسی نے بھی آپؑ کی بات نہیں مانی اور آپؑ کو شہید کر دیا-لشکر یزید نے آپؑ کا سر مبارک تن سے علحدہ کیا اور نیزے پر چڑھا دیا-

آپؑ کی شہادت کے بعد لشکر یزید نے خیمے جلائے اور عورتوں اور بچوں کے زیور لوٹ لئے عورتوں کے حجاب بھی کھینچ لئے شہیدوں کی نعشوں کو گھوڑے دوڑا کر پامال کیا- اور نعشوں کو دفن کئے بغیر جلتی ریت پر چھوڑ دیا- یزید کی فوج نے عورتوں بچوں اور امام زین العابدین کو اسیر بنایا اور شہداء کے سروں کے ساتھ انہیں کربلا سے دمشق (شام) لے گئی-

کربلا کے واقعات کے بعد لگاتار بارہ سال تک یزید کی حکومت کے خلاف مختلف مقامات پر بغاوت اور خونریزی ہوتی رہی اور کربلا کے واقعات ہی کی بنیاد پر بنی امیہ کی حکومت کا تختہ پلٹ گیا-

سوالات:

۱) حضرت امام حسینؑ کی تاریخ ولادت، سنہ ولادت اور جائے ولادت بتلائے؟

۲) آپ کی تاریخ شہادت، سنہ شہادت اور محل شہادت بتلایئے؟

۳) حضرت امام حسینؑ کی زندگی کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے- ہر دور کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۴) جناب مسلم ابن عقیل کو امام حسینؑ نے کیا ذمہ داری سپرد کی تھی- ان کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۵) کربلا کی جنگ میں لشکر یزید سے نکل کر امام حسینؑ کی طرف آنے والے سردار کا کیا نام تھا اس کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۶) امام حسینؑ نے یزید کی بیعت کے مقابلے میں اپنے اور اپنے اعزہ و اصحاب کی شہادت کیوں قبول فرمائیں؟

۷) امام حسین علیہ السلام کی اس قربانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

دین اسلام کا تحفظ

۱۰محرم یعنی یوم عاشورہ اسلامی تاریخ کا وہ یادگار دن ہے کہ جس دن امام حسینؑ اور آپؑ کے اصحاب اور اہل خاندان نے راہ حق میں اپنی جانیں قربان کرکے دین اسلام کو تباہی سے بچایا- عاشورہ کے دن جو لوگ شہید ہوئے ان کی شہادت ہمارے لئے نصیحت ہے کہ حق کے لئے جان دینا اور باطل کے آگے ہرگز سر نہ جھکانا-

یوم عاشورہ کو راہ حق میں یزید کی باطل فوج سے لڑ کر شہادت پانے والوں میں ایک نوجوان وہب بھی تھا- وہب نے امام حسینؑ کے لئے راہ حق میں دین اسلام اور قرآنی تعلیمات کو بچانے کے لئے جان دی تھی- عاشورہ کی صبح وہب اپنے خیمے میں جنگ کی تیاریاں کررہا تھا کہ اس کی ماں وہاں پہونچی- اس نے کہا "بیٹا وہب تم یہاں بیٹھے ہو اور وہاں یزید کے لشکر نے تمہارے امامؑ کو گھیر لیا ہے- اٹھو اور اپنے امامؑ کا دفاع کرو- اٹھو اور قرآن، آزادی اور اپنے وقار کا دفاع کرو، اگر تم چاہتے ہو کہ میں خوش اور تم سے راضی رہوں تو اٹھو اور دین اسلام کے لئے اپنی جان دو-"

وہب جنگ کا لباس پہن چکے تھے اور ہتھیار اٹھا رہے تھے ماں کی بات سن کر انہوں نے تیاری مکمل کی اور ماں اور بیوی کو الوداع کہہ کر میدان میں آئے امامؑ سے جنگ کی اجازت لی اور یزیدی لشکر پر ٹوٹ پڑے آپ کی تلوار بجلی کی مانند چل رہی اور دشمن کے سروں کو کاٹ رہی تھی- لیکن شدت کی گرمی نے پیاسے وہب کی پیاس بڑھا دی اور آپ تھک گئے جنگ ترک کی اور کچھ دیر آرام کرنے ایک گوشے میں بیٹھ گئے، وہب کی ماں بیٹے کی جنگ دیکھ رہی تھی جب اس نے دیکھا کہ اس کا بیٹا تھک کر ایک گوشے میں بیٹھ گیا ہے تو وہ فوراً بیٹے کے پاس پہونچی بیٹے کی خون آلود پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا "بیٹا میں تیری جنگ دیکھ رہی تھی تو بڑی بہادری اور شجاعت کے ساتھ لڑ رہا تھا- اللہ تجھے اس کا اجر دے گا لیکن یہ وقت آرام کا نہیں ہے- امامؑ کے ساتھ بہت کم لوگ ہیں- جا میدان جنگ جا دشمن کو شکست دے یا امام کے سامنے شہید ہو جا تبھی مجھے چین آئے گا- اور میں تیرے لئے دعا کروں گی-

ماں کی بات سن کر وہب فوری میدان جنگ پہونچا اور جنگ شروع کردی کسی دشمن کی تلوار اس کے بازو پر پڑی اور وہ زخمی ہو گیا بیٹے کو زخمی دیکھ کر ماں ایک عصا لے کر بیٹے کی مدد کو پہونچی- اس نے دیکھا کہ اس کا بیٹا گر پڑا ہے اس کا زخم گہرا ہے- وہب

کی بیوی بھی اس کے قریب آ گئی تھی وہ اپنے شوہر کا زخم صاف کرنا چاہتی تھی لیکن یزید کے سپاہیوں نے اس پر بھی حملہ کیا اور وہ بھی راہ حق میں شہید ہوگئی۔

مردوں اور عورتوں دونوں پر دین اسلام اور قرآن کا تحفظ واجب ہے۔

سوالات:

۱) دس محرم یعنی روز عاشورہ کی اسلامی تاریخ میں کیا اہمیت ہے؟

۲) جناب وہب کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۳) جناب وھب اور ان کی زوجہ کی شہادت سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

عزاداری

''مجھے کچھ اس طرح قتل کیا جائے گا کہ مجھ پر گریہ کیا جائے گا اور میری یاد ضمیر کو جھنجھوڑ دے گی اور حق وصداقت کا سبق دے گی۔'' امام حسینؑ

قرآن مجید میں ارشاد رب العالمین ہے۔

وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ شَیْئاً

ترجمہ: اور خدا ہی نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا (جب) تم بالکل ناسمجھ تھے

(سورہ النحل آیت ۷۸)

بچہ پیدا ہوتے ہی روکر اپنی زندگی کا اعلان کرتا ہے۔ اور جوں جوں وہ بڑا ہوتا ہے اس کا رونا کم ہوتا ہے اور ضرورت کی چیزیں اشاروں سے مانگنے لگتا ہے۔

بچہ سن بلوغ کو پہونچنے تک اپنے آنسوؤں پر قابو پانا سیکھ جاتا ہے۔ اس کے آنسو گراں قدر ہو جاتے ہیں اور اس عمر میں وہ صرف تین امور میں آنسو بہاتا ہے۔

۱) دکھ درد میں ۲) خوشی کے موقع پر اور

۳) حق وصداقت کے اعتراف پر۔ قرآن میں ارشاد باری ہے کہ:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَوَدَّۃً لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْآ اِنَّ نَصٰرٰی ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَاناً وَّاَنَّھُمْ لَایَسْتَکْبِرُوْنَ

ترجمہ: (اے رسولؐ) تم ایمان لانے والوں کا دشمن سب سے بڑھ کے یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ایمانداروں کا دوستی میں سب سے بڑھ کے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں کیونکہ ان (نصاریٰ) میں سے یقینی بہت سے

عالم اور عابد ہیں اور اس سبب سے (بھی) کہ یہ لوگ ہرگز شیخی نہیں کرتے

(سورہ مائدہ آیت ۸۲)

یہ آیات اس موقع پر نازل ہوئی تھیں جب ایتھوپیا کے بادشاہ نجاشی کا عیسائی پادریوں پر مشتمل ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے آیا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ وآلہ علیہ وسلم نے آیات قرآن پڑھیں عیسائی پادریوں نے سر جھکائے اور صداقت کے اعتراف میں ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

ہم بھی جب جب امام حسینؑ کے لئے آنسو بہاتے ہیں تو محض رسمی طور پر نہیں بلکہ امام حسینؑ کی صداقت کی تصدیق میں آنسو بہاتے ہیں۔

"کسی شہید کے لئے آنسو بہانا اس کی مہم کو زندہ رکھنا ہے۔ آنسو مظلوموں کے لئے بہتے ہیں اور آنسو ظالم کے لئے ایک چیلنج ہوتا ہے"۔

سوالات:

۱) امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کے بارے میں کیا فرمایا؟

۲) امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی یادگار منانا اور ان کے مصائب پر گریہ کرنا کیوں ضروری ہے؟

۳) سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۸۲ کا ترجمہ اور اس کی شان نزول بتلایئے؟

حضرت علی اکبر علیہ السلام کی شہادت

یوم عاشورہ کو جب حضرت علی اکبرؑ نے امام حسینؑ سے جنگ کی اجازت مانگی تب امام حسینؑ نے پھوپھی زینبؑ سلام اللہ علیہا سے اجازت لینے کے لئے کہا- کیونکہ حضرت علی اکبرؑ کی پرورش حضرت زینبؑ ہی نے کی تھی-

حضرت زینبؑ نے اپنے اٹھارہ برس کے پالے کڑیل جوان کو بڑی مشکل سے جنگ کی اجازت دی- جب حضرت علی اکبرؑ میدان جنگ کی طرف چلے تو امام حسینؑ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا کی-

''یا اللہ گواہ رہنا کہ میں اپنے اس بیٹے کو راہ حق میں سر دینے کے لئے بھیج رہا ہوں جو تیرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم شبیہ ہے میں جب بھی اپنے نانا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کرنا چاہتا تو علی اکبرؑ کو دیکھ لیا کرتا تھا-

حضرت علی اکبرؑ نے دیکھا کہ امام حسینؑ پیچھے پیچھے آ رہے ہیں تو آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور کہا ''بابا آپ مجھے جنگ کی اجازت دے چکے تھے-''

امام حسینؑ نے کہا ''بیٹا اگر تمہارا بھی کوئی اٹھارہ سال کا بیٹا ہوتا تو تمہیں احساس ہوتا-''

حضرت علی اکبرؑ نے ایک بار پھر امام حسینؑ سے رخصت لی اور میدان پہونچ کر یزیدی لشکر پر ٹوٹ پڑے آپؑ کی جنگ نے لوگوں کو آپؑ کے دادا حیدر کرار کی جنگ یاد دلائی- حضرت علی اکبرؑ یزیدی فوج کے ایک ایک بڑے پہلوان کو ایک کے بعد ایک واصل جہنم کر رہے تھے- عمر سعد دیکھ رہا تھا- حضرت علی اکبرؑ زخموں سے چور ہو گئے تھے آپ خیموں کو واپس ہوئے اور امام حسینؑ سے کہا ''بابا اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا تو میں اور بھی شدت سے جنگ کرتا-

لیکن غریب امامؑ کے پاس پانی کہاں تھا جو بیٹے کی پیاس بجھاتے-

حضرت علی اکبرؑ پیاسے ہی میدان لوٹے اور جنگ کرنے لگے اس مرتبہ لعینوں نے آپؑ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور آپؑ پر چاروں طرف سے تیر پتھر اور نیزے برسنے لگے ایک نیزہ آپ کے سینے میں اتر گیا- حضرت علی اکبرؑ گھوڑے سے گر

پڑے۔کربلا کے تمام شہداء نے امام حسینؑ کو مدد کے لئے آواز دی تھی لیکن حضرت علی اکبرؑ نے کہا:

''یا اباعبداللہ۔آپ پر میرا آخری سلام ہو''

حضرت علی اکبرؑ کو گھوڑے سے گرتا دیکھ کر امام حسینؑ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی امام گرتے پڑتے مقتل کی جانب این این این علی'' (علی اکبر تم کہاں ہو)۔پکارتے ہوئے بڑھے، بصد مشکل آپؑ علی اکبرؑ تک پہونچے بیٹے کے سر کو گودی میں رکھا اور دیکھا کہ علی اکبرؑ نے ایک ہاتھ سے سینہ دبا رکھا ہے آپؑ نے آہستگی سے علی اکبرؑ کا ہاتھ ہٹایا تو دیکھا کہ نیزے کا پھل سینے میں ٹوٹ گیا ہے۔آپؑ نے نجف کی طرف رخ کیا''یا علیؑ کہا اور نیزے کے پھل کو پوری طاقت سے کھینچا علی اکبرؑ نے دم توڑ دیا۔اماؑم نے فرمایا بیٹا علی اکبر تیرے بعد زندگانی دنیا پر تف ہے۔

احادیث:

☆ (معبود) جو چیزیں اپنے وجود میں تیری محتاج ہیں ان سے تیرے لئے کیونکر استدلال کیا جا سکتا ہے؟ کیا کسی کے لئے اتنا ظہور ہے جو تیرے لئے ہے؟ تا کہ وہ تیرے اظہار کا ذریعہ بن سکے (بھلا) تو غائب ہی کب تھا کہ تیرے لئے کسی ایسی دلیل کی ضرورت پڑے جو تیرے اوپر دلالت کرے؟ اور تو کب دور تھا تا کہ آثار کے ذریعہ تجھ تک پہونچا جا سکے؟ اندھی ہو جائیں وہ آنکھیں جو تجھے نہ دیکھ سکیں حالانکہ تو ہمیشہ ان کا ہم نشین تھا۔

☆ قیامت کے دن اسی کو امن وامان حاصل ہوگا جو دنیا میں خدا سے ڈرتا رہا ہو۔

☆ جو شخص خدا کی نافرمانی کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کے حصول مقصد کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور بہت جلد خطرات میں گھر سکتا ہے۔

☆ جو لوگ خدا کی عبادت کسی چیز (جنت) کی خواہش کے لئے کرتے ہیں ان کی عبادت تاجروں کی عبادت ہے، اور جو لوگ خدا کی عبادت کسی چیز (دوزخ) کے خوف سے کرتے ہیں ان کی عبادت غلاموں کی عبادت ہے۔جو لوگ خدا کی عبادت شکر کے عنوان سے کرتے ہیں وہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے اور یہی سب سے افضل عبادت ہے۔

☆ سلام کے ستر (۷۰) ثواب ہیں (۶۹) ثواب تو سلام کرنے والے کو ملتے ہیں اور ایک ثواب جواب دینے والے کو ملتا ہے۔

سوالات:

۱) حضرت علی اکبر علیہ السلام کون تھے اور آپ کی کیا خصوصیات تھیں؟

۲) جب حضرت علی اکبرؑ میدان جنگ کی طرف چلے تو امام حسینؑ نے اپنے ہاتھ بلند کر کے کیا دعا کی؟

۳) حضرت علی اکبرؑ کی جنگ اور شہادت کے واقعات کو مختصراً بیان کیجئے؟

۴) سب سے افضل عبادت کیا ہے؟ امامؑ کی حدیث کی روشنی میں بتلایئے؟

۵) اسلام میں سلام کرنے کی کیا اہمیت ہے اور سلام کرنے والے اور سلام کا جواب دینے والے کے لئے کیا احکام ہیں نیز ان میں کس کا ثواب زیادہ ہے؟

جنت اور جہنم

جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں- قیامت کا مطلب روح اور جسم دونوں کا دوبارہ زندہ ہونا ہے- لہذا جنت کا انعام اور جہنم کا عذاب جسمانی اور روحانی دونوں طرح کا ہوگا-

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کے دوران جنت اور جہنم دونوں دیکھے ہیں-

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

"یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے اور نہایت پر امن مقام ہے کہ جہاں نہ موت ہے نہ کبر رسیدگی، نہ بیماری ہے نہ مرض، نہ دکھ ہے نہ فکر، نہ ضرورت ہے نہ مفلسی' جنت میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی اور جنت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے جنت میں رہنے والے لوگوں کو نہ تھکن کا احساس ہوگا اور نہ وہ کسالت کا شکار ہوں گے- وہ جو چاہیں گے ملے گا............

"........اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ دوزخ ذلت ورسوائی کا ایندھن ہے...... دوزخ میں لوگوں کو موت نہیں آئے گی ان کے عذاب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی انہیں پینے کے لئے ٹھنڈا پانی نہیں بلکہ گرم کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا............ وہ چیخیں چلائیں گے گڑگڑائیں گے اللہ سے رحم کی بھیک مانگیں گے- لیکن' انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا کیونکہ دنیا دار العمل اور آخرت دار الحرب ہے-

"جنت کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے شرائط علاحدہ ہیں- جہنم کے بھی سات دروازے ہیں جو مختلف گنہگاروں کیلئے ہیں-

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"جو لوگ جنت کی تمنا میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں............ ان کی عبادت نوکروں کی عبادت جیسی ہوگی"

"جو لوگ محبت سے عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت پاکبازوں کی عبادت ہوگی-"

وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دُكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَآئِهَاوَيَحْمِلُ

عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ

فَاَمَّامَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ

حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ

اور زمین اور پہاڑ اٹھا کرا کبار گی (ٹکرا کر) ریزہ ریزہ کر دئے جائیں گے تو اس روز قیامت آ ہی جائے گی اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن بہت پھس پھسا ہوگا اور فرشتے اس کے کنارے پر ہوں گے اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اپنے سروں پر اٹھائے ہوں گے اس دن تم سب کے سب (خدا کے سامنے) پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی-تو جس کو (اس کا نامۂ عمل) داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ (لوگوں سے) کہے گا لیجیے میرا نامۂ عمل پڑھئے تو میں تو جانتا تھا کہ مجھے میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا- پھر وہ دل پسند عیش میں ہوگا بڑے عالی شان باغ میں-

(سورۂ الحاقہ ۶۹- آیات ۱۴ تا ۲۱)

فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ مَآ اَغْنٰى

عَنِّيْ مَالِيَهْ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ

تو وہ کہے گا اے کاش مجھے میرا نامہ عمل نہ دیا جاتا، اور مجھے نہ معلوم ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے- اے کاش موت نے ہمیشہ کے لئے میرا کام تمام کر دیا ہوتا (افسوس میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا ہائے میری سلطنت خاک میں مل گئی- (پھر حکم ہوگا) اسے گرفتار کر کے طوق پہنا دو پھر اسے جہنم میں جھونک دو-

(سورۂ الحاقہ ۶۹- آیات ۲۵ تا ۳۱)

زندگی ایک سفر ہے اور ہر سفر کی ایک منزل ہوتی ہے اور یہی منزل زندگی کے سفر کا پھل یا انعام ہوتی ہے کوئی بھی مہم یا تحریک

یا سفر جس کا کوئی مقصد نہ ہو جس کی کوئی منزل نہ ہو بیکار ہوتا ہے۔ انسان کا وجود بیکار ہوگا اگر اس کے وجود کا کوئی مقصد نہ ہوگا اس کی زندگی کی کوئی منزل نہ ہوئی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا الدُّنْیَا دَارُ مَجَازٍ وَالْآخِرَۃُ دَارُ قَرَارٍ

ترجمہ: یہ دنیا ایسا مقام ہے جس کو چھوڑنا ہے اور آخرت ہمیشہ ہمیشہ کی جگہ ہے

عقیدۂ قیامت یعنی روزِ محشر یا روزِ حساب اس دنیا اور دنیا کی زندگی کو مقصد دیتی ہے۔

آخرت

موت انسان کا انجام نہیں ہے موت کے بعد ہم اس دنیا سے دوسری دنیا ''آخرت'' جاتے ہیں۔

''آخرت میں پہلے عالم برزخ جاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن اٹھائے جائینگے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''جو لوگ مرتے ہیں اٹھائے جانے تک برزخ میں رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''کیا تم سمجھتے ہو کہ جن لوگوں نے راہ حق میں جان دی ہے (شہید ہوئے ہیں) وہ مر گئے ہیں، نہیں وہ زندہ ہیں اور اللہ سے اپنا رزق پاتے ہیں۔''

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ نے فرمایا ہے:

''جب کوئی انسان مرتا ہے تو وہ اپنی شکل وصورت میں عالم برزخ میں جاتا ہے جہاں اس سے پوچھا جاتا ہے

کیا تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو؟

تم نے کس کے احکامات کی تعمیل کی؟

اللہ کے احکامات کی تعمیل کی یا کسی اور کے احکامات کی؟

تمہارا نبی کون ہے؟

تمہارا مذہب کیا ہے؟

تمہارا امام کون ہے؟

جس انسان نے دنیا میں اللہ کی عبادت کی، پرہیزگاری اور تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کی آسانی سے ان سوالوں کا جواب دے گا۔

حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے:

''جولوگ گھروں میں بدمزاج ہوتے ہیں ان لوگوں کو عالم برزخ میں سزادی جائے گی''

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا ہے:

''جولوگ من گھڑت باتیں کرتے ہیں غیبت کرتے ہیں ان لوگوں کو عالم برزخ میں سزادی جائے گی''

جولوگ اللہ اوراس کے نبیوں پر ایمان نہیں لائے جن لوگوں نے اللہ کے احکامات کی پابندی نہیں کی-وہ لوگ عالم برزخ میں کسی بھی سوال کا جواب نہیں دے سکیں گے-ان لوگوں کو عالم برزخ میں ایذائیں جھیلنی پڑیں گی جو دوزخ کا نمونہ ہوگی-

عالم برزخ میں لوگوں کا 'ایمان' اور 'کفر' ظاہر ہوجائے گا-

جن لوگوں نے اس دنیا میں اللہ پر اللہ کے نبیوں پر اور روزمحشر پر ایمان رکھا اور اچھے کام کئے وہ لوگ ان سوالوں کا آسانی سے جواب دیں گے-

گنہگار عالم برزخ میں دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھے گا اوراس کے اعمال کی سزا کا آغاز ہوگا-

سوالات:

۱) قیامت کا کیا مطلب ہے؟ کیا قیامت کا عقیدہ ضروری ہے؟
۲) جنت اور جہنم کے بارے میں ہمارے کیا عقیدہ ہے
۳) امام جعفر صادق علی نے عبادت کرنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے اہمیں کیسی عبادت کرنی چاہئے؟
۴) حضرت علیؑ نے اس دنیا کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟
۵) برزخ سے کیا مراد ہے اور برزخ میں کیا سوالات کئے جاتے ہیں؟
۶) رسول اللہؐ نے برزخ کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟
۷) حضرت علیؑ نے برزخ کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

ایک سچا شیعہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے ساتھی سے کہا "اے جابر"

کسی شخص کا اتنا کہنا کافی نہیں ہے کہ وہ ایک شیعہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان اور ائمہ کرام علیہ السلام سے عقیدت رکھتا ہے۔ بلکہ ایک سچا شیعہ وہ ہے جو مکمل عقیدت مند اور اللہ کے احکامات پر عمل کرنے والا اور خود کو اللہ کے سپرد کرنے والا ہو۔ اس کے علاوہ دوسرا اور کوئی شیعہ نہیں ہو سکتا۔ چاہے کوئی کتنا ہی حضرت علی علیہ السلام سے عقیدت مندی کا اظہار کرتا ہو اور اس سے فرق نہیں پڑتا کہ کوئی اپنے آپ کو کیا کہتا ہے۔

اے جابر! ہمارے شیعہ ان نشانیوں سے پہچانے جاتے ہیں۔

۱) وہ سچے، دیانتدار اور وفادار ہوتے ہیں۔

۲) وہ ہمیشہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

۳) وہ نمازیں پڑتے، روزہ رکھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔

۴) وہ پڑوسیوں کی مدد کرتے، یتیموں کا سہارا بنتے اور لوگوں کی بھلائی کے علاوہ کچھ اور نہیں کرتے۔

۵) وہ لوگوں کا بھروسہ اور اعتماد قائم رکھتے ہیں۔

جابر بہت ہی توجہ کے ساتھ امام علیہ السلام کی باتیں سن رہے تھے۔ جب امام علیہ السلام نے اپنی بات کو ختم کیا تو کہا اے پیغمبر کے جانشین مسلمانوں میں بہت کم ایسے ہیں جو ان صفات کے حامل ہیں جن کو آپ نے فرمایا

امام علیہ السلام نے جواب دیا: اللہ تمہارے قصور پر تمہیں معاف کرے کیا تم نے سوچ لیا کہ صرف ہم (امام) سے عقیدت

مندی کا اظہار ہی شیعہ کہلانے کے لئے کافی ہے-نہیں- ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا- کوئی شخص کہتا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کا عقیدتمند ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتا تو وہ حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ نہیں ہوسکتا- اسی طرح اگر کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت اور عشق کا دعویٰ کرتا ہے اور حضرت محمدؐ کے احکامات پر عمل پیرا نہیں ہوتا تو اس کو دعویٰ کرنے کے باوجود کچھ حاصل نہیں ہوگا-

اے جابر! ہمارے حقیقی دوست اور شیعہ اللہ کے احکامات کے تابعدار ہوتے ہیں اور ہر کوئی جو اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے-

اے جابر! ہمیشہ عقیدت مند اور سادگی پسند رہو- اور اچھائیاں اختیار کروتا کہ جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہو- اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر اور پسندیدہ چیز عقیدت مندی اور سادگی ہے-

سوالات:

۱) شیعہ کس طرح کا ہوتا ہے

۲) کیا شیعہ کہلانے کے لئے صرف حضرت امام علیہ السلام سے عقیدتمندی کا اظہار کافی ہے؟

۳) اللہ کے نزدیک سب سے بہترین اور قابل احترام شخص کون ہے؟

۴) ہم کو مکمل بنی نوع انسان بننے اور جنت کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟

۵) آپ میں شیعہ کی کونسی نشانیاں ہیں اور وہ کونسی ہیں جو آپ میں نہیں ہیں؟

اخلاق:

حسن اخلاق

''مجھے صرف بنی نوع انسان کے اخلاق کو بلند کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔(پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اخلاق ''خلق کی جمع ہے'' اور خلق کے معنی عادات واطوار کے ہیں۔ انسان جو کام سوچے سمجھے بغیر کرتا ہے وہ عادت میں شامل ہیں۔ انسان جو کام بار بار کرتا ہے وہ اس کی عادت بن جاتا ہے گویا بعض عادتیں ورثے میں ملتی ہیں اور بعض عادتیں پرورش کا نتیجہ ہوتی ہیں لیکن ہر انسان اپنی ہر عادت کو چھوڑ بھی سکتا ہے اور اپنا بھی سکتا ہے لہٰذا اخلاق ہر انسان کی پسند اور ناپسند پر مبنی ہوتے ہیں۔

حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے:

''تم تمام لوگوں کو دولت سے خوش نہیں کر سکتے لیکن لوگوں سے خوشدلی اور حسن سلوک سے پیش آ سکتے ہو۔ اس طرح لوگ تمہیں پسند کرنے لگیں گے دولت محدود ہوتی ہے لیکن خوشدلی اور حسن سلوک کی کوئی انتہا نہیں۔''

ایک مرتبہ ایک شخص دمشق (شام) سے مدینہ منورہ پہونچا اور امام حسن علیہ السلام کی موجودگی میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگا۔

امام حسنؑ اس شخص کو ایک گوشے میں لے گئے اور فرمایا ''تم سفر سے تھکے ماندے آئے ہو۔ میرے ساتھ آؤ کھانا کھاؤ پانی پیؤ اور آرام کرو۔ اس کے بعد ہم باتیں کریں گے۔ اس شخص نے کہا ''میں آپؑ کے دشمن کی حیثیت سے مدینہ آیا تھا لیکن آپؑ کے اخلاق کا گرویدہ اور آپؑ کا پرستار بن کر لوٹ رہا ہوں۔''

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

''مومن/مومنہ کے چہرے پر مسکراہٹ اور دل میں دکھ ہوتا ہے۔''

امیر المومنینؑ ہر کسی سے خوش خلقی سے پیش آتے آپ کی اس خوش خلقی کو آپ کی کمزوری سمجھا گیا اور کہا گیا کہ کسی خلیفہ کے لئے اتنا خوش خلق ہونا ٹھیک نہیں۔ خلیفہ کو سخت مزاج ہونا چاہئے۔ تاکہ لوگوں کے دلوں پر اس کا خوف طاری ہو۔

قرآن مجید میں حضرت محمدؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

(سورۂ آل عمران آیت-۱۵۹)

(تو اے رسولؐ یہ بھی) خدا کی ایک مہربانی ہے کہ تم (سا) نرم دل (سردار) ان کو ملا اور تم اگر بدمزاج اور سخت دل ہوتے۔ تب تو یہ لوگ (خدا جانے کب کے) تمہارے گرد سے تتر بتر ہوگئے ہوتے پس (اب بھی) تم ان سے درگزر کرو اور ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگو اور (سابق دستور ظاہراً) ان سے کام کاج میں مشورہ کرلیا کرو (مگر) اس پر بھی جب کسی کام کو ٹھان لو تو خدا ہی پر بھروسہ رکھو (کیونکہ) جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں خدا ان کو ضرور دوست رکھتا ہے۔

سوالات:

۱) رسول اللہؐ نے اپنی غرض بعثت اور اچھے اخلاق کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۲) انساں کی زندگی میں اخلاق کی کیا اہمیت ہے؟ اس سلسلہ میں امام حسنؑ کے اخلاق کی مثال پیش کیجئے؟

۳) قرآن مجید میں ہمارے پیغمبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ آیۃ اور اس کا ترجمہ سنایئے؟

دوستی کی مثال

بنی عباس کے حکمران ہارون رشید کے زمانے میں تین دوست محسن، سعید اور شیخ رہا کرتے تھے۔

عید قریب آ رہی تھی اور محسن کے پاس بیوی بچوں کے لئے کپڑے خریدنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا تم اور میں نئے کپڑوں کے بغیر گزارا کرلیں گے لیکن بچوں کے لئے تو ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔

محسن نے اپنے دوست سعید کے نام خط لکھا اور مدد مانگی، سعید نے محسن کے نام فوری ایک بند تھیلی روانہ کی جس میں ۱۰۰۰ درہم تھے۔ جب محسن کو یہ تھیلی ملی اسی وقت اس کے دوست شیخ کا ایک خط ملا جس میں شیخ نے اس سے مدد مانگی تھی۔ محسن نے وہی تھیلی شیخ کو روانہ کردی۔

محسن اس رات گھر نہیں گیا مسجد گیا جہاں رات اس نے بڑی پریشانی کے عالم میں گزاری وہ سوچتا رہا کہ بیوی بچوں کو کیا بتلائے؟ اس کے پاس ان کے لئے کپڑے خریدنے کو پیسہ نہیں تھا۔

صبح وہ گھر پہونچا راستے بھر سوچتا رہا کہ بیوی کیا کہے گی۔ گھر پہونچ کر اس نے دیکھا کہ بیوی ناراض نہیں ہے۔ اس کو بڑی حیرت ہوئی۔ بیوی نے اس سے کہا وہ بے حد خوش ہے کیونکہ اس نے اپنے ایک دوست کی مدد کی۔

اس دن سعید ان کے گھر پہونچا اور محسن سے پوچھا کہ کیا اس کو وہ تھیلی ملی جو اس نے بھیجی تھی۔ محسن نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس نے وہ تھیلی شیخ کو بھیج دی تھی جس نے اس سے مدد مانگی تھی۔ سعید نے سر جھکا لیا اور ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا کہ "جب مجھے تمہارا خط ملا تو میرے پاس جتنے درہم تھے میں نے تمہیں بھیجئے اور شیخ سے مدد مانگی میرے خط کے جواب میں شیخ نے مجھے ایک تھیلی بھیجی۔ یہ تھیلی وہی تھی جو میں نے تمہیں بھیجی تھی مجھے بڑی حیرت ہوئی تھی اب تم نے میری حیرت دور کردی۔ دونوں دوستوں نے فوری شیخ کو بلایا اور ایک ہزار درہم آپس میں بانٹ لئے۔ شیخ کو ۳۰۰ درہم، سعید کو ۳۰۰ درہم اور محسن کو ۳۰۰ درہم، اور بقیہ ۱۰۰ درہم انہوں نے شیخ کی بیوی کو دے دئے۔ ایک دوسرے کی خدمت اور اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دینے ایسا ہی جذبہ ہم سب کے دل میں ہونا چاہئے۔

سوالات:

۱) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

۲) آپ کے خیال سے کسی ضرورت مند کی مدد کرنا کیسا ہے؟

حقوق اور ہم

ہر انسان کو اپنے جسم پر پورا اختیار ہے کہ وہ اپنے جسم کو اور جسم کے ہر عضو کو مثلاً آنکھ، ناک، کان، زبان، ہاتھ، پیر وغیرہ استعمال کرے- سب سے پہلے ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ نے ہمیں معذور پیدا نہیں کیا کہ ہم اپنے دونوں ہاتھوں سے کام کرسکتے ہیں آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں زبان سے بول سکتے ہیں کانوں سے سن سکتے ہیں اور پیروں سے چل سکتے ہیں- ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ان تمام اعضاء کو اللہ کی عبادت میں اللہ کے احکامات کی تعمیل میں استعمال کریں-

زبان: زبان کا حق ہے کہ آپ اس کی عزت کریں اور زبان کو بیہودہ باتیں کرنے میں استعمال نہ کریں- بلکہ زبان کو صرف اچھی باتوں کے لئے ہی استعمال کریں- زبان کو بے جا استعمال نہ کریں- اور چپ رہنے کی عادت ڈالیں صرف بیکار کی باتیں نہ کریں کہ بیکار کی باتیں نقصان پہونچاتی ہیں- لوگوں سے نرمی سے پیش آئیں اور اچھی اچھی باتیں کریں-

کان: اپنے کانوں کو غیبت سے محفوظ رکھیں- اور بے ہودہ باتیں نہ سنیں صرف ایسی اچھی باتیں سنیں جو آپ کے دل اور دماغ پر اثر ڈالیں اور آپ کو نیکی کا راستہ بتلائیں-

آنکھیں: آنکھوں کو نیچی رکھیں اور ایسی کوئی چیز نہ دیکھیں کہ جسے دیکھنے سے منع کیا گیا ہے-

ہاتھ: ہاتھ کسی ایسی چیز کی طرف نہ بڑھائیں جو آپ کی نہیں ہے- ورنہ آخرت میں اللہ آپ کو سزا دے گا- ہاتھوں کو واجب اعمال ادا کرنے سے نہیں روکنا چاہئے- ہاتھوں سے کوئی بھی غیر قانونی یا ناجائز کام نہیں کرنا چاہئے- اگر آپ اپنے ہاتھوں کو دانشمندی اور احتیاط سے استعمال کریں گے تو یقیناً آخرت میں آپ کو اس کا اجر ملے گا-

سوالات:

۱) ہمارا خالق کون ہے اور اس نے ہمیں معذور نہیں پیدا کیا اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

۲) اللہ پاک نے ہمیں جو اعضاء عطا فرمائے ہیں انہیں سے ہر ایک کا کیا حق ہے الگ الگ بیان کریں-

۳) کیا دنیا میں ہمارے اچھے اعمال کا اجر ہمیں آخرت میں ملے گا؟

مہمان سے سلوک

''جب اللہ کسی خاندان پر مہربان ہوتا ہے تو اس خاندان کو تحفہ بھیجتا ہے- یہ تحفہ مہمان ہوتا ہے جو اپنے ساتھ اپنا رزق لاتا ہے اور اپنے ساتھ خاندان کے گناہ لے جاتا ہے-'' (حضرت محمدؐ)

ایک مرتبہ ایک باپ اور اس کا بیٹا حضرت علی علیہ السلام کے مہمان ہوئے- امامؑ نے انہیں ہر طرح کا آرام پہنچایا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے جب کھانے کا وقت آیا تو دسترخوان بچھایا گیا، سب نے مل کر کھانا کھایا- حضرت قنبر مہمانوں کے ہاتھ دھلانے پانی اور طشت لے کر آئے-

حضرت علیؑ اس مہمان کے ہاتھ دھلانے آگے بڑھے- جو باپ تھا مہمان نے کہا! یہ کیسے ممکن ہے کہ امامؑ میری خدمت کریں جب کہ مجھے امامؑ کی خدمت کرنی چاہیے-

حضرت علیؑ نے جواب دیا ''میں تمہارا مومن بھائی ہوں جو اپنے مومن بھائیوں کی خدمت کرنا اور اس طرح اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے-'' تم کیوں روک رہے ہو؟

بالآخر مہمان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا-

امام نے فرمایا ''اپنے ہاتھ اچھی طرح سے دھو لو یہ سوچ کر جلدی مت کرو کہ میں جلد اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں جب ہاتھ دھونے کے لئے بیٹے کی باری آئی امامؑ نے اپنے بڑے فرزند حضرت امام حسنؑ سے اس کا ہاتھ دھلانے کے لئے کہا-

''میں نے تمہارے باپ کے ہاتھ دھلائے اور اب میرا بیٹا تمہارے ہاتھ دھلائے گا اگر تمہارا باپ میرا مہمان نہ ہوتا تو خود میں تمہارے ہاتھ دھلاتا'' اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ اگر باپ بیٹا ایک جگہ ہوں تو باپ کو بیٹے پر فوقیت حاصل ہوتی ہے-''

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''مہمان ایک ایسا رہبر ہوتا ہے جو جنت کا راستہ بتلاتا ہے-''

سوالات:

۱) مہمان میزبان کے لئے خدا کا تحفہ ہوتا ہے؟ یہ کس کا قول ہے؟

۲) ہمارے پیغمبر نے مہمان کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۳) حضرت علیؑ نے اپنے مہمان کی کس طرح میزبانی کی؟ واقعہ کی تفصیل بیان کیجئے؟

۴) ہمیں اپنے گھر آئے ہوئے مہمان سے کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

ناانصافی (ظلم) مت کرو

''کسی پر بھی اتنا ظلم نہ کرو کہ جتنا ظلم تم اپنے لئے بھی پسند نہ کرو۔حضرت علی علیہ السلام
''ظلم کو ہوا دینے والا بعد میں کف افسوس ملے گا۔''حضرت علی علیہ السلام
حضرت محمدؐ کے ایک صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ سے کسی شخص نے خط کے ذریعے ہدایت طلب کی۔
حضرت ابوذرؓ نے اس سے کہا وہ جس کو بہت چاہتا ہے اس پر کبھی ظلم نہ کرے۔''
یہ جواب پاکروہ شخص مایوس ہوگیا۔حضرت ابوذرؓ نے جو کہا اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔کوئی شخص کسی ایسے شخص پر کہ جس کو وہ بہت چاہتا ہو ظلم کیسے کرسکتا ہے؟اس نے حضرت ابوذرؓ کے نام ایک اور خط لکھا اور اس ہدایت کی وضاحت طلب کی۔
حضرت ابوذرؓ نے جواب دیا۔
''مطلب آسان ہے، ہر فرد اپنے نفس سے بے حد محبت کرتا ہے اور تم بھی اپنے نفس سے محبت کرتے ہو۔میرا مطلب یہ تھا کہ ''اپنے نفس پر ظلم نہ کرو۔''(یعنی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نہ کرو) کیونکہ کسی چھوٹے گناہ کو چھوٹا سمجھنا سب سے بڑا گناہ ہے (امام صادقؑ) جو گناہ کرتا ہے دراصل اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔
ظلم کی دو قسمیں ہیں

ظلم لنفسہ: یعنی اپنے نفس پر ظلم کرنا (گناہوں کا ارتکاب کرنا)
ظلم لغیر: دوسروں کا حق ادا نہ کرنا یا ان کے حقوق کو غصب کرنا اور بلاوجہ ستانا۔

سوالات:

۱) ظلم کیا ہے؟ظلم کے بارے میں حضرت علیؑ نے کیا فرمایا ہے؟
۲) ظلم کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کرو
۳) حضرت امام جعفر صادقؑ نے گناہ اور ظلم کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

احکام

تقلید

(۱) ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اصول دین پر یقین رکھتا ہو اور احکام غیر ضروری دین میں یا مجتہد ہو جو احکام کو دلیل سے حاصل کر سکے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے یعنی اس کے فتوی کے مطابق عمل کرے یا احتیاط پر اس طرح عمل کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ میں تکلیف شرعی کو انجام دے چکا ہوں مثلاً اگر کسی عمل کو بعض مجتہدین حرام جانتے ہوں اور کچھ دوسرے مجتہدین اسی عمل کے متعلق کہتے ہوں کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل کو انجام نہ دے۔ اور اگر کسی عمل کو بعض واجب یا مستحب سمجھتے ہوں تو اسے بجالائے تو جو اشخاص نہ مجتہد ہیں اور نہ احتیاط پر عمل کر سکتے ہیں ان پر واجب ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کریں۔

(۲) احکام میں تقلید کسی مجتہد کے فتوی کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے اور ایسے مجتہد کی تقلید کرنی چاہیے جو مرد بالغ، عاقل شیعہ اثناعشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کرے۔ جو دنیا پر حریص نہ ہو اور دوسرے مجتہدین سے اعلم ہو یعنی حکم خدا کے سمجھنے میں اپنے زمانہ کے تمام مجتہدین سے ماہر تر ہو۔

مجتہد اور اعلم کو تین طریقوں سے پہچانا جا سکتا ہے۔

(ا) یہ کہ خود انسان کو یقین ہو جائے یعنی کہ وہ خود اہل علم میں سے ہو اور مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتا ہو۔

(ب) یہ کہ دو عالم عادل جو مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔ بشرطیکہ دوسرے دو عالم عادل ان کے کہے ہوئے کی مخالفت نہ کریں۔

ج) یہ کہ اہل علم کی ایک جماعت جو مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتے ہوں اور ان کے کہنے سے اطمینان بھی حاصل ہو جائے وہ کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔

مجتہد کے فتوے کو معلوم کرنے کے چار راستے ہیں:

(۱) خود مجتہد سے سننا

(۲) دو عادل اشخاص سے فتویٰ مجتہد کو سننا

(۳) ایسے شخص سے سننا جو مورد اطمینان ہونے کے علاوہ سچا بھی ہو۔

(۴) مجتہد کے رسالہ عملیہ میں دیکھا جائے جبکہ انسان کو اس رسالہ کے صحیح ہونے پر اطمینان ہو۔

اس کے علاوہ جن مسائل کی انسان کو عموماً ضرورت پڑتی ہے ان کا سیکھنا واجب ہے۔

سوالات:

(۱) تقلید کیا ہے؟ تقلید کرنا کیوں ضروری ہے؟ کیا اصول دین میں تقلید کی اجازت ہے؟

(۲) ایک مجتہد کو کیسا ہونا چاہیے؟ کسی مجتہد کا فتویٰ حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

طہارت

نجاسات:

گیارہ چیزیں نجس ہیں:

(۱)پیشاب (۲)پاخانہ (۳)منی (۴)مردار (۵)خون (۶)کتا
(۷)سور (۸)کافر (۹)شراب (۱۰)فقاع (بیر) (۱۱)نجاست خور اونٹ کا پسینہ

انسان اور ہر حرام گوشت جانور کا کہ جو خون جھندہ رکھتا ہو (یعنی اگر اس کی رگ کو کاٹا جائے تو دھار مار کر خون نکلے) پیشاب و پاخانہ نجس ہے ہاں مچھر اور مکھی جیسے چھوٹے جانوروں کا فضلہ جو کہ گوشت نہیں رکھتے پاک ہے۔

خون جھندہ رکھنے والے جانور کی منی نجس ہے

خون جھندہ رکھنے والے کا مردہ نجس ہے چاہے وہ خود بخود مر گیا ہو یا شریعت کے معین شدہ طریقہ کے علاوہ کسی اور طرح اسے ذبح کیا گیا ہو اور مچھلی چونکہ خون جھندہ نہیں رکھتی اگر چہ پانی میں ہی مر جائے وہ پاک ہے۔

انسان اور ہر اس حیوان کا خون نجس ہے جو کہ خون جھندہ رکھتا ہے یعنی وہ حیوان کہ جس کی رگ کاٹی جائے تو اس سے دھار مار کے خون نکلے لہذا وہ جانور جو خون جھندہ نہیں رکھتے جیسے مچھلی اور مچھر تو ان کا خون پاک ہے۔

اگر حلال گوشت جانور کو دستور شرعی کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اور مقدار متعارف خون اس سے خارج ہو چکا ہو تو بدن میں باقی رہ جانے والا خون پاک ہے۔ ہاں اگر سانس لینے یا جانور کے سر کے بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے خون دوبارہ اس کے بدن میں پلٹ گیا ہو تو وہ خون نجس ہے۔

اس کتے اور خنزیر (جو خشکی میں زندگی بسر کرتے ہیں) کے بال، ہڈیاں، پنجہ، ناخن اور رطوبات تک سب نجس ہیں البتہ دریائی کتا وخنزیر پاک ہیں۔

کافر یعنی وہ شخص جو منکر خدا ہے یا کسی کو خدا کا شریک قرار دیتا ہے یا حضرت خاتم الانبیا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو قبول نہیں کرتا تو وہ نجس ہے اور اسی طرح اگر وہ مذکورہ بالا عقائد میں شک رکھتا ہو نیز اگر وہ ضروریات دین کا منکر ہو مثلاً نماز اور روزہ کہ جس کو مسلمان جزو دین اسلام سمجھتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ یہ چیز ضروریات دین میں سے ہے پھر اس کے انکار کی برگشت خدا، توحید اور نبوت کے انکار کی طرف ہو تو نجس ہوگا اور اگر اس کے ضروری و دینی ہونے کا علم نہ رکھتا ہو، اسی

طرح اس کا انکار خدا یا توحید یا نبوت کے انکار تک نہ پہنچتا ہوتو بھی بہتر یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

شراب اور ہر وہ چیز جو انسان کو مست کردے اور وہ ذاتی طور پر بہنے والی ہو تو وہ نجس ہے اور اگر وہ مثل بھنگ اور دیگر بوٹیوں کے ہو جو ذاتاً بہنے والی نہیں ہیں اگرچہ اس میں کوئی ایسی چیز ملا دی گئی ہو کہ جس کی وجہ سے بہنے والی چیزوں میں وہ شمار ہو جائیں تو وہ پاک ہیں۔

(اگر انگور یا انگور کا پانی خود بخود ابل جائے تو حرام ہے نجس نہیں ہوگا مگر یہ کہ علم ہو جائے کہ یہ مست کردے گا اور اسے پکانے کی وجہ سے ابل جائے تو حرام ہے نجس نہیں ہوگا مگر یہ کہ علم ہو جائے کہ یہ مست کردے گا اور اسے پکانے کی وجہ سے ابال اجائے تو بھی اس کا کھانا حرام ہے لیکن وہ نجس نہیں ہے۔

فقاع وہ شراب ہے کہ جسے جو سے بنایا جاتا ہے اور اسے آب جو کہتے ہیں یہ نجس ہے۔ البتہ وہ پانی جو حکیم کے کہنے کے مطابق جو سے لیا جاتا ہے کہ جسے ماءالشعیر کہتے ہیں وہ پاک ہے۔

نجاست ثابت ہونے کا طریقہ:

کسی چیز کا نجس ہونا تین طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:۔

اگر پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور وہ دونوں یا ان میں سے ایک اس طرح تر ہو کہ اس کی تری دوسری چیز کو لگ جائے تو وہ پاک چیز نجس ہو جاتی ہے اور اگر تری اتنی نہیں جو دوسری کو لگ سکے تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی۔

اگر ہنڈیا کے جوش کھانے کے وقت نجاست کا ایک ذرہ اس میں جا پڑے تو پورا سالن اور اس کا برتن نجس ہو جائے گا اور سالن کا ابلنا حرارت یا آگ اسے پاک نہیں کرسکیں گے۔

نجس چیز کا کھانا پینا حرام ہے اسی طرح عین نجس بچوں کو کھلانا جب کہ وہ مضر ہو حرام ہے بلکہ اگر مضر نہ بھی ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے ہاں وہ چیزیں بچے کو کھلانا جو نجس ہو گئی ہیں، حرام نہیں۔

سوالات:

۱) نجاسات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

۲) کوئی پاک چیز کیسے نجس ہو جاتی ہے؟

۳) نجاست ثابت ہونے کے کتنے طریقے ہیں؟

مطہرات

مطہرات یعنی وہ چیزیں جو خود پاک ہیں اور دوسری نجس چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔مطہرات بارہ ہیں (۱) پانی (۲) زمین (۳) سورج (۴) استحالہ (۵) انقلاب (۶) انتقال (۷) تبعیت (۹) عین نجاست کا زائل ہوجانا (۱۰) نجاست خور حیوان کا اشبر (۱۱) مسلمان کا غائب ہوجانا (۱۲) ذبیحہ سے بقدر متعارف خون کا نکل جانا۔

۱) پانی

پانی چار شرائط کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے:۔

(۱) یہ کہ پانی مطلق ہو لہٰذا مضاف پانی مثلاً گلاب اور عرق بید نجس چیز کو پاک نہیں کرسکتے۔

۲) یہ کہ پاک ہو۔

۳) یہ کہ جب نجس چیز کو دھویا جارہا ہو تو پانی مضاف نہ ہوجائے اور اس کا رنگ و بو یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل نہ جائے۔

۴) یہ کہ جس چیز کو جب دھولیا جائے تو عین نجاست اس میں باقی نہ رہے اور قلیل پانی سے نجس چیز کو دھونے کے کچھ اور شرائط بھی ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

پانچ اقسام کا پانی طاہر ہوتا ہے:

پانی یا مطلق ہے یا مضاف۔مضاف وہ پانی ہے جو کسی دوسری چیز سے لیا گیا ہو جیسے تربوز اور گلاب کا پانی یا کسی دوسری چیز سے ملایا گیا ہو جیسے وہ پانی جسے کچھ مٹی وغیرہ کے ساتھ ملا دیا جائے کہ اب اسے صرف پانی نہ کہیں اور ان کے علاوہ باقی تمام پانی مطلق ہیں اور ان کی پانچ اقسام ہیں۔

۱) کرکا پانی ۲) قلیل پانی ۳) جاری پانی ۴) بارش کا پانی ۵) کنویں کا پانی

کرکا پانی اس مقدار کو کہتے ہیں کہ اگر پانی کو کسی ایسے برتن میں ڈالیں کہ جس کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی ساڑھے تین بالشت ہو تو وہ اس برتن کو پر کردے اور اس کا وزن بیس مثقال کم ایک سو اٹھائیس من تبریزی ہے جو کہ ۶-۹/۳۸۳ کلوگرام ہے (تقریباً دس من بارہ سیر) لیکن اقرب یہ ہے کہ کر کی مقدار ۴۱۹/۷۷۲ کلوگرام ہے اور بنا بر احتیاط اکثر مقدار کا لحاظ کیا جائے۔

اگر عین نجاست مثل پیشاب اور خون اگر پانی میں گر جائے تو اگر اس پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ اس نجاست کی وجہ سے بدل جائے تو وہ پانی نجس ہوگا ورنہ نجس نہیں ہے۔

قلیل پانی وہ ہے جو زمین سے نہ پھوٹے اور کر سے کم ہو۔

قلیل پانی نجس چیز پر گرے یا نجس چیز اس پر لگے تو نجس ہو جاتا ہے ہاں اگر بلندی سے زور سے نجس چیز پر گر رہا ہو تو جتنی مقدار پانی کی اس نجاست سے لگ رہی ہے وہ نجس اور جو اس کے اوپر ہے وہ پاک ہے اور فوارہ وغیرہ زور سے نیچے اوپر جا رہا ہو جب کہ نجاست اوپر والے حصے کو لگ رہی ہے تو نچلا حصہ نجس نہیں ہوگا اور اگر نجاست نچلے حصے سے لگے تو اوپر والا حصہ نجس نہیں ہوگا۔

بہتا پانی:

اری پانی وہ ہے جو زمین سے پھوٹ کر زمین پر بہہ رہا ہو جیسے کہ چشمہ اور نہر کا پانی۔

جاری پانی اگر چہ کر سے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک نجاست کے لگنے سے اس کی بو، رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو وہ پاک ہے

حمام کے نلوں کا پانی جو ٹونٹیوں اور فواروں سے گرتا ہے اگر کر کے ساتھ متصل ہو تو جاری پانی کا حکم رکھے گا اسی طرح گھروں کے نل اگر کر سے متصل ہوں تو کر والا حکم رکھتے ہیں۔

۴) بارش کا پانی

اگر اس نجس چیز پر کہ جس میں عین نجاست نہ ہو۔ ایک مرتبہ بارش برس جائے تو جہاں جہاں بارش کا پانی پڑ رہا ہو وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔ فرش اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا ضروری نہیں لیکن بارش کے دو تین قطرے ہی پڑنا کافی نہیں بلکہ اس طرح ہو کہ عرفاً کہا جائے کہ بارش ہو رہی ہے۔

وہ نجس زمین جس پر بارش برس جائے پاک ہو جائے گی اور اگر بارش کا پانی زمین پر چل کر چھت کے نیچے نجس چیز تک پہنچ جائے تو اس کو بھی پاک کر دے گا۔

اگر بارش کا پانی کسی جگہ جمع ہو جائے چاہے وہ کر سے کم ہی کیوں نہ ہو اگر بارش برستے وقت کسی نجس چیز کو اس میں دھویا جائے اور نجاست سے پانی کا رنگ، بو اور ذائقہ بھی نہ بدلے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائے گی۔

۵-کنویں کا پانی:

کنویں کا پانی جو زمین سے نکلتا ہے اگر چہ کر سے کم ہی کیوں نہ ہو جب اس میں نجاست پڑے تو جب تک اس کا رنگ، بو اور ذائقہ اس نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہو پاک ہے ہاں مستحب ہے کہ بعض نجاستوں کی وجہ سے مخصوص مقدار میں جو مفصل کتابوں میں لکھی ہوئی ہے، پانی نکالا جائے-

طاہر پانی استعمال کرنے کے قوانین:

نجس برتن کو قلیل پانی میں تین مرتبہ دھونا ہوگا بلکہ کر اور جاری میں بھی احتیاط یہ ہے کہ تین مرتبہ دھویا جائے لیکن وہ برتن کہ جسے کتے نے چاٹا ہو یا اس برتن سے پانی یا کوئی اور بہنے والی چیز پی ہو تو پہلے اس برتن کو پاک مٹی سے مانجھا جائے اور اس کے بعد احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو دو مرتبہ کر جاری یا قلیل پانی سے دھویا جائے اور اسی طرح وہ برتن کہ جس میں کتے کی رالیں جا پڑی ہیں تو اس میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے دھونے سے پہلے مٹی سے مانجھا جائے-

نجس چیز سے جب تک عین نجاست کو دور نہ کیا جائے وہ پاک نہیں ہو سکتی ہاں اگر صرف نجاست کا رنگ یا بو موجود ہو تو کوئی حرج نہیں لہٰذا اگر کپڑے سے خون کو دور کر دیا گیا اور کپڑے کو دھویا گیا لیکن خون کا رنگ اس میں موجود ہے تو وہ نجس نہیں رہے گا-

جس پانی کے متعلق علم نہ ہو کہ وہ مطلق ہے یا مضاف اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ پہلے مطلق تھا یا مضاف وہ نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے غسل اور وضو باطل ہیں- ہاں اگر وہ پانی کر یا اس سے زیادہ مقدار میں ہو اور اس میں نجاست پڑ جائے تو اس پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جا سکتا-

وہ پانی کہ جس میں عین نجاست مثلاً خون یا پیشاب جا پڑے اور اس کے رنگ و بو یا ذائقہ کو متغیر کر دے- اگر چہ کر یا جاری ہی کیوں نہ ہو وہ نجس ہو جائے گا- ہاں اگر اس پانی سے علحدہ قریب پڑی ہوئی نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے مثلاً قریب پڑے مردار کی وجہ سے اس پانی کی بو تبدیل ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا-

جو پانی پہلے پاک تھا اور معلوم نہ ہو کہ نجس ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس تھا اور پھر یہ معلوم نہ ہو کہ پاک ہوا ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے-

کتے، خنزیر اور کافر کے بچے ہوئے سے جو پانی بچ جائے وہ نجس اور اس کا پینا حرام ہے- باقی حرام گوشت جانوروں کے بچے ہوئے سے بچاہوا پانی پاک اوراس کا پینا مکروہ ہے-

سونے اور چاندی کے برتن میں کھنا پینا بلکہ اسے مطلق استعمال کرنا حرام ہے ہاں کمرہ کی زینت کے لئے استعمال کرنا اور سنبھال کے رکھنا حرام نہیں ہے-

سونے یا چاندی کا پانی دئے ہوئے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں-

اگر جانور کا بدن عین نجاست سے (مثل خون یا نجس شدہ چیز سے مثلاً نجس پانی) آلودہ ہوجائے اب اگر وہ نجاست دور ہوجائے تو جانور کا بدن پاک ہوجائے گا اور یہی حکم ہے باطن بدن انسانی کا مثلاً منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کا مثلاً اگر دانتوں سے خون آئے اور لعاب دہن میں مل کر ختم ہوجائے تو منہ کے اندر کے حصے کا دھونا ضروری نہیں ہے- ہاں اگر مصنوعی دانت نجس ہوجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں پاک کیا جائے-

۲) زمین:

زمین پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے نجس حصہ کو مندرجہ ذیل شرائط سے پاک کرتی ہے-

۱) یہ کہ زمین خود پاک ہو ۲) یہ کہ خشک ہو ۳) یہ کہ عین نجاست مثلاً خون وپیشاب یا نجس شدہ مٹی اگر پاؤں کے تلوے یا جوتے کے نچلے حصے میں لگی ہو چلنے یا پاؤں کے زمین پر رگڑنے سے دور ہوجائے- اورزمین بھی مٹی یا پتھر وابینٹ کا فرش وغیرہ ہولیکن فرش، چٹائی اور سبزے پر چلنے سے پاؤں کا تلوا اور جوتے کا نچلا نجس حصہ پاک نہیں ہوگا اور اگر پاؤں کا تلوا اور جوتے کا نچلا حصہ چلنے کے بغیر کسی وجہ سے نجس ہوا تو اس کا چلنے سے پاک ہونا مشکل ہے-

پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے نجس حصہ کا پختہ سڑک اور لکڑی سے فرش شدہ جگہ پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے-

پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے حصہ کے پاک ہونے کے لئے بہتر یہ ہے کہ پندرہ یا اس سے زیادہ قدم چلا جائے اگر چہ پندرہ قدم سے کم چلنے یا زمین پر رگڑنے کی وجہ سے پہلے ہی عین نجاست دور ہوجائے-

۳) سورج:

سورج، زمین، مکان اوران چیزوں کو جو مثل دہلیز وپنجرہ کے مکان میں نصب ہیں اوراسی طرح وہ میخ جس کو دیوار میں ٹھونکا گیا ہواور مکان کا جز سمجھی جاتی ہو۔مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ پاک کرسکتا ہے:۔

۱) یہ کہ نجس چیز اسی طرح تر ہو کہ اگر کوئی اور چیز اس کے ساتھ لگ جائے وہ بھی تر ہو جائے لہٰذا اگر وہ خشک ہو جائے تو کسی طرح اس کو تر کیا جائے تا کہ سورج اسے خشک کرے۔

۲) یہ کہ اگر عین نجاست اس میں موجود ہوتو سورج کی روشنی پڑنے سے پہلے اسے دور کردیا جائے۔

۳) یہ کہ کوئی چیز اس سورج کی روشنی پڑنے سے مانع نہ ہولہٰذا اگر سورج کی روشنی پردہ کے پیچھے سے یا بادل وغیرہ سے آرہی ہو اور نجس چیز کو خشک کردے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی۔ہاں اگر بادل اتنا کم ہو کہ سورج کی روشنی پڑنے سے مانع نہ ہوتو اشکال نہیں ہوگا۔

۴) اکیلا سورج ہی نجس چیز کو خشک کرے لہٰذا اگر کوئی چیز مثلاً ہوا اور سورج کی وجہ سے خشک ہوتو پاک نہیں ہوگی ہاں اگر ہوا اتنی کم ہو کہ ایسا نہیں کہتے کہ اس نے نجس چیز کے خشک کرنے میں مدد دی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

۵) یہ کہ سورج عمارت وغیرہ کی نجس مقدار کو ایک ہی دفعہ خشک کرے لہٰذا اگر ایک دفعہ زمین اور عمارت نجس کے اوپر والے حصہ کو خشک کرے اور پھر نچلے حصہ کو تو صرف اس کا اوپر والا حصہ ہی پاک ہوگا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

۶) یہ کہ زمین یا عمارت کے باہر اور اندر والے حصہ میں کوئی چیز مثل ہوا یا پاک جسم کے حد فاصل نہ ہو۔

سورج نجس چٹائی کو پاک کرتا ہے اور اسی طرح درخت اور گھاس بھی اس سے پاک ہوجاتے ہیں۔

۴) استحالہ: اگر نجس چیز کوئی جنس بدل کر پاک چیز کی صورت اختیار کرلے تو وہ پاک ہو جائے گی اور کہیں گے کہ اس کا استحالہ ہوگیا ہے۔مثلاً نجس لکڑی جل کر راکھ ہوگئی یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک ہوگیا ہے لیکن اگر اس کی جنس نہیں بدلی مثلاً نجس گندم کا آٹا پسوالیں یا روٹی پکوالیں تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

۵) اسلام: اگر کافر کلمہ شہادتیں پڑھ لے یعنی کہے

"اشھدان لاالہ الا اللہ و اشھدان محمدرسول اللہ"

تو مسلمان ہوجائے گا اوراس کے بعد اس کا بدن، لعاب دہن، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جائے گا۔

ہاں اگر مسلمان ہوتے وقت عین نجاست اس کے بدن کو لگی ہوتو اس عین نجاست کو دور کر کے بدن کو پاک کرے البتہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے عین نجاست دور ہوگئی تو اس جگہ کا دھونا ضرور نہیں۔

سوالات:

۱) مطہرات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

۲) پانی کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی کیا خصوصیات ہیں؟

۳) زمین کن چیزوں کو پاک کرتی ہے اور کن شرائط کے ساتھ؟

۴) سورج کن چیزوں کو پاک کرتا ہے اور کن شرائط کے ساتھ؟

بیت الخلاء کے احکام

پیشاب پاخانہ کرنا:

پیشاب پاخانہ کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ یعنی شکم وسینہ قبلہ رخ نہ ہوں اور قبلہ کی طرف پشت بھی نہ ہو۔

تین موارد ایسے ہیں کہ جہاں پاخانہ کی جگہ صرف پانی ہی سے پاک ہوسکتی ہے۔

۱) پاخانہ کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون وغیرہ خارج ہو۔

۲) باہر کی کوئی نجاست کے مقام پائخانہ پر آ کر لگے۔

۳) مقام پاخانہ کے کنارے معمول سے زیادہ نجاست آلود ہوگئے ہوں۔

ان تین صورتوں کے علاوہ اختیار ہے چاہے تو مقام پاخانہ کو پانی سے دھوئے ورنہ اس طریقہ سے جو بعد میں ذکر کیا جائے گا۔ کپڑے کے ٹکڑے اور پتھر وغیرہ سے پاک صاف کرلے اگر چہ پانی سے دھونا ہی بہتر ہے۔

مقام پیشاب صرف پانی ہی سے پاک ہوسکتا ہے اور اگر پیشاب کے ختم ہوجانے کے بعد ایک ہی مرتبہ دھویا جائے تو کافی ہے ہاں جنہیں پیشاب مقام مخصوص کے علاوہ کسی اور جگہ سے آتا ہے ان کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس جگہ کو دومرتبہ دھوئیں اور عورت کا حکم بھی مرد جیسا ہے۔

اگر مقام پاخانہ کو پانی سے دھویا گیا ہو تو کوئی ذرہ پاخانہ کا باقی نہیں رہنا چاہئے۔ البتہ رنگ وبو کے باقی راہ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر پہلی مرتبہ اس طرح دھولیا گیا ہے کہ پاخانہ کا کوئی ذرہ باقی نہی رہا تو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب پتھر اور ڈھیلا وغیرہ پاخانہ کو مخصوص مقام سے دور کردیں تو اگر چہ اس مقام کے پاک ہوجانے میں تامل ہے لیکن اس صورت میں نماز پڑھی جاسکتی ہے اور اگر کوئی چیز اس مقام سے لگ جائے تو وہ نجس نہیں ہوگی۔ چھوٹے چھوٹے ذرات اور مقام مخصوص کی چپک لچک اشکال نہیں رکھتے۔

سوالات:

۱) پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کن کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

۲) کیا پیشاب پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے پاک ہوسکتا ہے؟

وضو

وضو کا طریقہ:

وضو میں واجب ہے کہ منہ ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصے پر مسح کیا جائے۔

چہرہ کا طول میں پیشانی کے اوپر والے بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی تک اور عرض میں چہرہ کا جتنا حصہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے درمیان آ جائے دھونا واجب ہے اور اگر اس مقدار میں سے معمولی سا حصہ بھی بغیر دھونے کے رہ گیا تو وضو باطل ہے اور یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ یہ مقدار پورے طور پر دھوئی جا چکی ہے۔ کچھ حصہ اطراف میں سے بھی دھولیا جائے۔ اور یہ دو مرتبہ کیا جائے۔

چہرہ دھونے کے بعد پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سروں تک دھویا جائے۔ اور یہ دو مرتبہ کیا جائے۔

اب داہنے ہاتھ سے بایاں ہاتھ اسی طرح سے دھوئیں اور یہ دو مرتبہ کیا جائے۔

وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کو ایک دفعہ دھونا واجب، دوسری مرتبہ مستحب اور تیسری مرتبہ یا اس سے زیادہ دفعہ دھونا حرام ہے اور اگر ایک چلو پانی سے تمام عضو وضو دھوئے اور قصد وضو سے اس پر پانی ڈالے تو ایک ہی مرتبہ گنا جائے گا چاہے ایک مرتبہ کا قصد کرے یا نہیں۔

دونوں ہاتھ دھو لینے کے بعد وضو کے پانی کی تری سے جو کہ ہاتھ میں رہ گئی ہے سر کے اگلے حصے کا مسح کیا جائے یہ ضروری نہیں کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے یا اوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

مسح کی جگہ پیشانی کے مدمقابل سر کا چوتھائی حصہ ہے اور اس حصہ کی جس جگہ پر مسح ہو جائے کافی ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں ایک انگلی کے اور چوڑائی میں ملی ہوئی تینوں انگلیوں کے برابر ہو۔

یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح صرف چمڑے پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر بھی مسح ہو سکتا ہے لیکن انسان کے بال اتنے بڑے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھی کی جائے تو چہرہ پر آ پڑتے ہیں یا سر کے دوسرے حصے تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر بالوں کی جڑ پر مسح کرے یا مانگ نکال کر چمڑے پر مسح کرے اور اگر ان بالوں کو جو چہرے تک یا دوسری جگہ تک پہنچ جاتے ہیں سر کے اگلے حصہ میں

اکٹھا کرے اوران پرمسح کرے یاان بالوں پرمسح کرے جوسر کے دوسرے حصہ کے ہیں اوراگلے حصہ پرآ پہنچے ہیں تو مسح باطل ہے۔
سر کےمسح کے بعد وضو کے پانی کی تری کے ساتھ جوکہ ہاتھ میں باقی رہ گئی ہے۔ پاؤں کےاوپر والے حصہ پر کسی پاؤں کی کسی ایک انگلی کےسرے سے لےکرپاؤں پرابھری ہوئی جگہ تک مسح کرے۔ (ٹخنہ تک)
مسح کی جگہ کوخشک ہونا چاہیےاوراگراتناترہوکہ ہتھیلی کی تری اس پراثر نہ کرےتو مسح باطل ہے ہاں اگرتری کم ہے کہ مسح کے بعد جوتری باقی نہ رہی ہوتو انسان یہ نہیں کرسکتا کہ نئے پانی سے ہاتھ کوتر کرے بلکہ وضو کے دوسرے اعضاء سےتری لےکرا سے مسح کرے۔
اگرمسح کے لئے ہتھیلی میں تری باقی نہ رہی ہوتو انسان یہ نہیں کرسکتا کہ نئے پانی سے ہاتھ کوتر کرے بلکہ وضو کے دوسرے اعضاء سےتری لےکراس سےمسح کرے۔

وضو کے شرائط:

وضو کےصحیح ہونے کے تیرہ شرائط ہیں:۔

۱)وضو کے پانی کا پاک ہونا ۲)پانی کا مطلق ہونا

۳)وضوکا پانی مباح ہو

وضوکرنا غصبی پانی سے یاایسے پانی سے کہ یہ معلوم نہ ہوکہ اس کا مالک راضی ہے یانہیں حرام اور باطل ہے۔ ہاں اگر مالک پہلے راضی تھااوراب معلوم نہ ہوکہ اس وقت وہ راضی ہے یانہیں تو اس کاوضوصحیح ہےاسی طرح اگر وضو میں منہ اور ہاتھوں کا پانی غصبی جگہ پرگرتا ہوتو بھی وضوصحیح ہے۔
ہوٹلوں اور مسافر خانوں کےحوض میں وضوکرناان لوگوں کے لئے جواس میں نہ ٹھہرتے ہوں ایسی صورت میں صحیح ہے کہ عام طور پران میں ایسےلوگ بھی وہاں کے پانی سےوضوکرتے رہتے ہوں جووہاں نہیں ٹھہرتے۔
بڑی نہروں سےوضوکرنا اگرچہ یہ علم نہ ہوکہ ان کا مالک راضی ہے یانہیں، اشکال نہیں رکھتا ہاں اگران کے مالک وضوکرنے سےمنع کردیں تو پھراحتیاط واجب اس میں ہے کہ ان سے وضو نہ کرے۔
اگر بھول جائے کہ پانی غصبی ہےاوراس سے وضوکرےتو وضوصحیح ہےاگرچہ اس پانی کا غصب کرنے والا خود وہ شخص ہی کیوں نہ ہو۔

۴) وضو کے پانی کا برتن چوری کا یا غصبی نہ ہو

۵) جس برتن میں وضو کا پانی ہو سونے اور چاندی کا نہ ہو

۶) جسم کے جس حصہ پر وضو کیا جاتا ہے جسم کا وہ حصہ طاہر ہونا چاہیے اگر جسم کے اس حصہ کے علاوہ کوئی دوسرا حصہ نجس ہو تو وضو باطل نہیں ہوگا لیکن نماز کے لئے ضروری ہے کہ پورا جسم طاہر ہو۔

۷) وضو اور نماز کے لئے وقت کافی ہو۔

اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وضو کرے تو پوری نماز یا نماز کا کچھ حصہ خارج وقت میں پڑھنا ہو تو تیمم کرے اور اگر وضو اور تیمم کے لئے برابر وقت درکار ہو تو وضو کرنا چاہیے۔

۸) وضو کو قصد قربت یعنی خداوند عالم کے حکم کے انجام دینے کے لئے کرے پس اگر ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور کام کی نیت سے وضو کرے تو وضو باطل ہے۔

۹) جس ترتیب سے بیان کیا گیا ہے اس ترتیب سے وضو کرے یعنی پہلے منہ پھر داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوئے اس کے بعد سر کا مسح کرے پھر پاؤں کا مسح کرے اور داہنے پاؤں کا مسح بائیں پاؤں سے پہلے کرے اگر اس ترتیب سے وضو نہ کرے تو وضو باطل ہو جائے گا۔

۱۰) افعال وضو ایک کے بعد ایک فوراً بجالائے۔

۱۱) اعضاء وضو کو دھونے اور مسح کرنے کو انسان خود بجالائے پس اگر کوئی دوسرا شخص اس کو وضو کرائے یا وضو کا پانی ہاتھ یا منہ پر پہنچانے میں مدد کرے تو وضو باطل ہو جائے گا۔

۱۲) یہ کہ پانی کے استعمال سے کوئی مانع نہ ہو۔

۱۳) پانی کے وضو کے عضو تک پہنچنے سے کوئی مانع نہ ہو۔

کن چیزوں کے لئے وضو کرنا پڑتا ہے:

چھ چیزوں کے لئے وضو کرنا چاہیے۔

۱) نماز میت کے علاوہ تمام واجب نمازوں کے لئے

۲) بھولا ہوا سجدہ اور تشہد اگر اس کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث مثل پیشاب وغیرہ کے سرزد ہو جائے۔

۳) خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لئے۔
۴) اگر نذر، عہد یا قسم کھائے کہ میں وضو کروں گا۔
۵) اگر نذر کرے کہ اپنے بدن کے کسی حصے کو قرآن کے حروف سے مس کروں گا۔
۶) نجس شدہ قرآن کو پاک کرنے یا بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکالنے کے لئے جبکہ مجبور ہو کر اس کا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ قرآن کے حروف سے مس ہو جائے گا۔ ہاں اگر وضو کی مقدار تک قرآن کے نجس رہنے میں بے حرمتی ہو تو وضو کئے بغیر قرآن کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لینا چاہیے یا اگر نجس تھا تو اسے پاک کرلیا جائے اور جتنا ممکن ہو ہاتھ حروف قرآن پر نہ لگایا جائے۔
حروف قرآن کا مس یعنی بدن کے کسی حصے کا بغیر وضو کے حروف قرآن سے لگانا حرام ہے ہاں اگر قرآن مجید کا فارسی یا کسی اور زبان میں ترجمہ ہو تو اسے مس کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

وہ چیزیں جو وضو کو باطل کرتی ہیں:

سات چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں
۱) پیشاب ۲) پاخانہ
۳) وہ ریح جو مقام پاخانہ سے خارج ہو۔
۴) وہ نیند کہ جس کے ذریعے نہ آنکھ دیکھ سکے نہ کان سن سکے اور اگر آنکھ تو نہیں دیکھ سکتی لیکن کان سنتے ہیں تو وضو باطل نہیں ہوگا۔
۵) وہ چیزیں جو عقل کو زائل کر دیتی ہیں مثلاً دیوانگی، مستی اور بے ہوشی
۶) وہ خون استحاضہ جو بعد میں بیان کیا جائے گا
۷) وہ کام کہ جس کی وجہ سے غسل کرنا پڑتا ہے جیسے جنابت

وضو جبیرہ کے احکام:

وہ چیزیں جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھا جائے اور وہ دوائی جو زخم وغیرہ پر لگائی جائے اسے "جبیرہ" کہتے ہیں۔
اگر وضو کی کسی جگہ پر زخم پھوڑا یا چوٹ لگ جائے اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر بھی نہ ہو تو معمول کے مطابق وضو کیا جائے۔

(۳۲۵) اگر منہ یا ہاتھوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا اس کے لئے مضر ہو تو اس کے کناروں کو دھولینا کافی ہے اور اگر اس پر تر ہاتھ پھیرنا مضر نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس پر تر ہاتھ پھیرنے کے بعد پاک کپڑا اوپر رکھ کر دوبارہ تر ہاتھ پھیرا جائے اور اگر یہ بھی مضر ہو یا زخم نجس ہو اور اسے پاک بھی نہ کیا جاسکتا ہو تو اس کے اطراف کو جیسا کہ وضو میں بیان کیا گیا ہے اوپر سے نیچے دھویا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ پاک کپڑا زخم کے اوپر رکھا جائے اور اگر کپڑے کا رکھنا ممکن نہ ہو تو اطراف زخم کو دھولینا کافی ہے اور کسی صورت میں بھی تیمم ضروری نہیں۔

(۳۲۶) اگر زخم پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے میں ہو اور اس کا منہ بھی کھلا ہو اور اگر اس کو مس بھی نہ کیا جاسکتا ہو تو پاک کپڑا اس پر رکھ کر اس کپڑے پر وضو کے پانی کی تری سے جو کہ ہاتھ پر رہ گئی ہو مسح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم بھی کرنا چاہیے اور اگر کپڑے کا رکھنا ممکن نہ ہو تو وضو کے بدلے تیمم کیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ مسح کے بغیر بھی ایک وضو کرلیا جائے۔

(۳۲۷) اگر پھوڑا زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ باندھ دیا گیا ہو تو اس کا کھولنا ممکن ہے اور باعث زحمت ومشقت بھی نہیں اور پانی بھی مضر نہیں تو اس کو کھول کر وضو کیا جائے چاہے وہ زخم وغیرہ چہرہ اور ہاتھ پر ہوں یا سر کے اگلے حصے اور پاؤں۔

(۳۲۹) اگر زخم کا کھولنا ممکن نہ ہو مگر زخم کے اوپر جو چیز رکھی ہوئی ہے وہ پاک ہے اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہے اور باعث ضرر و زحمت اور سبب مشقت بھی نہیں تو ایسی صورت میں زخم کے اوپر پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر زخم یا اس کے اوپر والی چیز نجس ہو چنانچہ اسے دھونا اور پانی زخم تک پہنچایا جائے اور اگر پانی زخم کے لئے مضر ہو یا پانی کا زخم تک پہنچانا ممکن نہ ہو یا زخم نجس ہو اور اسے دھونا بھی ممکن نہ ہو تو زخم کے کناروں کو دھویا جائے اور اگر جبیرہ (یعنی زخم کے اوپر والی چیز) پاک ہے تو اس کے اوپر مسح کیا جائے اور اگر جبیرہ نجس ہے اس کے اوپر تک ہاتھ نہیں پھیرا جاسکتا مثلاً اس پر ایسی دوائی لگی ہے جو ہاتھ سے چمٹ جاتی ہے تو کوئی پاک کپڑا اس کے اوپر اس طرح رکھا جائے کہ وہ جبیرہ کا حصہ شمار ہو اور تر ہاتھ اس پر پھیر دیا جائے اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وضو کرے اور تیمم بھی بجالائے۔

سوالات:

۱) وضو کا طریقہ لکھیے؟

۲) وضو کن باتوں سے باطل ہوتا ہے؟

۳) وضو کن کن اعمال کے لئے کرنا چاہیے؟

۴) وضو جبیرہ کے احکام کیا ہیں؟

جو دعائیں وضو کرتے وقت مستحب ہیں

وضو کرنے والے کے لئے مستحب ہے جب پانی پر نگاہ کرے تو یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَهُوْرًا وَّلَمْ يَجْعَلْهُ نَجِسًا

ترجمہ: اللہ کے نام سے اور اللہ کے لئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے پانی کو طاہر بنایا نجس نہیں۔ وضو شروع کرنے سے پہلے ہاتھ کے دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

ترجمہ: یا اللہ میرا شمار ان لوگوں میں فرما جو تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور جو طاہر ہیں۔

کلی کرنے کے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَقِّنِيْ حُجَّتِيْ يَوْمَ اَلْقَاکَ وَاطْلِقْ لِسَانِي بِذِكْرِكَ

ترجمہ: یا اللہ تجھ سے ملاقات کے دن مجھے صحیح جواب دینے کی صلاحیت عطا فرما اور میری زبان کو تیری تعریف اور توصیف میں کھولنے کے قابل بنا

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ لاتُحَرِّمْ عَلَيَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يَّشُمُّ رِيْحَهَا وَرَوْحَهَا وَطِيْبَهَا

ترجمہ: یا اللہ مجھے جنت کی خوشبو سے محروم نہ کر میرا شمار ان لوگوں میں ہو جو جنت کی نعمتیں، تازگی اور خوشبو محسوس کرتے ہیں۔

منہ دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَسْوَدُّ فِيْهِ الْوُجُوْهُ وَلاتُسَوِّدْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ فِيْهِ الْوُجُوْهُ

ترجمہ: یا اللہ اس دن میرے چہرے کو روشن کر کہ جس دن تو چہروں کو مسخ کرے گا اور اس دن میرے چہرے کو مسخ نہ کر کہ جس

دن تو چہروں کو روشن کرے گا۔

داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِی کِتَابِی بِیَمِیْنِیْ وَالْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ترجمہ: یا اللہ میرے اعمال کو میرے داہنے ہاتھ میں رکھنا اور جنت کا (صداقت نامہ) بائیں ہاتھ پر اور میرے حساب میں رعایت سے کام لے۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ وَلَا تَجْعَلْھَا مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ

ترجمہ: یا اللہ میرے اعمال (کا بوجھ) میرے بائیں ہاتھ میں یا میری پشت پر نا رکھ اور نہ ہی انہیں میرے گلے کا طوق بنا، میں تجھ سے اور بھڑکتی ہوئی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

سر کے مسح کے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَغْشِنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَبَرَکَاتِکَ وَعُفُوِّکَ

ترجمہ: یا اللہ مجھے اپنی رحمت و برکت اور عفو سے ڈھانک دے پاؤں کے مسح کے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْهِ الْاَقْدَامِ وَاجْعَلْ سَعْیِ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

ترجمہ: یا اللہ اس دن میرے پیروں کو صراط مستقیم پر قائم رکھ کہ جس دن پیر پھسلیں گے اور میری کوششوں کو ایسا بنا کہ تو راضی ہو جائے اے عظمت و کرامات والے پرودرگار۔

’’بچوں کی دینی اور اخلاقی کتاب‘‘

تیسری کتاب: پہلے اور دوسرے سال طلبا کے لئے لازمی اسباق

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱)	اللہ کی کتاب-قرآن مجید	۱۰۳
۲)	قرآن مجید: پیغمبر اسلام کا زندہ معجزہ	۱۰۵
۳)	سورۂ تکاثر	۱۰۷
۴)	سورۂ زلزال	۱۱۰

اللہ کی کتاب: قرآن مجید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا پیغام اور ہماری زندگی کا لائحہ عمل ہے- اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ رشد و ہدایات کی یہ کتاب بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے بھیجی ہے-

قرآن حق، عدل، نجات آزادی اور مساوات کا درس دیتا ہے-

قرآن بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرتا اور اللہ رب العزت کی عبادت کا طریقہ بتاتا ہے-

قرآن بنی نوع انسان کو اخلاق و کردار کے اعلیٰ اور ادنیٰ پہلوؤں میں تمیز سکھاتا ہے-

قرآن بنی نوع انسان کو قربانی اور راہ حق میں شہادت کی تعلیم دیتا ہے-

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے......

"ظلم سے پرہیز کرو اور ظالم کے آگے سر نہ جھکاؤ، راہ حق میں جان دینے اور رتبہ شہادت پر فائز ہونے سے ڈرو مت اور ظالموں سے سمجھوتہ نہ کرو"

"اور اللہ کی قدرت اور طاقت پر بھروسہ رکھو اور اللہ کے سوا کسی اور سے مت ڈرو منکروں اور ظالموں کے ساتھ سختی سے پیش آؤ اور انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرو لیکن ایک دوسرے سے اچھا سلوک کرو"

"متحد رہو، حق اور عدل کی تائید میں اتحاد و اتفاق سے کام لو، مذہبی رہنماؤں کی باتوں پر عمل کرو اور ظالموں کے خلاف لڑنے کے حکم پر عمل کرو اور مظلوموں کو ظالموں کے شکنجے سے نجات دلاؤ"

"اس طرح تم (انسان) اس دنیا میں آزادی اور عزت کی زندگی بسر کرسکو گے اور آخرت میں بھی اس کا اجر ملے گا"

مسلمانوں پر قرآن پڑھنا اور علمائے دین کی مدد سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ قرآنی طرز حیات کو اپنائے اور دوسروں کو بھی قرآنی طرز حیات اپنانے پر آمادہ کرے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے......

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے''
''قرآن پر عمل کرنے والے کے لئے جنت،اور قرآنی تعلیمات ترک کرنے والے کے لئے جہنم ہے''

سوالات:

۱) اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے؟
۲) آخرت میں کون اور کیوں گھاٹے میں رہیں گے؟
۳) حلال کیا ہے؟ حرام کیا ہے؟
۴) قرآن مجید کس کا پیغام ہے؟ قرآن بنی نوع انسان کو کیا سکھاتا ہے؟
۵) اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے متعلق قرآن میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟
۶) قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کے متعلق رسول اللہؐ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

قرآن مجید......پیغمبر اسلام کا زندہ معجزہ

پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کا زندہ معجزہ قرآن مجید ہے۔ جو تا قیامت رہے گا قیامت تک لوگ قرآن مجید سے ہدایت پاتے رہیں گے۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔اللہ نے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے قرآن مجید کو پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَافَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا شُھَدَاءَ کُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

(سورۃ البقرآیت ۲۳)

اور اگر تم لوگ اس کلام سے جو ہم نے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا ہے شک میں پڑے ہو پس اگر تم سچے ہو تو تم (بھی) ایک ایسا سورہ بنالاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو (بھی) بلا لو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْآنِ لَایَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْراً

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۸)

(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ اگر ساری دنیا جہان کے آدمی اور جن اس بات پر اکھٹے ہوں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو (غیر ممکن) اس کے برابر نہیں لا سکتے اگر چہ (اس کوشش میں) ایک کا ایک مددگار بھی بنے۔

یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی انسان قرآن مجید جیسا کلام پیش نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی بھی انسان نے خواہ وہ

کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو قرآن کی نقل نہیں کر سکا یا قرآن جیسا کوئی دوسرا قرآن پیش نہیں کر سکا اور قیامت تک کوئی بھی انسان قرآن مجید جیسی کوئی کتاب نہیں لکھ سکے گا۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لئے قرآن مجید دیا۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم قرآن کے احکامات پر عمل کریں۔ قرآن کی تلاوت معنی کے ساتھ کریں اور معنی کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ تا کہ ہم دنیا اور آخرت میں پرامن زندگی بسر کر سکیں۔ اور اپنے اعمال کو حسین بنا کر جنت حاصل کر سکیں۔

سوالات:

۱) قرآن مجید پیغمبر اسلام کا زندہ معجزہ ہے؟ اس جملے کی تشریح کیجیے؟

۲) کیا کسی زمانے میں کوئی شخص قرآن مجید جیسا کلام پیش کر سکتا ہے؟

۳) قرآن مجید کے بارے میں ہمارا کیا فرض ہے؟

سُورَةُ التَّكَاثُرُ

بسم الله الرحمن الرحیم

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

نسل و مال کی بہتات نے تم لوگوں کو غافل بنا رکھا۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

یہاں تک کہ تم لوگوں نے قبریں دیکھیں (مر گئے)

اس سورہ کی شان نزول کے سلسلے میں لکھا ہے کہ جب مکہ میں قریش کثرت افراد کے سلسلے میں ایک دوسرے پر فخر فروشی کرنے لگے یہاں تک کہ مردوں کو بھی گنانا شروع کر دیا تو یہ سورہ نازل ہوا اور صاف لفظوں میں بتا دیا کہ دیکھو افراد کی کثرت کوئی فضیلت نہیں بلکہ اس کے بجائے ہمیں روز قیامت اور اس کے حالت اور نعمتوں کے سلسلے میں پوچھے جانے کے سلسلے میں فکر مند ہونا چاہیے۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

دیکھو تمہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

پھر دیکھو تمہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ

دیکھو اگر تم کو یقینی طور پر معلوم ہوتا (تو ہرگز غافل نہ ہوتے)

انسان کو جاننا چاہیے کہ اس کی قیمت اس دنیا کی زندگی میں جہاد اور اس میں کامیابی کی کوشش ہے تا کہ آخرت میں اس کی جزا مل سکے۔اگر علم الیقین کے ساتھ جان لیں کہ آخرت میں کیا حشر ہونے والا ہے تو ہرگز اس طرح کی خنجر فروشی نہیں کریں گے

یقین کی تین قسمیں ہیں:

۱) علم الیقین:۔یعنی علامتوں کو دیکھ کر کسی چیز پر یقین کر لینا۔مثال کے طور پر دھواں کو دیکھ کر آگ پر یقین کر لینا۔

۲) عین الیقین:۔یعنی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے کسی چیز پر یقین کر لینا۔مثلاً اپنی آنکھوں سے آگ دیکھ کر اس کے وجود پر یقین کر لینا۔

۳) حق الیقین:۔یعنی ایسا یقین کہ جو لمس و احساس کرنے کے بعد حاصل ہو مثلاً خود آگ میں کود پڑے اور آگ کی حرارت پر یقین کر لے۔یہ یقین کا آخری مرحلہ ہے۔

اس سورہ میں بتایا گیا ہے کہ اس دنیا میں تمہیں آتش جہنم پر علم الیقین حاصل ہوسکتا ہے اور آخرت میں عین الیقین۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ

تم لوگ ضرور دروزخ کو دیکھو گے

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْن

پھر تم لوگ یقینی دیکھنا دیکھو گے

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ

پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس کی جائے گی۔

قیامت کے دن انسانوں سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا جس کو دنیا میں عطا کی گئی تھیں۔سلامتی کی نعمت،تندرستی کی نعمت،امنیت کی نعمت وغیرہ۔

سوالات:

۱) اس سورۃ معنی اور مطلب لکھئے

سُوۡرَةُ الزِّلۡزَال

اس سورہ میں تین موضوعات مورد توجہ واقع ہوئے ہیں۔

۱) قیامت کا واقع ہونا اور قیامت کی نشانیاں

۲) روز قیامت زمین وآسمان کی گواہی

۳) اور یہ کہ لوگ دو گروہ ہیں ایک نیک صفت اور دوسرے بدکردار اور ہر دو گروہ اپنے کیئے کی جزا سزا ضرور پائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا

جب زمین بڑے زوروں کے ساتھ زلزلہ میں آجائے گی

یہ سورہ کلمہ ''اذا'' یعنی جب سے شروع ہوتا ہے لہذا قیامت کا وقت معین نہیں کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم نے زلزلے کی ایک تصویر دی ہے جس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن جب زمین لرزے گی تو کیا ہوگا۔

وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا

اورزمین اپنے اندر کے بوجھے (معدنیات مردے وغیرہ) نکال ڈالے گی

کلمۂ ''اثقال''ثقل کی جمع یعنی وزن اور بوجھ۔ یعنی زمین اپنے اندر سمائی ہوئی چیزوں کو اگل دے گی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ سنگین بوجھ وہی انسان ہیں جو زمین میں دفن کئے گئے ہیں جس کو روز قیامت زمین باہر نکال دے گی۔

وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَالَهَا

اور ایک انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوگیا ہے

جب انسان دیکھتا ہے کہ غیر معمولی حادثہ پیش آیا ہے تو حیرت زدہ ہوکر تعجب سے پوچھے گا کہ زمین کو آج کیا ہوگیا ہے جو اپنے خزانے کو اگل رہی ہے۔

یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا

اس روز وہ اپنے سب حالات بیان کردے گی

اس دن زمین تمام خبروں کو سنا دے گی اب کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہے گی۔ جو کچھ بھی انسانوں نے اس زمین پر اچھائیاں یا برائیاں انجام دی ہیں ان تمام اعمال کو سنادے گی۔ روز قیامت انسان کے اعمال کی گواہی دینے والوں میں سے ایک خود زمین ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ایک حدیث میں درج ہے کہ فرمایا: کیا جانتے ہو اس آیت میں اخبار سے کیا مراد ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جاتے ہیں تو فرمایا: مراد یہ ہے کہ کوئی بندہ مرد ہو یا عورت اس زمین پر جو بھی

عمل انجام دے گا زمین روز قیامت اس کو بیان کرے گی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باوضو رہا کرو اور تمہارا بہترین عمل نماز ہے۔ زمین سے ڈرو کہ تمہاری ماں ہے۔ کوئی انسان اچھا عمل یا برا عمل نہیں بجالائے گا۔ مگر یہ کہ زمین روز قیامت اس کی گواہی دے گی۔

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا

کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم دیا ہو گا

یہ زلزلہ اس کے مناسب وقت پر آئے گا۔ یعنی خدا کے حکم سے ہی یہ حادثہ وقوع پذیر ہو گا اور کوئی انسان اس کے وقت کو نہیں جانتا

يَوۡمَئِذٍ يَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا لِّيُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ

اس دن لوگ گروہ گروہ (اپنی قبروں سے) نکلیں گے تا کہ اپنے اعمال کو دیکھیں تو

آج عمل کا دن ہے اور یہاں حساب نہیں۔ کل یعنی روز قیامت حساب کا دن ہے وہاں عمل نہیں۔ لہذا روز قیامت مردوں کو زمین سے اٹھایا جائے گا اور ہر ایک کا حساب لیا جائے گا۔ اچھے کام کرنے والوں کو جزا اور برے کام کرنے والوں کو سزا دی جائے گی۔ چونکہ ہر عمل کی جزاء اس کی نیت پر منحصر ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنے تمام اعمال کو قربۃ الی اللہ یعنی اللہ کی مرضی حاصل کرنے کے لئے انجام دیں۔

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ

جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا

وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

اور جس شخص نے ذرہ برابر بدی کی ہے تو اسے دیکھ لے گا

ان دو آیتوں میں سختی کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ روز قیامت کس طرح ہمارے اعمال کا حساب ہوگا- کوئی بھی عمل خواہ کتنا ہی چھوٹا ہوٗا چھا ہو یا برا اس کا ضرور حساب لیا جائے گا- ان دو آیتوں میں خدا کی عدالت کو اچھی طرح بتا دیا گیا ہے-

قرآن میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا- البتہ ہر انسان کے لئے روز قیامت کی طول اس کے عمل اور حساب کے مطابق ہوگا-- جن کے اعمال اچھے ہوں ان کے لئے بہت آسانی کے ساتھ گذر جائے گا اور جن کے اعمال برے ہوں بڑی سختی کے ساتھ- بہر حال ہمیں ہمیشہ اپنے اعمال کی طرف توجہ کرنی ہوگی اور روز قیامت کا خوف اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا-- جس شخص کا عقیدہ روز قیامت پر مستحکم ہوگا اس کے اعمال اس دنیا میں بہتر ہوں گے-

سوالات:

۱) اس سورۃ معنی اور مطلب لکھئے

تیسری کتاب
دوسرے سال کا نصاب

''بچوں کی دینی اوراخلاقی کتاب''-تیسری کتاب

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
۱)	کیا ہم اللہ کو دیکھ سکتے ہیں	۱۱۷
۲)	لاالہ الااللہ	۱۱۸
۳)	دوسرا اصول دین-عدل	۱۲۰
۴)	نبوت	۱۲۴
۵)	حضرت فاطمہ زہراؑ	۱۳۰
۶)	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۱۳۲
۷)	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	۱۳۶
۸)	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	۱۴۲
۹)	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۱۴۷
۱۰)	حضرت امام علی رضا علیہ السلام	۱۵۳
۱۳)	حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	۱۵۹
۱۴)	حضرت امام علی نقی علیہ السلام	۱۶۳
۱۵)	حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام	۱۶۸
۱۶)	حضرت امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف	۱۷۳
۱۷)	دو بھائی (ایک قرآنی کہانی)	۱۸۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸)	اپنے نفس پر قابو پانا	۱۸۴
۱۹)	ظالم کے مددگار مت بنو	۱۸۵
۲۰)	یتیموں سے سلوک	۱۸۷
۲۱)	حجاب	۱۸۸
۲۰)	فقہی الفاظ اوران کے معنی-۱	۱۹۱
۲۱)	فقہی الفاظ اوران کے معنی-۲	۱۹۲
۲۲)	فقہی الفاظ اوران کے معنی-۳	۱۹۳
۲۳)	فقہی الفاظ اوران کے معنی-۴	۱۹۴
۲۴)	فقہی الفاظ اوران کے معنی-۵	۱۹۵
۲۵)	غسل (احکام جنابت)	۱۹۶
۲۶)	احکام حیض ونفاس	۱۹۸
۲۷)	استحاضہ	۲۰۱
۲۸)	غسل مس میت	۲۰۳
۲۹)	غسل، کفن، نماز میت ودفن	۲۰۶
۳۰)	تیمّم	۲۱۱
۳۱)	احکام نماز	۲۱۴
۳۲)	مطلات نماز	۲۲۳

کیا ہم اللہ کو دیکھ سکتے ہیں؟

سائیکل کی اس تصویر کو غور سے دیکھیں آپ کو سائیکل کے کون کون سے پرزے دکھائی دے رہے ہیں؟ لیمپ، ہینڈل، پیڈل، سیٹ، پہیئے وغیرہ دکھائی دے رہے ہیں لیکن کیا یہ سائیکل سوچ سمجھ سکتی ہے؟ کیا وہ خود سے راستہ طے کر سکتی ہے؟ یقیناً سائیکل سوچ سمجھ نہیں سکتی خود سے راستہ طے نہیں کر سکتی۔

یہ محمود کی تصویر ہے وہ خود کی تصویر بنا رہا ہے کیا محمود سوچ سمجھ سکتا ہے؟ کیا وہ اپنے فیصلے خود کر سکتا ہے؟ یقیناً محمود سوچ سمجھ سکتا اور اپنے فیصلے آپ کر سکتا ہے؟ لیکن کیا ہم اس کی سوچ سمجھ کو دیکھ سکتے ہیں؟ ہم یقیناً محمود کی سوچ سمجھ نہیں دیکھ سکتے کیا اس کا مطلب ہے کہ وہ سوچ سمجھ نہیں رکھتا؟ لیکن ہم اس کی سوچ سمجھ کے وجود کا ثبوت دیکھ سکتے ہیں اور ثبوت دیکھ کر ہم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ محمود سوچ سمجھ رکھتا ہے۔

''سوچ سمجھ'' آنکھوں سے دیکھی نہیں جا سکتی کیونکہ آنکھیں صرف ٹھوس (سخت) یا سیال (بہنے والی) اشیاء کو ہی دیکھ سکتی ہیں لیکن سوچ اور سمجھ ٹھوس یا سیال اشیاء نہیں ہیں لیکن ہم سوچ اور سمجھ کو ان کی علامات کے ذریعے پہچان سکتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ کو بھی ہم اس کی نشانیوں کے ذریعے پہچان سکتے ہیں اور ہماری اس دنیا کے چپے چپے پر ایسی نشانیاں ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے پر مجبور کرتی ہیں ان علامات کو دیکھ کر ہم یقین کر سکتے ہیں کہ انہیں یقیناً کسی نے خلق کیا ہوگا اور ان کا خالق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

سوالات:

۱) سائیکل اور محمود میں کیا فرق ہے؟

۲) اللہ تعالیٰ کو ہم دیکھ نہیں سکتے؟ لیکن پہچان سکتے ہیں؟ کیسے؟

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے)

لا الہ الا اللہ دین اسلام کی اور ہر مسلمان کے ایمان کی روح ہے۔ مسلمان وہی ہوتا ہے جو لا الہ الا اللہ پر یقین کامل رکھے لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں "نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے"۔

"لا" کے معنی "نہیں" کے ہیں۔ "الہ" کے معنی معبود یعنی اللہ کے ہیں۔ "الا اللہ" کے معنی ہیں سوائے اللہ" یعنی ہر مسلمان پہلے کسی بھی دوسرے خدا کے وجود کا انکار کرتا ہے اور اپنے اس اقرار کا اعلان ہر اذان اور اقامت میں دہراتا ہے کہ کلمہ دہراتے رہنے سے بندے کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

اذان اور اقامت میں ہر مسلمان شہادت (گواہی) دیتا ہے یعنی "اشہد ان لا الہ الا اللہ"...... (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے) اور اذان و اقامت کا اختتام بھی "لا الہ الا اللہ" پر ہی ہوتا ہے یعنی اس طرح ہم ایک بار اور یاد کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور ہم بندوں کو ہر کام صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔

کلمہ "لا الہ الا اللہ" سے متعلق امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد شہید کربلا امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ "جبرئیل نے مجھ تک اللہ کا یہ پیغام پہونچایا ہے کہ کلمہ (لا الہ الا اللہ) میرا (اللہ کا) قلعہ ہے جو کلمہ پڑھے گا وہ اس قلعہ میں داخل ہوگا اور جو بھی میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگا"

امام علی رضا علیہ السلام جب مامون (رشید) کے طلب کرنے پر اس سے ملاقات کے لئے جارہے تھے تو آپ کا گزر ایران کے ایک شہر نیشاپور سے ہوا اور راستے میں نیشاپور کے لوگوں نے امامؑ سے کوئی حدیث تعلیم کرنے کی فرمائش کی امامؑ نے یہ حدیث سنائی۔

"میرے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے والد امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے

اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ "میرے دل کا قرار میری آنکھوں کا نور" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ "جبرئیل نے انہیں اللہ کا یہ پیغام پہونچایا تھا کہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ میرا قلعہ ہے جو بھی کہے گا ضرور میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور جو بھی میرے قلعے میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگا!

"یقیناً کلمہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے اور آپ کو ہر شر سے محفوظ رکھے گا لیکن ایک شرط پر وہ یہ کہ آپ ہماری (ائمہ اطہار علیہم السلام کی) پیروی کریں۔

اس موقع پر تقریباً 80 ہزار لوگوں نے یہ حدیث نقل کی تھی۔

سوالات:

۱) کلمہ کے معنی کیا ہیں؟ اذان اور اقامت میں ہم کیا گواہی دیتے ہیں؟

۲) کلمہ کے متعلق امام علی رضاؑ نے کونسی حدیث سنائی اور کیا فرمایا؟

دوسرا اصول دین

عدل

لَایَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَداً

ترجمہ: اور تیرا پروردگار کسی پر (ذرہ برابر) ظلم نہ کرے گا (سورہ کہف ۱۸:۴۹)

عدل کے معنی کوئی بھی کام اس کام کے معیار کے مطابق انجام دینے کے ہیں کبھی کبھار عدل کو مساوات کے معنوں میں سمجھا جاتا ہے انصاف کے لئے مساوات ضروری نہیں ہے مثال کے طور پر عدل کے معنی یہ نہیں ہیں کہ کسی جماعت کے تمام طلبہ کو مساوی مارکس دئے جائیں ،عدل کے معنی ہر طالب العلم کو اس کی صلاحیت اور کوشش کے مطابق مارکس دینے کے ہیں

اللہ کے عدل کے معنی یہ ہیں کہ:

- ☆ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے لئے عادل ہے
- ☆ اللہ تمام برائیوں سے پاک ہے
- ☆ اللہ کا ہر کام ضروری ہوتا ہے
- ☆ اللہ فیصلوں میں ناانصافی کا شائبہ تک نہیں ہوتا
- ☆ اللہ جب ہمیں کسی آزمائش میں ڈالتا ہے یا جب کوئی حکم دیتا ہے تو آزمائش یا حکم کی تعمیل ہماری طاقت کے باہر نہیں ہوتا۔
- ☆ اللہ اپنے تابعدار بندوں کو انعام واکرام سے ضرور نوازتا ہے
- ☆ سزا و جزا اللہ کے اختیار میں ہیں
- ☆ عذاب ہر بندے کے لئے اتنا ہی ہوگا جس کا وہ مستحق ہوگا
- ☆ اللہ کسی کو بھی برے کاموں پر مجبور نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ کے عدل پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اللہ پر ناانصافی یا جانبداری کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

اگر اللہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جو ناانصافی کے برابر ہو تو چار امکانات پیدا ہوتے ہیں

۱) اللہ جان بوجھ کرایسا کرتا ہے،ایسی صورت میں اللہ ظالم کہلائے گا
۲) اللہ سے انجانے میں ایسا ہوتا ہے تب اللہ جاہل کہلائے گا
۳) اللہ نے مجبوراً ایسا کیا،یعنی اللہ محتاج تھا
۴) اللہ سے ایسا کام نادانی میں ہوا تب اللہ حاکم (دانا) نہیں کہلائے گا؟

کیونکہ اللہ نہ ظالم ہے،نہ جاہل ہے نہ محتاج ہے اور نہ ہی نادان ہے اللہ ہر لحاظ سے کامل ویکتا ہے اللہ سے ناانصافی ہو ہی نہیں سکتی۔
ہمارے پہلے امام حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''اللہ کے عدل پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ پر کسی طرح کا بھی الزام نہیں لگا سکتے۔''

جب ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ ''کیا انسان اپنے عمل میں آزاد ہے؟'' امام علیہ السلام نے جواب دیا۔
''صرف تین امکانات ہیں'' اول یہ کہ انسان اپنے ہر عمل کے لئے خود ذمہ دار ہے دویم یہ کہ انسان کے تمام اعمال کے لئے اللہ مکمل طور پر ذمہ دار ہے اور سویم یہ کہ انسان کے اعمال کے لئے اللہ اور انسان دونوں ذمہ دار ہیں
اگر اللہ انسان کے اعمال کے لئے ذمہ دار ہوتا تب اللہ انسان کو اس کے گناہوں کی سزا کیسے دے سکتا؟ یہ ناانصافی ہوتی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَداً

ترجمہ:اور تیرا پروردگار کسی پر (ذرا برابر) ظلم نہ کرے گا۔ (سورہ کہف ۱۸:۴۹)

اگر اللہ اور انسان دونوں ہی انسان کے اعمال کے لئے ذمہ دار ہوتے تو انسان کو اس کے کئے کی سزا دینا سراسر ناانصافی ہوتی۔
کسی ایسے عمل کے لئے جس کے لئے دونوں ذمہ دار ہوں طاقتور (یعنی اللہ) کا کمزور (یعنی انسان) کو سزا دینا ناانصافی ہوگا کیونکہ یہ دونوں دلائل اللہ کے عدل کو مشکوک بناتے ہیں لہٰذا ہم اس نتیجے پر پہونچتے ہیں کہ صرف انسان ہی اپنے ہر بھلے برے عمل کے لئے ذمہ دار ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بِيَدِكَ الْخَيْرِ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر

ترجمہ:ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے،بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے (آل عمران:۳:۲۶)

اسلام میں برائی کا کوئی وجود نہیں اچھائی کے نہ ہونے سے برائی وجود میں آئی ہے بالکل ویسے ہی جیسے پرچھائیں اندھیرے میں نہیں صرف روشنی میں پڑتی ہے۔

جب انسان اللہ کے قوانین میں دخل اندازی کرتا ہے تو اچھائی غائب ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ برائی وجود میں آتی ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ

ترجمہ: خود لوگوں ہی کے اپنے ہاتھوں کی کارستانیوں کی بدولت خشک وتر میں فساد پھیل گیا (سورہ روم ۳۰ آیت ۴۱)

بعض عورتوں نے ایام حمل کے دوران ایک دوائی تھالیڈومایئڈ (Thalidomide) لی تھی ان عورتوں کے بچے پیدا ہوئے تھے ان کے ہاتھوں یا پیروں میں نقص پایا گیا تھا ان بچوں کے اس نقص کے لئے اللہ کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ عورتوں نے اپنی مرضی سے دوائی لی تھی۔ ایک اور مثال دوسری جنگ عظیم کے دوران جاپانی شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکی بمباری ہوئی امریکی بمباری کے نتیجے میں آج تک بھی ان شہروں اور ان کے اطراف کی بستیوں میں بچے مختلف کمزوریوں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ ایسے معاملوں میں دخل نہیں دیتا۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلاً

ترجمہ: تو (بہتر) تم خدا کے دستور میں کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے اور خدا کی عادت میں ہرگز کوئی تغیر نہ پاؤ گے

(سورہ فاطر ۳۵ آیت ۴۳)

اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوق کو خلق کیا ٹکڑوں میں خلق نہیں کیا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ

لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

ترجمہ: لوگوں ہم نے تو تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم ہی نے تمہارے قبیلے اور برادریاں بنائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اس میں شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تم سب میں بڑا عزت دار وہی ہے جو بڑا پرہیز گار ہو۔

(سورہ حجرات ۴۹ آیت ۱۳)

رنگ نسل قد و قامت میں فرق تخلیق کا نہیں بلکہ تخلیقی عمل کا نتیجہ ہے اس کو امتیازی سلوک نہیں کہا جاسکتا اللہ کی نظر میں تمام انسان ایک جیسے ہیں اللہ امتیاز نہیں کرتا ہر رنگ ہر نسل ہر قد و قامت کا انسان اللہ کی نظر میں ایک ہے۔

سوالات:

۱) اللہ کے عدل کے کیا معنی ہیں؟

۲) اللہ تعالیٰ کے عدل پر ایمان کے کیا معنی ہیں؟

۳) اگر اللہ تعالیٰ کوئی ایسا کام کرے جو ناانصافی کے برابر ہو تو اس سے کیا خرابیاں لازم آتی ہیں؟

تیسرا اصول دین

نبوت

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ

اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى

ترجمہ: فرعون نے پوچھا اے موسٰی آخر تم دونوں کا پروردگار کون ہے۔ موسٰی نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے (مناسب) صورت عطا فرمائی۔ پھر اسنے (زندگی) بسر کرنے کے طریقہ بتائے۔ (سورہ طہٰ ۲۰ آیات ۵۱ اور ۵۲)

نبوت توحید اور عدل کا جزو ہے کیونکہ اللہ تعالٰی عادل ہے وہ انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے رہبر یعنی پیغمبر یا نبی بھیجتا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے ظاہر ہے کہ جب حضرت موسٰیؑ علیہ السلام سے فرعون نے پوچھا تھا کہ "بتا تیرا رب کون ہے؟ تو حضرت موسٰی نے کہا تھا کہ "(میرا رب) وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی ہیئت دی اور پھر اس کی رہنمائی کی"۔

ننھے سے ایٹم سے بے کراں کہکشاں تک ہر شے اللہ کی مرضی کے مطابق حرکت میں ہے ہم بھی دیکھتے ہیں کہ ننھا سا بیج کس طرح تناور درخت بنتا ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ

ترجمہ: (اے رسولؐ) تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں اور درختوں اور لوگ جو اونچی اونچی ٹٹیاں (اور مکانات پاٹ کر) بناتے ہیں ان میں اپنے چھتے بنا۔ (سورہ النحل ۱۶ آیت ۶۸)

ہم مکھی کو بھی دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق کس طرح ایک دائرہ اختیار کرتی ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی کامل بنانے کے لئے اللہ تعالٰی نے پیغمبر بھیجے۔

اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں تین سو تیرہ کو رسول بنایا اور ان تین سو تیرہ رسولوں میں سے پانچ کو اولوالعزم رسول بنایا۔ ہر اولوالعزم رسول کو خدا نے کتاب اور شریعت دی۔

رسول نبی سے افضل ہوتا ہے اور اولوالعزم پیغمبر رسول سے افضل ہوتا ہے۔ ہمارے نبی تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔
ہمارے رسول کو اللہ نے قرآن جیسی عظیم کتاب دی ہے جو قیامت تک باقی رہے گی۔

عصمت:

عصمت اللہ کی عطا کردہ ایک ایسی نعمت ہے جس سے انسان گناہ سے محفوظ رہتا ہے اور یہ خصوصیت صرف معصومین یعنی انبیاء کرام اور ائمہ اطہار کو اللہ کی جانب سے دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی انبیاء اور ائمہ اپنے علم اور تقویٰ اور اپنی مرضی سے گناہوں سے بچتے ہیں

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ خدا کے حکم سے لوگ اس کی اطاعت کریں

(سورۃ النساء۴ آیت ۶۴)

عام لوگ صرف کسی ایسے ہی شخص کی پیروی کرتے ہیں کہ جو شخص ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رہا ہے اور جس سے کبھی کوئی گناہ ظلم یا ناانصافی نہ ہوئی ہو۔

معجزہ:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور رسول کو معجزے عطا کیے، تا کہ وہ (نبی یا رسول) ثابت کرسکے کہ اس کا پیغام رب العالمین کا پیغام ہے۔
معجزہ سیکھنے یا مشق کرنے سے ممکن نہیں ہوتا معجزہ سماج کی سوچ اور سمجھ اور رسوم و رواج کے مطابق ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزہ عطا کیا گیا تھا وہ مناسب حال تھا کیونکہ حضرت موسیٰ کے دور میں مصر کے بیشتر لوگ جادوگر تھے۔
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش عرب دیس میں ہوئی اور عرب باشندے بلند پایہ شاعر تھے اور اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "قرآن مجید" معجزے کے طور پر عطا کیا۔
دوسرے انبیاء کے معجزوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے یعنی قرآن میں فرق یہ ہے کہ قرآن رہتی دنیا تک کے لئے بنی نوع آدم کے لئے ایک چیلنج ہے جب کہ دوسرے انبیاء کے معجزے عارضی تھے۔

انبیاء علیہم اسلام کے فرائض:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِيْراً

وَدَاعِياً اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجاً مُّنِيْراً

ترجمہ: اے نبی ہم نے تم کو (لوگوں کا) گواہ اور (نیکوں کو بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (بدوں کو عذاب) سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والا اور (ایمان اور ہدایت کا) روشن چراغ بنا کر بھیجا۔

(سورہ احزاب ۳۳ آیت ۴۵)

پیغمبر کا کام محض "شریعت" سمجھا دینا ہی نہیں بلکہ عدل و انصاف پر مبنی سماجی نظام قائم کرنا ہے۔

قرآن مجید کے مطابق پیغمبر کے فرائض یہ ہیں

۱) اللہ کی نشانیوں کو پیش کرتے ہوئے عوام میں بیداری لانا۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ: جو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور ان کو کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں۔ (سورۃ الجمعہ ۶۲ آیت ۲)

۲) انسانی کردار کو شیطانی صفات سے پاک کرنا۔

۳) اللہ کے قوانین کی تعلیم دینا۔

۴) لوگوں کے عام مسائل کا حل پیش کرنا۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ

ترجمہ: (اے رسولؐ) تم سے لوگ فتویٰ طلب کرتے ہیں تم کہہ دو کہ کلالہ (بھائی بہن) کے بارے میں خدا تو خود تمہیں فتویٰ دیتا ہے۔ (سورۃ النساء ۴ آیت ۱۷۷)

۵) لوگوں کو فکر کی آزادی دینا۔

فَبَشِّرْ عِبَادِالَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

ترجمہ: (اے رسولؐ) تم میرے (خاص) بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں اور پھر اس میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔ (سورۃ الزمر ۳۹ آیت ۱۸-۱۷)

۶) عوام میں نظر و فکر کو جلا دینا۔

(سورہ النحل آیت ۴۴)

۷) لوگوں کو علم و دانش کی تعلیم دینا۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ: اور ان (لوگوں کو) کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں۔ (سورۃ الجمعہ آیت ۲) لوگوں کو جہالت اور خودغرضی کی تاریکی سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنی میں لے آنا۔

۸) سماجی انصاف کے لئے جد وجہد۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ترجمہ: ہم نے یقیناً اپنے پیغمبر کو واضح و روشن معجزہ دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور (انصاف کی) ترازو نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ (سورۃ الحدید ۵۷ آیت ۲۵)

۹) خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ

ترجمہ: خدا نے (نجات سے) خوشخبری دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر کو بھیجا۔

(سورۃ البقرہ ۲ آیت ۲۱۳)

اللہ نے دنیا میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار نبی بھیجے ہم تمام نبیوں کے نام نہیں جانتے قرآن مجید میں صرف چند نبیوں کے نام ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَیْکُمْ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ

ترجمہ: اور تم سے پہلے بھی ہم نے بہت سے پیغمبر بھیجے انہیں میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے تم سے بیان کردیئے اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات تم سے نہیں دہرائے۔ (سورۃ المومن ۴۰ آیت ۷۸)

جن نبیوں کے نام کتابوں میں ملتے ہیں ان میں مشہور یہ ہیں

۱) حضرت آدمؑ
۲) حضرت نوحؑ
۳) حضرت ادریسؑ
۴) حضرت ابراہیمؑ
۵) حضرت اسماعیلؑ
۶) حضرت اسحاقؑ
۷) حضرت یعقوبؑ
۸) حضرت یوسفؑ
۹) حضرت یونسؑ
۱۰) حضرت لوطؑ
۱۱) حضرت صالحؑ
۱۲) حضرت ہودؑ
۱۳) حضرت شعیبؑ
۱۴) حضرت شیثؑ
۱۵) حضرت داؤدؑ
۱۶) حضرت سلیمانؑ
۱۷) حضرت ذوالکفلؑ
۱۸) حضرت الیسعؑ
۱۹) حضرت الیاسؑ
۲۰) حضرت ذکریاؑ
۲۱) حضرت یحییٰؑ
۲۲) حضرت موسیٰؑ
۲۳) حضرت ہارونؑ
۲۴) حضرت یوشعؑ
۲۵) حضرت خضرؑ
۲۶) حضرت عیسیٰؑ
۲۷) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سوالات:

۱) نبوت کیا ہے؟ نبی کون ہوتا اور اس کی کیا ذمہ داری ہوتی ہے؟

۲) نبی، رسول اور اولوالعزم رسول میں کیا فرق ہے۔ ہر ایک کی تعداد اور اولوالعزم رسولوں کے نام بتلائیے۔

۳) قرآن مجید اور دوسری کتابوں میں جن نبیوں کے نام ملتے ہیں ان کی تعداد اور نام بتلائیے

۴) عصمت کا کیا مطلب ہے اور یہ کسے عطا کی جاتی ہے؟

۵) معجزہ کیا ہے؟ دوسرے نبیوں اور ہمارے پیغمبرؐ کے معجزے میں کیا فرق ہے؟

حضرت فاطمہ زہرا معصومہ کبریٰ سلام اللہ علیہا

نام	......	حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
لقب	......	مشہور لقب، زہرا، صدیقہ، کبریٰ، طاہرہ، رضیہ، مرضیہ، انسیہ، بتول، حوریہ، محدثہ
کنیت	......	ام الحسن، ام ابیہا، ام الائمۃ
پدر	......	محمد مصطفےٰؐ رسول اللہؐ
مادر	......	خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا
مکان ولادت	......	مکہ مکرمہ
زمان ولادت	......	روز جمعہ ۲۰ جمادی الاخریٰ سال ۵ بعثت
وقت ولادت	......	طلوع فجر
وقت ہجرت	......	تقریباً آٹھ سال کی عمر میں حضرت علیؑ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی
شادی	......	ہجرت کے دوسرے سال، ماہ ذی الحجہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ عقد ہوا
اولاد	......	امام حسنؑ، اور امام حسینؑ، حضرت زینبؑ، حضرت امّ کلثومؑ، جناب محسن جو بطن مادر میں شہید ہو گئے
وقت شہادت	......	نماز مغرب و عشاء کے درمیان
تاریخ شہادت	......	۳ر جمادی الاخریٰ، دوسرا قول ۱۳، جمادی الاولیٰ
سن شہادت	......	۱۱ھ گیارہواں سال ہجری
عمر	......	۱۸ سال
محل دفن	......	جنت البقیع مدینہ منورہ

سوالات:

۱) جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے القاب اور کنیت بتلائے ؟

۲) جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے والدین کے اسمائے گرامی تاریخ ولادت اور جائے ولادت بتلائے؟

۳) آپ کی شادی کب اور کس سے ہوئی؟ آپ کی کتنی اولادیں تھیں ہر ایک کے نام بتلائے؟

۴) آپ کی تاریخ شہادت اور جائے شہادت بتلائے؟

۵) نامحرم کو دیکھنے کے بارے میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کوئی حدیث بیان کیجئے ؟

چھٹویں معصوم، چوتھے امام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

نام	......	علیؑ
مشہور لقب	......	زین العابدین، سجاد(ع)
والد	......	امام حسین (ع)
والدہ	......	شہر بانو
تاریخ ولادت	......	پنجم شعبان، یا ۱۵ جمادی اولیٰ
سن ولادت	......	۳۸ھ
تاریخ شہادت	......	۲۵ محرم، ۱۲، اور ۱۸ محرم کا بھی قول ہے
سن شہادت	......	۹۵ھ
عمر	......	۵۷ سال
مدفن	......	مدینہ منورہ، جنت البقیع
سبب شہادت	......	ہشام بن عبدالملک نے ولید کے دور حکومت میں زہر دیا
دوران زندگی	......	اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

۲۱ سال والد بزرگوار کے ساتھ رہے

۳۵ (یا) ۳۶ سال آپؑ کا دور امامت

بادشاہان وقت ...... یزید سے لے کر ہشام بن عبدالملک (یہ دسواں اموی خلیفہ تھا) تک ۹ خلیفہ گزرے ہیں۔

امام زین العابدین کی ولادت کے صرف دس دن بعد آپؑ کی والدہ حضرت شہر بانو سلام اللہ علیہا انتقال کر گئیں۔ بچپن میں ایک مرتبہ امام زین العابدین بیمار پڑے امام حسینؑ نے پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ کم سن امام نے کہا میری خواہش ہے کہ اللہ مجھ

کو ان لوگوں جیسا بنائے جو (اللہ کے) احکامات کی نافرمانی نہیں کرتے اور میں ایسا کوئی کام نہ کروں کہ جس کو کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے''۔

کربلا میں امام حسینؑ جب اپنے اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب کے ساتھ یزیدی لشکر کے نرغے میں تھے امام زین العابدین علیہ السلام کی عمر ۲۲ سال تھی اور آپ کو بیمار کربلا کہا جاتا ہے۔ یوم عاشورہ کے روز تمام اصحاب، اہل بیت، ننھے علی اصغر اور امام حسینؑ کی شہادت کے بعد یزیدی لشکر نے خیموں میں آگ لگائی عورتوں کو بے ردا کیا حضرت سکینہؑ کے گوشوارے چھینے اور سب کو قیدی بنایا امام زین العابدینؑ بھی قیدی بنائے گئے اور کربلا سے کوفے تک طوق وزنجیر اور بیڑی میں جکڑ کر لے جائے گئے۔ آپ کو اور تمام بی بیوں کو شام کے بازار میں گشت کرایا گیا۔ امام زین العابدینؑ کو اسیر کربلا بھی کہا جاتا ہے۔

قید خانے میں امام زین العابدین علیہ السلام پر ظلم کی انتہا کر دی گئی۔ آپ نے ہر ظلم ہر اذیت برداشت کی اور جب یزید کے دربار میں آپ کو بولنے کا موقع ملا آپ نے ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ یزید اور اس کے درباری اف تک نہ کر سکے۔ یزید میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ امام علیہ اسلام کی کسی بات سے انکار کرے۔ حق گوئی یزید کی برداشت کے باہر ہوگئی تو اس نے امامؑ کو روکنے کے لئے موذن کو اذان دینے کا اشارہ کیا۔

امام کے خطبے کی شہرت پورے دمشق میں ہوگئی اور لوگ یزید سے اتنے برہم اور ناراض ہوئے کہ بالآخر یزید کو امامؑ اور اہل بیت کو قید سے آزاد کرنا پڑا۔

حضرت زینبؑ نے سب سے پہلے دمشق ہی میں شہدائے کربلا کی یاد میں ایک مجلس منعقد کی۔ دمشق سے مدینہ واپسی کے دوران امام زین العابدینؑ نے کربلا میں شہداء کو دفن کیا۔

امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ لوٹنے کے بعد عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تبلیغ تین طرح سے کی۔

۱۔ عبادت کے ذریعے:

آپ اتنی عبادت کیا کرتے تھے کہ آپ کا نام زین العابدین اور سید سجاد پڑ گیا۔ آپ عبادت میں خشوع وخضوع کے ساتھ مصروف رہتے۔ ایک مرتبہ جب آپ نماز پڑھ رہے تھے سانپ نے آپ کے پائے مبارک کا انگوٹھا چبا لیا لیکن آپ کو پتہ نہ چلا۔ وضو کرتے وقت آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا کانپنے لگتے۔ آپ کہا کرتے۔ ''جانتے ہو میں اب کس کے حضور میں

جا رہا ہوں۔

۲۔صحیفہ سجادیہ:

امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کے مجموعے کو ''صحیفہ سجادیہ'' ''زبور اہل بیت'' کہتے ہیں،اس کتاب کی دعائیں بارگاہ رب العزت میں جلد مستجاب ہوتی ہیں۔

۳۔مجلس حسینؑ کے ذریعے:

آپؑ لوگوں کو اسلام کے وہ اطوار اور اصول یاد دلاتے رہتے کہ جن اصولوں اور اطوار کے تحفظ کے لئے امام حسینؑ نے کربلا میں جان دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''روز محشر صدائے غیبی امام زین العابدینؑ کو تمام انسانوں بشمول انبیاء علیہم السلام سے آگے آنے کو کہے گی''۔

پانچویں امام حضرت محمد باقر علیہ السلام نے کہا ہے کہ ''میرے والد امام زین العابدینؑ کوئی نعمت پاتے تو سجدہ کرتے، جب بھی سجدے کی آیت پڑھتے تو سجدہ کرتے، جب بھی کوئی مشکل ٹل جاتی تو سجدہ کرتے، اور جب دو فریقوں میں انصاف کرتے اور امن قائم کرتے تو سجدہ کرتے''۔

امام زین العابدین کی شہادت:

عبدالملک کے بعد جب اس کا بیٹا ولید حکمران بنا اس نے امامؑ کو زہر دیا۔اپنی وصیت میں امامؑ نے امام حسینؑ کی یہ وصیت شامل کی ہے کہ ''کسی پر بھی ظلم مت کرو۔خصوصیت سے ان لوگوں پر کہ جن کی آہ سننے والا اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں''۔

احادیث:

☆ غور کرو اور جس کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس کے لئے عمل کرو کیونکہ خدا نے تم کو بیکار و عبث نہیں پیدا کیا ہے۔

☆ کسی سے دشمنی نہ کرو چاہے تم کو یہ گمان ہو کہ وہ تم کو ضرر پہونچائے گا، اور کسی کی دوستی ترک نہ کرو چاہے تم کو گمان

ہو کہ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

☆ جو چیزیں دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی سبب بنتی ہیں ان میں سے یہ (بھی) ہیں:

بدنیتی، خبث باطنی، برادران دینی کے ساتھ منافقت، قبولیت دعا پر اعتقاد نہ رکھنا، واجب نمازوں کو ان کے وقت پر نہ پڑھنا اور ان میں اتنی تاخیر کرنا کہ ان کا وقت ہی گزر جائے، صدقہ و احسان نہ کر کے تقرب الی اللہ کو چھوڑ دینا، فحش باتیں کرنا اور رفتار میں برائی پیدا کر لینا۔

☆ خبردار گناہوں پر کبھی خوش نہ ہونا کیونکہ گناہوں پر خوش ہونا گناہ کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔

☆ سچائی بہترین کلید امور ہے، اور وفاداری تمام امور کا بہترین خاتمہ ہے۔

سوالات:

۱) اپنے چوتھے امامؑ کا اسم مبارک، مشہور القاب، والدین کے اسمائے مبارکہ اور تاریخ ولادت بتلائیے؟

۲) آپ کی تاریخ شہادت اور سبب شہادت بیان کیجئے؟ آپ کی قبر مبارک کہاں ہے؟

۳) امام زین العابدینؑ کی زندگی کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ہر دور کے مختصر اور اہم حالات بیان کیجئے

۴) امام زین العابدینؑ نے مدینہ لوٹنے کے بعد دین کی تبلیغ کا کیا طریقہ اختیار کیا؟ مختصراً بیان کیجئے

۵) امام زین العابدین علیہ السلام نے دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی کیا وجوہات بتلائی ہیں؟

۶) امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

ساتویں معصوم، پانچویں امام

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

نام	......	محمدؑ بن علیؑ
لقب	......	باقر
کنیت	......	ابوجعفر
باپ	......	امام زین العابدین (ع)
ماں	......	فاطمہ بنت امام حسنؑ

''اس طرح آپ ماں باپ دونوں کی طرف سے علوی وہاشمی تھے''

تاریخ ولادت	......	یکم رجب
محل ولادت	......	مدینہ منورہ
سن ولادت	......	۵۷ھ
تاریخ شہادت	......	۷ ذی الحجہ
روز شہادت	......	دوشنبہ
سن شہادت	......	۱۱۴ھ
جائے شہادت	......	مدینہ منورہ
مدفن	......	بقیع مدینہ منورہ
عمر	......	۵۷ سال
سبب شہادت	......	ہشام بن عبدالملک کے حکم سے زہر دیا گیا
دوران عمر	......	اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) تین سال ۶ ماہ دس دن اپنے جد امام حسینؑ کے

ساتھ رہے (۲) ۳۴ سال ۱۵ دن اپنے باپ امام زین العابدینؑ کے ساتھ رہے- (۳) ۱۹ سال دس ماہ بارہ دن آپؑ کی امامت تھی- اس زمانہ میں چونکہ بنی امیہ اور بنی عباس برسرِ پیکار تھے امام محمد باقرؑ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا بہت سے شاگردوں کی تربیت فرمائی تشیع کو پھیلایا اور اسے استحکام بخشا، اور فرنگی انقلاب پیدا کیا-

آپ واحد امام ہیں کہ جن کا سلسلۂ نسب ماں اور باپ دونوں کی جانب سے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ملتا ہے- آپ کے والد امام زین العابدین علیہ السلام حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ الزھرا کے پوتے تھے اور آپ کی والدہ حضرت فاطمہؓ بنت حسنؑ بھی حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ الزہراؑ کی پوتی تھیں-

یوم عاشورہ کے موقع پر امام محمد باقرؑ بھی کربلا میں تھے اس وقت آپ کی عمر صرف تین سال تھی-

آپؑ بھی قیدی بنائے گئے اور اسیران کربلا کے ساتھ دمشق لے جائے گئے تھے-

حضرت محمدؐ کی ایک پیش گوئی! رسول اللہؐ نے اپنے ایک صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے کہا تھا کہ "وہ (حضرت جابر بن عبداللہ انصاری) آپؐ (رسول اللہؐ) کے پڑپوتے کو دیکھیں گے کہ رسول اللہ نے جابر سے ان تک میرا (رسول اللہ کا) سلام پہونچانے کے لئے کہا تھا-

برسوں بعد جابر نے رسول اللہ کا پیغام امام محمد باقر تک پہونچایا تھا- اس وقت حضرت جابر انتہائی ضعیف ہو گئے تھے اور آپ کی بینائی بھی جاتی رہی تھی-

امام محمد باقرؑ کے القاب:

آپ کا لقب "الباقر" ہے-

باقر العلوم: یعنی وہ جو علم کے دروازے کھولتا ہے-

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ "اللہ ہر صدی میں ایک ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو دین اسلام کو تازہ کرتا اور پھیلاتا ہے"-

پہلی صدی ہجری میں امام محمد باقرؑ ایسے شخص تھے، آپ کے دورِ امامت میں دین اسلام کو کئی خطرے لاحق تھے-

(۱) ایران اور روم کی فتوحات کے بعد نئے فلسفے اور نئے نظریے عرب پہونچے- عرب باشندے نئے فلسفے اور نظریات سے بے حد متاثر ہوئے اور جب بھی وہ کسی شرعی مسئلے سے دوچار ہوئے تو قیاس سے کام لیتے

(۲) آپؑ کے دورِ امامت کے حکمران اپنی سلطنتوں کو وسعت دینے اور ملکوں کو لوٹنے میں سرگرم تھے- غیر مسلمانوں کو

دائرہ اسلام میں لانے سے انہوں نے کوئی دلچسپی نہیں لی کیونکہ اس طرح وہ جزیہ (ایک طرح کا ٹیکس جو کسی بھی اسلامی ملک میں غیر مسلمانوں سے ان کے جان مال کے تحفظ کے لئے وصول کیا جاتا ہے) وصول نہ کر پاتے۔ اسلامی مملکت مراقش (افریقہ) سے منگولیا (چین) تک پھیل گئی تھی۔

(۳) امام محمد باقرؑ کے دور امامت کے حکمران خود کو خلیفہ وقت یعنی رسول اللہ کا جانشین سمجھتے تھے لیکن ان کا کردار ذیل کے مطابق تھا۔

(۱) ولید ابن عبدالملک (۸۶ھ) اس نے چوتھے امام حضرت زین العابدینؑ کو زہر دیا تھا۔ ہر وقت نشے میں دھت رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی کنیز کو اپنا لباس پہنا کر نماز فجر کی امامت کے لئے بھیجا تھا۔

(۲) سلیمان بن عبدالملک (۹۶ھ) یہ بے حد خوش خوراک تھا۔ بہت زیادہ کھانے کی وجہ سے اس کی موت ہوئی۔

(۳) عمر بن عبدالعزیز (۹۹ھ) اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

(۴) یزید بن عبدالملک (۱۰۱ھ) اس نے حبابہ نامی کنیز کو قاضی بنایا تھا۔ حبابہ کی موت کے بعد یزید بن عبدالملک نے اس کو دفن نہیں کیا بلکہ اس کے مردہ جسم سے زندوں جیسا سلوک کرتا رہا۔

(۵) ہشام بن عبدالملک (۱۰۵ھ) اس نے پانچویں امام کو زہر دیا۔

امام محمد باقرؑ کی حیات اور خدمات:

امام محمد باقر نے 'علم' کو پھیلایا۔ آپؑ اپنے اصحاب کو اسلامی کردار اپنانے اور حسن کردار اپنانے کا مشورہ دیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے حسن کردار اور حسن اخلاق دین اسلام کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہیں، آپؑ نے اپنے ایک صحابی جابر بن یزید الجوفی سے ایک بار کہا تھا تقویٰ اور عبادت کے علاوہ شیعوں میں بارہ خصوصیات ہوتی ہیں''۔ صلہ رحمی، اللہ کا خوف، دیانت، اللہ کی یاد، روزہ، نماز، والدین کی تابعداری، پڑوسیوں سے اچھا سلوک، بیواؤں، یتیموں اور بچوں کی خدمت، وعدہ پورا کرنا، قرض ادا کرنا، اور تلاوت قرآن۔

جب ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز حکمران بنا اس نے امام محمد باقر علیہ السلام کو طلب کیا۔ اور ہدایت کا متمنی ہوا۔ امامؑ نے اس کو تین ہدایات دیں۔

۱) کسی بھی موقع پر ایسا کوئی جشن نہ برپا کر کہ حلال اور حرام میں تمیز نہ رہ جائے۔

۲) طیش (غصے) میں اتنا خود فراموش نہ ہو کہ حلال اور حرام کی تمیز بھول جائے۔

۳) کسی کا مال جائیداد غصب نہ کر۔

تیسری ہدایت سن کر عمر بن عبدالعزیز نے امام علیہ السلام کو باغ فدک واپس کیا (وہی باغ فدک تھا جو ابو بکر نے حضرت فاطمہ الزھراء سلام اللہ علیہا سے زبردستی حاصل کیا تھا) اس کے مشیروں نے اس کو فدک واپس کرنے سے منع کیا تھا لیکن اس نے کسی کا بھی مشورہ قبول نہیں کیا۔ (عمر بن عبدالعزیز ہی نے مسجدوں میں حضرت علیؑ پر لعنت بھیجنے کا سلسلہ ختم کیا تھا)

ایک ایسے ماحول میں جب لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے منع کیا جاتا اور حکمران دنیاوی عیش وآرام، مال ومتاع اور ملک حاصل کرنے کی فکر میں غرق رہا کرتے تھے نہ ان میں اخلاق تھا اور نہ ہی وہ انصاف پسند تھے، ایسے دور میں امام محمد باقرؑ کی شخصیت ہی تھی کہ جس نے دین اسلام کے اصلی کردار کو زندہ رکھا۔

امام محمد باقرؑ ہی نے رسول اللہؐ اور ائمہ اطہار کے احادیث کتابی شکل میں جمع کئے ان کتابوں سے فقہ اسلامی مرتب کیا گیا۔

۱۱۴ھ میں حکمران ہشام بن عبدالملک نے امامؑ کے ایک ماموں زید بن حسن کے ذریعے امامؑ کو ایک زہر آلود زین تحفے میں بجھوائی۔ اس زین پر بیٹھتے ہی امامؑ کے جسم میں زہر پھیل گیا۔ چند دن کی علالت کے بعد امامؑ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپؑ کے فرزند امام جعفر صادقؑ نے آپؑ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔

ایک مرتبہ ایک عیسائی نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ "مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جنت کے پھل کھانے پر بھی ختم نہیں ہوتے۔ کیا دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ امامؑ نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوتا ہے چراغ کی مثال لے لو کہ ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اصل چراغ کی روشنی کم نہیں ہوتی۔

شہادت سے قبل امام نے مدینہ کے لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ "امام جعفر صادق" آپؑ کو غسل اور کفن دیں گے اس طرح آپؑ نے اگلے امامؑ کا اعلان فرمایا۔

امام محمد باقر علیہ السلام کے سات بچے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں جعفر (چھٹویں امام) علیہ السلام، عبداللہ، ابراہیم عبیداللہ علی، زینب اور سلمٰی۔

امام محمد باقرؑ مجلس امام حسینؑ کا اہتمام کیا کرتے اور لوگوں کو مجالس عزاء کا اہتمام کرنے کی تاکید فرمایا کرتے۔

اس دور کے ایک مشہور شیخ، محمد بن منکدر نے ایک مرتبہ امام کو کڑی دھوپ میں کھیت میں کام کرتے دیکھا۔ وہ امامؑ تک پہونچا۔ اور اس نے کہا اگر اس وقت (کھیت میں کام کرتے وقت) موت آ گئی تو کیا ہوگا کیونکہ آپ دنیاوی فائدے کے لئے

محنت کرر ہے ہیں- امامؑ نے کہا "میں اللہ کے احکامات کی تعمیل کرر ہا ہوں، آپؑ نے کہا کہ موت اگر ایسے وقت آئے جب میں اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرر ہا ہوں تبھی مجھے خوف ہوگا ورنہ نہیں-

احادیث:

☆ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، ماہ رمضان کا روزہ رکھنا، اہل بیت کی محبت، پہلی چار چیزوں کے بارے میں (بعض مقامات پر) ترک کی اجازت دی گئی ہے، لیکن ہماری محبت کے بارے میں (کہیں بھی) ترک کی اجازت نہیں ہے (مثلاً) جس کے پاس مال نہیں ہے اس پر زکواۃ ہی نہیں ہے اور نہ اس پر حج ہے اور جو مریض ہے وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، رمضان کے روزے چھوڑ سکتا ہے، لیکن ہماری محبت سب پر واجب ہے چاہے صحیح وسالم ہو یا مریض ہو، غریب ہو یا مالدار ہو-

☆ حقیقی مومن وہی ہے جو اگر خوش ہو تو اس کی خوشی اس کو کسی گناہ یا باطل پر آمادہ نہ کردے اور اگر ناراض ہو تو اس کی ناراضگی اس کو حق بات کہنے سے نہ روکے، اور جب صاحب اقتدار ہو تو اس کا اقتدار اس کو ناحق کی طرف نہ کھینچ لے جائے-

☆ انسان اگر مال حرام سے دولت مند ہوتا ہے تو اس کا نہ حج قبول ہوتا ہے نہ عمرہ نہ صلۂ رحم......

☆ تین چیزیں دنیا وآخرت کے کمالات میں سے ہیں: جس نے تم پر ظلم کیا ہے اس کو معاف کر دینا، جس نے قطع رحم کیا ہے اس کے ساتھ صلۂ رحم کرنا، جو تم سے جہالت برتے اس کے ساتھ حلم برتنا-

☆ قیامت کے دن سب سے زیادہ افسوس اس بندہ کو ہوگا جو لوگوں کو عدالت کا راستہ دکھائے مگر خود دوسرے راستے پر چلے-

سوالات:

۱) اپنے پانچویں امام کا اسم مبارک، مشہور القاب، کنیت، والدین کے اسمائے مبارکہ اور تاریخ ولادت بتلایئے؟

۲) ائمہ طاہرین علیہ السلام کے درمیان حسب ونسب کے اعتبار سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو کیا خصوصی فضیلت حاصل ہے؟

۳) آپ کی تاریخ شہادت اور سبب شہادت بیان کیجئے، آپ کی قبر مبارک کہاں ہے؟

۴) امام محمد باقر علیہ السلام کی حیات طیبہ کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ہر دور کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۵) امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانے میں کون کون سے اموی بادشاہ گذرے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں بتلایئے؟

۶) امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمات کا مختصراً جائزہ پیش کیجئے؟

۷) امام محمد باقر علیہ السلام نے اہل بیت علیہ السلام کی محبت کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۸) امام محمد باقر علیہ السلام کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

آٹھویں معصوم، چھٹے امام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

نام	......	جعفر (ع)
لقب	......	صادق
کنیت	......	ابوعبداللہ
والد	......	امام محمد باقرؑ
ماں	......	ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر
تاریخ ولادت	......	۱۷ ربیع الاول
محل ولادت	......	مدینہ منورہ
تاریخ شہادت	......	۲۵ شوال
محل شہادت	......	مدینہ منورہ
سن شہادت	......	۱۴۸ھ
عمر	......	۶۵ سال
مرقد مطہر	......	جنت البقیع، مدینہ
سبب شہادت	......	منصور دوانقی کے حکم سے زہر دیا گیا
دوران عمر	......	اس کو تین حصول میں بانٹا جا سکتا ہے

۱) ۱۲ سال کی عمر تک اپنے دادا امام زین العابدینؑ کا زمانہ دیکھا

۲) اس کے بعد ۳۱ سال کی عمر تک اپنے والد حضرت امام محمد باقرؑ کے ساتھ رہے

۳) امام محمد باقرؑ کے انتقال کے بعد ۳۴ سال تک آپ نے امامت کی ذمہ داریاں پوری کیں- اور یہی تشیع کے جوانی کا دور تھا- حضرتؑ نے بھی اپنے باپ کی طرح بنی امیہ و بنی عباس کی باہمی جنگ سے فائدہ حاصل کیا اور بڑے وسیع و عمیق پیمانہ

پر ایسے حوزہ علمیہ (دینی مدارس) کی تشکیل کی جس میں چار ہزار طالب علم تھے رسولؐ وحضرت علیؑ کے خالص اسلام کو بنی امیہ کے گمراہ دور میں پروان چڑھایا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے والد امام حضرت محمد باقرؑ اور والدہ حضرت ام فروا تھیں۔حضرت ام فروا کا مشہور لقب فاطمہ ہے اور آپ حضرت قاسم کی بیٹی تھیں۔آپ دانشور اور عالمہ تھیں،علم فقہ سے بخوبی آگاہ تھیں،آپ کے والد حضرت قاسم حضرت محمد بن ابوبکر کے فرزند تھے۔حضرت محمد بن ابوبکر کی والدہ اسماء تھیں۔ابوبکر کے عقد میں آنے سے قبل آپ حضرت جعفر طیار کے عقد میں تھیں۔حضرت جعفر کی شہادت کے بعد آپ کا عقد ابوبکر سے ہوا تھا ابوبکر کی موت کے بعد آپ نے حضرت علیؑ سے عقد کیا۔حضرت علیؑ نے محمد (بن ابوبکر) کو اپنے بیٹے کی مانند پالا تھا۔جنگ جمل کے دوران جب عائشہ (بنت ابوبکر کو) شکست ہوئی۔اوران کے اونٹ کے پاؤں حضرت علیؑ کی فوج نے کاٹ ڈالے تھے تو حضرت علیؑ نے عائشہ کی مدد کے لئے محمد کو بھیجا تھا۔کیونکہ (ایک باپ کی والا دہونے کے ناطے) صرف محمد ہی عائشہ کے محرم تھے۔محمد حضرت علیؑ کے وفادار تھے۔بعد میں حضرت علیؑ نے محمد کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا لیکن جب معاویہ حکمران بنا اس نے حضرت محمد بن ابوبکر کو قتل کیا ان کی نعش کو کسی جانور کی کھال میں باندھ کر نذر آتش کیا تھا۔حضرت محمد بن ابوبکر عثمان کے قاتلوں میں شامل تھے۔عثمان نے قاتلوں میں آپ کو دیکھ کر کہا تھا ''ابوبکر کے بیٹے محمد......تم بھی......''حضرت محمد بن ابوبکر کے فرزند حضرت قاسم بھی حضرت علیؑ کے وفاداروں میں تھے۔حضرت ام فروا حضرت قاسم کی ہی بیٹی اور امام محمد باقر کی اہلیہ تھیں۔

امام جعفر صادقؑ کی ولادت جمعہ ۱۷ربیع الاول ۸۲ھ کی صبح ہوئی۔اسی دن اسی وقت اوراسی تاریخ میں آپؑ کے دادا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔۱۲ سال کی عمر تک آپؑ دادا حضرت زین العابدینؑ کے ساتھ رہے اور پرورش پائی۔امام زین العابدینؑ کی شہادت کے بعد آپ کے والد امام محمد باقرؑ نے آپؑ کی پرورش کی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی ولادت کے وقت بنوامیہ کی حکومت تھی اور حاکم وقت عبدالملک بن مروان تھا۔عبدالملک کے دور میں لوگوں کو بلاوجہ سزائے موت دی جاتی تھی۔امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بنوامیہ کے دس حکمرانوں کو دیکھا۔آپؑ نے بنوامیہ کا زوال اور بنوعباس کا عروج دیکھا۔بنی امیہ کے تمام حکمران اہل بیت علیہم السلام کے دشمن تھے صرف ایک حکمران عمر بن عبدالعزیز کو اہل بیت سے عقیدت تھی۔اس نے مساجد میں حضرت علیؑ پر لعنت بھیجنے کا سلسلہ ختم کیا تھا۔بنوامیہ کی حکمرانی کے آخری دور میں ظلم،اختلافات،اور ٹیکس حد سے بڑھ گئے تھے اور لوگ تنگ آ گئے تھے،شیعوں کے ایک گروہ نے صدائے احتجاج بلند کی اور بنوامیہ کی جگہ اہل بیت کے کسی رکن کو خلیفہ بنانے کا مطالبہ کیا۔

اس وقت حضرت امام جعفر صادقؑ نے دینی مدرسے قائم کئے۔ ان مدرسوں میں دنیا بھر سے چار ہزار طالب آپؑ سے علم دین حاصل کرنے داخل ہوئے۔ اس موقع پر بنوامیہ اور بنوعباس آپس میں جنگ کر رہے تھے انہوں نے امامؑ کی مصروفیات سے توجہ ہٹالی تھی۔ اور امامؑ نے اس دوران کئی مدرسے قائم کئے۔

امام جعفر صادقؑ اپنے مدرسے میں علم فقہ، علم تفسیر، حدیث، علیم طب، علیم کیمیا، اور علم جفر کا درس دیا کرتے تھے۔

آپ کے شاگردوں میں جابر بن حیان جیسی مشہور شخصیت بھی تھی جو بابائے علم کیمیا (کیمسٹری) کہلاتے ہیں۔ اہلسنت کے چاروں ائمہ ابوحنیفہ (نعمان بن ثابت) حنفی فقہ کے امام ہیں۔ مالک حنبل (مالکی فقہ کے امام) ابراہیم بن سعد زہری (حنبلیوں کے امام) اور سعد بن مسلم اوی (شافعی فقہ کے امام) شامل ہیں۔ امام جعفر صادقؑ کے دور تک ہی مسلمان کئی فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔

جب حکمرانوں نے دیکھا کہ لوگ ہدایت پانے کے لئے امام جعفر صادقؑ کی طرف رجوع کر رہے ہیں تو انہوں نے کوفہ اور مدینہ میں ابوحنیفہ اور مالک بن انس کو امام مقرر کیا۔ جو لوگ ابوحنیفہ یا مالک بن انس کے پاس مسائل کا حل دریافت کرنے جاتے انہیں روپیہ دیا جاتا اور لوگ امام جعفر صادقؑ کے پاس جاتے ان پر جرمانہ لگایا جاتا۔ اس کے باوجود بھی لوگ امام جعفر صادقؑ ہی کے پاس جاتے۔ ابوحنیفہ نے کئی بار امام سے مناظرہ کیا (اپنے ایک مناظرے میں امامؑ نے ابوحنیفہ سے پوچھا تھا نماز اور روزہ میں کون افضل ہے؟ ناجائز تعلقات اور قتل میں کون بدتر ہے؟) ابوحنیفہ اور مالک بن انس دونوں نے مذہب میں اپنے علم اور نظریے کے مطابق ترمیم اور اضافہ کیا۔ امام جعفر صادقؑ کو ان تمام حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور دین اسلام کی صداقت اور اصلیت کو برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کرنی پڑی۔

امام جعفر صادقؑ کے دور میں عرب کے لوگ یونانی فلسفیوں کے اثر میں آگئے تھے۔ امامؑ نے اپنے مدرسے میں علم الکلام اور حدیث کے مضامین کا اضافہ کیا۔ ہمارے پاس امام جعفر صادق علیہ السلام کی احادیث کی چار کتابیں ہیں۔ آپؑ نے جابر جعفی، محمد بن مسلم اور عآبان بن طالب جیسے محدثین بنائے اور ان محدثین کو مختلف مقامات پر بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو احادیث صحیحہ کی تعلیم دے سکیں۔

ہم ''جعفری'' کہلاتے ہیں کیونکہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے فقہ پر عمل کرتے ہیں۔

آپؑ کے القاب:

جس طرح پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی تصدیق کفار قریش کیا کرتے اور آپ کو صادقؑ کہا کرتے تھے اسی طرح ہر فرقے نسل اور عقیدے کے لوگ امام جعفر صادقؑ کی صداقت کا اعتراف کر کے آپؑ کو صادقؑ کہا کرتے۔

مضور دوانقی نے مدینہ کے گورنر محمد بن سلیمان کو امام جعفر صادقؑ کو زہر دینے کا حکم دے کر زہر یلے انگور بھیجے تھے۔ امامؑ کی شہادت ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ ساتویں امامؑ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آپؑ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔

شیخ مفیدؒ کے قول کے مطابق امام جعفر صادقؑ کے دس بچے تھے۔ اسمٰعیل، عبداللہ، ام فروی، ساتویں امام موسیٰ کاظم، عشق، محمد عباس، علی، اسمٰی اور فاطمہ۔

حضرت اسمٰعیل:

آپ امام جعفر صادق کے پہلے فرزند تھے۔ آپ کا انتقال امامؑ کی زندگی ہی میں مدینہ کے قریب کے گاؤں اریز میں ہوا تھا۔ امامؑ نے آپؑ کی میت مدینے منگوائی، راستے میں تین مرتبہ حضرت اسمٰعیل کے چہرے سے چادر ہٹائی گئی تا کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ حضرت اسمٰعیل کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود بھی ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ کے بعد حضرت اسمٰعیل امام ہوئے۔ آج حضرت اسمٰعیل کو امام اور امامت کو جاری تصور کرنے والے فرقے ''آغا خانی'' اور بوہرہ کہلاتے ہیں۔ آغا خانی نذری اور بوہرے مسقالی ہیں۔ ان کے اٹھاریوں امام تک یہ دونوں فرقے ایک تھے اٹھارویں امام کے بعد یہ دوفرقوں آغا خانیوں اور بوہروں میں تقسیم ہو گئے۔

احادیث:

☆ پس ظالم حاکم کی طرف سے یا اس کے حکام کی طرف سے کسی عہدے کو قبول کرنا طبقۂ روساء اور حاکم کے اطرافیوں سے لیکر نیچے تک یعنی ظالم حاکم کی چوکیداری تک سب حرام ہے اور یہ سب لوگ والی کے دروازے ہیں۔ ان کی حکومت کی وجہ سے ان کے لئے کوئی کام کرنا ان کے ساتھ مل کر کسب کرنا حرام ہے اور جو ایسا کرے خواہ زیادہ کرے یا کم وہ معذب ہوگا اس لئے کہ ہر شئے (ان کی مدد کی وجہ سے) گناہ کبیرہ (ہوجاتی) ہے کیونکہ ظالم حکومت میں حق پورے کا پورا مٹ جاتا ہے اور باطل کل کا کل زندہ ہو جاتا ہے، ظلم، جور، فساد، کھلم کھلا ہوتا ہے، کتب (الٰہی) معطل ہو جاتی ہیں، قرآن وانبیاء قتل کئے جاتے ہیں۔ مسجدیں گرائی جاتی ہیں، سنت الٰہی اور شریعت خدا بدل جاتی ہے اس لئے ان کے ساتھ کام کرنا، ان کی مدد کرنا، ان کے لئے کام کرنا سب ہی حرام ہے، ہاں ضرورت کے وقت (اسی طرح) جائز ہے، جس طرح ضرورت کے وقت خون اور مردار کھانا جائز ہو جاتا ہے۔

☆ مرنے کے بعد تین چیزوں کے علاوہ کوئی عمل انسان کے پیچھے نہیں آتا: وہ صدقہ جس کو اپنی زندگی میں خدا کی توفیق سے جاری کر گیا تھا وہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے، وہ نیک کام جو چھوڑ گیا تھا اور اس کے بعد بھی باقی رہے، وہ فرزند صالح جو اس کے لئے دعا کرے۔

☆ بغیر شناخت وبصیرت کے عمل کرنے والا، غیر راستہ پر چلنے والا ہے لہٰذا جتنا تیز چلے گا منزل سے اتنا ہی دور ہوگا۔

☆ انسان اگر چھپ کر گناہ کرے تو صرف اپنے کو نقصان پہونچاتا ہے اور اگر علی الاعلان گناہ کرے اور اس کی روک تھام نہ کی جائے تو پورے معاشرے کو نقصان پہونچاتا ہے۔

☆ شادی شدہ کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی ستر رکعت نماز سے افضل ہے۔

سوالات:

۱) اپنے چھٹے امام کا اسم مبارک 'مشہور القاب' کنیت 'والدین کے اسمائے مبارکہ اور تاریخ ولادت بتلائیے؟

۲) آپ کی تاریخ شہادت اور سبب شہادت بیان کیجئے؟ آپ کی قبر مبارک کہاں ہے؟

۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حیات طیبہ کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ہر دور کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۴) امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے زمانے میں دین اسلام کی صداقت اور اصلیت کو برقرار رکھنے کے لئے کیا اقدامات کئے؟ تمام علوم خصوصیت سے علم دین کی تبلیغ وترویج کے لئے آپ کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیجئے

۵) امام جعفر صادق علیہ السلام کے کچھ مشہور شاگردوں کے نام بتلائیے اور ان کا مختصر اُتعارف دیجئے؟

۶) حضرت اسماعیل کون تھے؟ آپ کو امام ماننے والے فرقے کیا کہلاتے ہیں اور ان لوگوں کا کیا عقیدہ ہے؟

۷) ظالم حاکم کی حکومت میں ایک سچے مسلمان کو کس طرح زندگی گذارنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں امامؑ نے کیا فرمایا ہے؟

۸) امام جعفر صادق علیہ السلام کی کوئی تین حدیثیں بیان کیجئے؟

نویں معصوم، ساتویں امام

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

نام	......	موسیٰ
لقب	......	عبد صالح، کاظم، باب الحوائج
کنیت	......	ابوالحسن، ابوابراہیم
والد	......	امام جعفر صادقؑ
ماں	......	حمیدہ خاتون
وقت ولادت	......	صبح روز یکشنبہ
تاریخ ولادت	......	۷ صفر
سن ولادت	......	۱۲۸ھ
جائے ولادت	......	'ابوا' ءمکہ ومدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے
تاریخ شہادت	......	۲۵ رجب
سن شہادت	......	۱۸۳ ہجری قمری
جائے شہادت	......	بغداد قید خانہ ہارون رشید
عمر	......	۵۵ سال
سبب شہادت	......	ہارون کے حکم سے زہر دیا گیا
مزار	......	کاظمین، بغداد کے قریب

دوران زندگی ...... امامت سے پہلے کا دور جو ۱۲۸ ہجری سے ۱۴۸ ہجری (۲۰ سال) تک، پھیلا ہوا ہے- امامت کا دور ۱۴۸ھ سے ۱۸۳ھ تک (۳۵ سال) تک کا ہے جو منصور دوانیقی، مہدی عباسی، ہادی عباسی اور ہارون رشید پر مشتمل ہے، سب سے زیادہ آپؑ کی امامت کا دورعصر ہاروں میں تھا جس کی مدت ۲۳ سال ۲ ماہ ۱۷ دن تھی اور ہارون عباسی آپ کے دور کا

پانچواں خلیفہ تھا اس کے دور میں حضرتؑ زیادہ تر قید خانہ میں رہے۔

آپ کی والدہ ام حمیدہ تھیں۔ امامؑ نے سب سے پہلے آپ سے کہا تھا: "اس دنیا میں تمہارا نام حمیدہ (یعنی جس کی تعریف کی جائے) اور آخرت میں محمودہ (تعریف کے لائق) ہے"۔

جب مدینہ کی عورتیں چھٹویں امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسائل دریافت کرنے آتیں، آپؑ انہیں حمیدہ کے پاس بھیجتے اور کہتے "حمیدہ کے جواب وہی ہوں گے جو میرے ہوں گے"۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام ابوا میں ہوئی۔ اسی مقام پر رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ آمنہ دفن ہیں۔ امام موسیٰ کاظم کی ولادت اس موقع پر ہوئی کہ جب آپؑ کے والدین مکہ سے مدینہ لوٹ رہے تھے۔ ولادت کے فوراً بعد آپؑ نے سجدہ کیا اور سجدے میں کلمہ پڑھا اور تمام ائمہ علیہم السلام کی گواہی دی۔

آپؑ کا بچپن:

آپؑ ان اماموں میں سے ہیں کہ جن کے بچپن کے کئی معجزوں کی روایت ملتی ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے بارہا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کا اعلان کیا۔ (اسمعیلیوں کا کہنا ہے کہ امام جعفر صادقؑ کے پہلے فرزند حضرت اسمعیل ساتویں امام تھے، جبکہ امام جعفر صادقؑ کے ایک اور فرزند حضرت عبداللہ نے بھی امام ہونے کا دعویٰ کیا ہے)

ایک مرتبہ یعقوب السراج چھٹویں امامؑ سے ملاقات کے لئے پہونچے امامؑ نے یعقوب سے موسیٰؑ (ساتویں امام کو جن کی عمر اس وقت صرف ایک ہفتہ تھی سلام کرنے کے لئے کہا) حضرت موسیٰ کاظمؑ نے یعقوب کے سلام کا جواب دیا اور اس کی ایک بیٹی کا نام (جو حمیرہ تھا) بدلنے کے لئے کہا کیونکہ یہ نام اللہ کو ناپسند ہے۔

چھٹویں امام کے ایک صحابی صفوان نے ایک مرتبہ دیکھا ساتویں امامؑ (جو اس وقت بچے تھے) ایک بھیڑ کو سجدہ کرنا سکھا رہے ہیں۔

ایک مرتبہ چھٹویں امام سے ملاقات کے لئے ابو حنیفہ پہونچے، حضرت موسیٰ کاظمؑ کی عمر اس وقت صرف پانچ سال تھی۔ ابو حنیفہ نے ساتویں امامؑ سے پوچھا "یا ابن رسول اللہؐ! کسی انسان کے اعمال کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا انسان ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے یا اللہ اس کو کرنے پر مجبور کرتا ہے؟

ساتویں امامؑ نے جواب دیا انسان کے اعمال کا انحصار تین وجوہات پر ہے۔

۱) اللہ انسان کو مجبور کرتا ہے اور ۲) اللہ انسان دونوں ذمہ دار ہیں

۳) اپنے ہر عمل کے لئے صرف انسان ذمہ دار ہے۔

اگر پہلی وجہ درست ہے تو اللہ انسان کو ایسے گناہوں کے لئے سزا نہیں دے سکتا کہ جو گناہ اس نے اپنی مرضی سے نہیں کئے اور اگر دوسری وجہ درست ہے تب بھی اللہ انسان کو سزا نہیں دے سکتا کیونکہ وہ بھی شریک ہے لہٰذا تیسری وجہ ہی درست ہے کہ اپنے ہر عمل کے لئے صرف انسان ہی ذمہ دار ہے۔

ساتویں امامؑ کے القاب:

عام طور پر آپؑ کو صرف آپؑ کے القاب ہی سے یاد کیا جاتا تھا کیونکہ اگر کوئی شخص آپؑ کا نام لیتا تو گرفتار کرلیا جاتا اس کو سزائے موت تک بھی دی جاتی۔

باب الحوائج:

(حاجات پوری کرنے والا) آج بھی آپؑ کے روضہ مبارک سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ بیماروں کو شفا اور آنکھوں کے امراض سے نجات ملتی ہے۔

کاظم: (غصہ پی جانے والا)

امام موسیٰ کاظمؑ کے دور میں حکمران انتہائی ظالم تھے، اہل بیت علیہم السلام اور محبان اہل بیتؑ سے وہ بے حد نفرت کرتے تھے۔ امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب اور محبوں کو طرح طرح کی ایذائیں دی جاتیں اور انہیں پریشان کیا جاتا۔ ان مصائب کے باوجود آپ نے ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیا۔ راتیں عبادت میں صرف کیں آپؑ کی عبادت اور آپؑ کے کردار کو دیکھ کر قید خانے کے نگران آپؑ کے عقیدت مند بن گئے تھے۔

امام موسیٰ کاظمؑ کے والد امام جعفر صادقؑ کو زہر دے کر شہید کرنے کے بعد حکمران منصور دوانیقی نے مدینہ کے گورنر (سلیمان) کو امام جعفر صادقؑ کے وارثوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ گورنر نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ امام جعفر صادقؑ کے پانچ وارث منصور دوانیقی، عبداللہ، ام حمیدہ، سلیمان، اور امام موسیٰ کاظمؑ ہیں یہ جواب پاکر منصور چپ ہو رہا۔

منصور اپنی حکومت کے جھمیلوں میں مصروف ہوگیا لیکن محبان اہل بیت علیہم السلام کوایذا دینے کا سلسلہ جاری رہا البتہ امام موسیٰ کاظمؑ کے معاملے میں خاموشی اختیار کی گئی- ان دنوں امامؑ تبلیغ اسلام میں مصروف رہے-

منصور کی موت کے بعد اس کا بیٹا مہدی ۱۵۸ھ میں حکمران بنا- اس نے اہل بیت علیہم السلام اور محبان اہل بیتؑ پر اور بھی زیادہ ظلم کئے- امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے اصحاب کو تقیہ (یعنی اپنے عقیدے کو چھپانے) کا مشورہ دیا- مہدی نے امامؑ کو بغداد مدعو کیا جب امامؑ بغداد پہونچے تو اس نے آپؑ کو قید کر دیا-

مہدی کی موت کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ حکمران بنا جس کا لقب ہادی تھا- اس نے اہل بیتؑ اور محبان اہل بیتؑ پر ظلم کا سلسلہ جاری رکھا- ہادی کی موت کے بعد اس کا بھائی ہارون رشید حکمران بنا- ہارون رشید نے شطرنج، چوسر، اور موسیقی، کو اسلامی تہذیب کا حصہ بنایا- جب کہ یہ تینوں حرام ہیں-

امام موسیٰ کاظمؑ کے بھتیجے محمد بن اسمٰعیل نے ہارون کو امامؑ کی مقبولیت اور خمس کی وصولی سے آگاہ کیا- ہارون طیش میں آ گیا اور رسول اللہؐ سے اپنے رشتے کو ثابت کرنے کے لئے رسول اللہؐ کے روضہ پر گیا اور اپنے عم (چچا) کے نام سے خطاب کیا-

اس موقع پر امام موسیٰ کاظمؑ بھی وہاں موجود تھے- آپ نے رسولؐ کو اپنے دادا کی حیثیت سے خطاب کیا- امامؑ نے ہارون سے پوچھا اگر رسول اللہؐ آ ئیں اور اس (ہارون) کی بیٹی کا ہاتھ مانگیں تو کیا وہ اپنی بیٹی کو رسول اللہؐ کے عقد میں دیدے گا؟ ہارون نے کہا یقیناً دیدوں گا- امامؑ نے کہا لیکن میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ میری بیٹی رسول اللہؐ پر حرام (محرم) ہوگی- تجھ میں اور مجھ میں یہی فرق ہے-

امام موسیٰ کاظمؑ ایک مرتبہ جب مسجد نبوی میں عبادت میں مصروف تھے ہارون نے آپ کو گرفتار کیا- آپؑ کو ہتھکڑی، بیڑی میں جکڑ کر بصرہ لے گیا- امام کے محبوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہارون نے ایک ایسا ہی قافلہ بغداد بھی بھیجا تھا- امامؑ کو قید خانے میں رکھا گیا تھا- اس کا داروغہ عیسیٰ بن جعفر تھا- ایک سال بعد عیسیٰ نے ہارون کو لکھا کہ وہ امام کو قید خانے میں نہیں رکھ سکتا کیونکہ امامؑ حق پر ہیں-

ہارون نے امامؑ کو بصرہ سے بغداد کے قید خانے منتقل کیا جہاں کا داروغہ فضل بن ربیع تھا- فضل بھی بہت جلد امامؑ کا پرستار بن گیا- امامؑ کو جس کوٹھری میں قید رکھا جاتا وہ اتنی تنگ ہوتی کہ امامؑ سیدھے کھڑے تک نہیں ہوسکتے تھے، آپؑ کو دن میں صرف ایک گلاس پانی اور دو سوکھی روٹیاں دی جاتیں-

ہارون نے پیشہ ور قاتلوں کو دولت کا لالچ دے کر امامؑ کو قتل کرنے بھیجا لیکن یہ قاتل بھی امامؑ کو دیکھ کر رو پڑے اور آپؑ کو قتل

کرنے سے انکار کر دیا۔ تنگ آ کر ہارون نے امامؑ کو ایک انتہائی ظالم اور سفاک شخص سندھی بن ضحاک کے قید خانے میں منتقل کیا۔ امامؑ ۱۹ سال قید رہے۔ اس دوران شیعان اہل بیتؑ عرب سے ایران ہندوستان اور دوسرے ملکوں کو منتقل ہوئے جہاں انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ کی۔

۱۸۳ھ میں سندی نے کھجور میں زہر ملا کر امامؑ کو شہید کیا، ایک اور روایت کے مطابق امامؑ کو قالین میں لپیٹ کر روانہ کیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کی میت بغداد کے ایک پل پر رکھی گئی اور اعلان کیا گیا۔ اس اعلان کا مقصد شیعوں کو طیش دلانا تھا تا کہ وہ طیش میں آ کر باہر نکلیں اور لڑیں۔ لیکن ہارون کے بھائی سلیمان کو جب اس کی اطلاع ملی وہ غصہ میں آ گیا اس نے امامؑ کی تجہیز و تکفین کا انتظام بغداد کے قریب واقع قریش کے قبرستان میں دفن کیا۔ آٹھویں امام حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے غسل اور کفن دیا اور تدفین کی۔ آپؑ کے روضہ کے اطراف بہت جلد ایک بستی بس گئی جو کاظمین (دو کاظم کیونکہ نویں امام کا روضہ بھی یہیں ہے) کہلاتی ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ کے ۱۹ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں تھیں۔ معصومہ قم حضرت فاطمہ آپ ہی کی بیٹی ہیں آپؑ کا روضہ قم (ایران) میں ہے۔

احادیث:

☆ لوگوں کا علم میں نے چار چیزوں میں پایا، اپنے خدا کی معرفت، خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے اس کی معرفت، اس بات کی معرفت کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے اور کون سی چیز تم کو دین سے خارج کر دے گی۔

☆ کتنا برا وہ شخص ہے جو دو چہرہ اور دو زبان والا ہو "یعنی منافق ہو" سامنے اپنے برادر مومن کی تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے غیبت کرے، اگر "برادر مومن کو" کچھ مل جائے تو اس سے حسد کرنے لگے اور اگر مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اکیلا چھوڑ دے۔

☆ جب بھی لوگ نئے نئے قسم کے گناہ کرتے ہیں تو خدا ان کو نئے نئے قسم کے عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

☆ خبردار تکبر نہ کرنا، کیونکہ جس کے دل میں دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا۔

☆ جو شخص اپنے غصہ کو لوگوں سے روک لے، خدا قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب روک لیتا ہے۔

سوالات:

۱) اپنے ساتویں امام کا اسم مبارک، مشہور القاب، کنیت، والدین کے اسمائے مبارکہ، تاریخ ولادت اور جائے ولادت بتلایئے؟

۲) آپ کی تاریخ شہادت اور سبب شہادت بیان کیجئے؟ آپ کا روضۂ مبارک کہاں ہے؟

۳) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زندگی کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟
آپ کے منصب امامت پر فائز ہونے سے پہلے کے حالات و اہم واقعات بیان کیجئے؟

۴) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کن کن بادشاہوں کے دور حکومت میں زندگی گذاری اور ان کا تعلق کس خاندان سے تھا۔

۵) امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ کے علاوہ اور کس فرزند کو لوگوں نے امام مانا اور ان کے ماننے والوں کو کیا کہتے ہیں؟

۶) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دور امامت کے اہم حالات و واقعات بیان کیجئے؟

۷) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے منافق کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

۸) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کوئی دو حدیثیں بیان کیجئے؟

دسویں معصوم، آٹھویں امام

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

نام	......	علی
مشہور لقب	......	رضا
والد	......	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
ماں	......	نجمہ خاتون
تاریخ ولادت	......	۱۱- ذی قعدہ
سن ولادت	......	۱۴۸ھ
جائے ولادت	......	مدینہ منورہ
تاریخ شہادت	......	۲۳ ذیقعدہ
سن شہادت	......	۲۰۲ھ
عمر	......	۵۵ سال
سبب شہادت	......	مامون کے حکم سے زہر دیا گیا
قبر مبارک	......	مشہد مقدس ایران

دوران زندگی ...... اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ قبل از امامت ۳۵ سال (۱۴۸ سے ۱۸۳ھ، تک) بعد از اعلان امامت ۱۷ سال مدینہ میں، اور تین سال خراسان میں۔ جو حضرتؑ کی سیاسی زندگی کا حساس ترین دور تھا، امام رضاؑ کے صرف ایک فرزند امام محمد تقی تھے جو باپ کی شہادت کے وقت صرف سات سال کے تھے۔

آٹھویں امام حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی والدہ چھٹویں امام حضرت امام جعفر صادقؑ کی بیوی ام حمیدہ کی کنیز تھیں۔ جب ساتویں امام حضرت امام کاظم علیہ السلام آپ کو خریدنے کے لئے بازار گئے تب تاجر نے آپؑ سے کہا تھا ''جب میں

(تاجر) مراقش سے مدینہ آ رہا تھا راستے ہی میں ایک عیسائی نیک دل خاتون نے مجھ سے کہا کہ بی بی سلطانہ ایک ایسی باصلاحیت کنیز ہیں جو ایک ایسے بچے کو جنم دیں گی جو شرق سے مغرب تک حق پھیلائے گا"۔

حضرت ام حمیدہ نے خواب میں دیکھا کہ "پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنیز (بی بی سلطانہ) کو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو دینے کے لئے کہہ رہے ہیں۔" آپ نے کنیز (بی بی سلطانہ) کو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو دے دیا۔

امام جعفر صادقؑ اپنے اصحاب سے اکثر کہا کرتے "میرے پوتے عالم آل محمدؑ کا انتظار کرو" امام علی رضاؑ ان تین ایمۂ اطہار میں سے ایک ہیں کہ جنھوں نے علم کے ذریعے جہاد کیا تھا۔ (اور دو ایمہ پانچویں اور چھٹویں امام علیہم السلام ہیں)

امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت آپؑ کے دادا حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے ایک ماہ بعد ہوئی۔ اس وقت ہارون رشید حکمران تھا جس نے آپؑ کے والد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو زہر دیا تھا۔

آپؑ کے القاب:

علی الرضا: فرشتے، نبی، ائمہ، مومنین یہاں تک کے دشمنان اہل بیت بھی آپؑ کے علم اور صداقت کے معترف تھے۔ آپؑ کی لیاقت اور شہرت کچھ اتنی زیادہ تھی کہ حکمران وقت مامون رشید کو آپؑ کو اپنا جانشین بنانا پڑا۔

امام ضامن ثامن:

ثامن کے معنی آٹھویں کے اور ضامن کے معنی حفاظت کرنے والے کے ہیں۔ اس لقب سے متعلق یہ روایت ہے کہ ایک دن امام علی رضا علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک شکاری پر پڑی جو ایک ہرنی کو ذبح کرنے والا تھا۔ امام علیہ السلام نے شکاری سے ہرنی کو چھوڑ دینے کے لئے کہا اور فرمایا کہ ہرنی اپنے دو بچوں کو دودھ پلانے کے لئے بیتاب ہے اور دودھ پلا کر لوٹ آئے گی۔ شکاری نے سمجھا کہ امامؑ اس کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔ لیکن امامؑ نے ضمانت دی کہ ہرنی کے لوٹ آنے تک آپؑ وہیں کھڑے رہیں گے۔ کچھ دیر بعد ہرنی اپنے دو بچوں کے ساتھ واپس آئی اور اس نے امامؑ سے اس کے بچوں کی نگہداشت کرنے کی درخواست کی۔

غریب الغرباء:

(مسافر، اجنبی وطن سے دور) امام اپنے وطن اور خاندان سے دور پردیس میں تھے آپ واحد امامؑ ہیں کہ جن کا روضہ مبارک حجاز (عرب) وعراق کے باہر ہے۔

عالم آل محمدؐ:

آپؑ کے دادا چھٹویں امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کو یہ لقب دیا ہے۔ امام علی رضاؑ نے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت میں اپنی زندگی صرف کی۔ آپؑ نے اپنے قول وفعل سے علم وکردار کا معیار قائم کیا۔

آپؑ نے ہارون رشید کا آخری دور دیکھا کہ جس نے آپؑ کے والد حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو زہر دیا تھا۔ ہارون رشید نے امام علی رضاؑ کو قتل کرنے کی بھی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ ہارون کی موت کے بعد حکومت کے لئے اس کے بیٹوں امین اور مامون میں جنگ ہوئی جس میں امین مارا گیا اور مامون کو فتح ہوئی۔

حکومت ملتے ہی مامون کو معاویہ کی تیار کردہ رسم کے مطابق اپنا جانشین (ولی عہد) نامزد کرنا تھا۔ مامون نے اپنا ایک ایلچی امام علی رضاؑ کی خدمت میں مدینہ بھیجا اور امام علیہ السلام کو مرو (اپنے صدر مقام) کو آنے کی دعوت دی۔

مامون نے امامؑ کو مدینہ سے مروالانے کے لئے ایک خصوصی راستہ متعین کیا اور آپؑ کے تحفظ وسلامتی کے لئے فوج بھی بھیجی تھے۔ جو راستہ مامون نے منتخب کیا تھا وہ عام راستہ نہیں تھا اور اس راستے والی بستیوں میں بہت کم شیعہ آباد تھے۔ راستے میں امامؑ کا قافلہ شہر نیشاپور پہونچا۔ نیشاپور میں لوگوں نے امامؑ سے حدیث کی فرمائش کی۔ امام نے درج ذیل حدیث ارشاد فرمائی جو ''سنہری کڑی'' کی حدیث کہلاتی ہے۔

''میرے والد امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے والد امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد امام حسینؑ شہید کربلا سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے کہ 'میرے دل کے قرار اور میری آنکھوں کے نور' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ 'جبرئیل نے انہیں اللہ کا یہ پیغام پہونچایا تھا کہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ میرا قلعہ ہے جو بھی یہ کلمہ کہے گا ضرور میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور جو بھی میرے قلعے میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگا۔

اس موقع پر امام علی رضاؑ سے یہ حدیث سن کر بیس ہزار لوگوں نے یہ حدیث لکھ لی تھی۔

امامؑ کی تقریر کے دوران لوگ با آواز بلند کلمہ پڑھنے لگے تھے ''امام نے فرمایا'' ہاں یقیناً کلمہ اللہ کا قلعہ ہے یہ آپ کی حفاظت کرے گا لیکن صرف ایک شرط پر کہ آپ ہماری (ائمہ علیہم السلام کی) اطاعت اور تقلید کریں۔

جب امام مرو پہونچے تو مامون رشید نے آپؑ کو اپنی جانشینی قبول کرنے پر مجبور کیا۔ امام نے ناپسندیدگی کے ساتھ مامون کی پیش کش قبول کی۔

مامون رشید کیوں چاہتا تھا کہ امامؑ اس کے جانشین ہوں (اس کے بعد حکمران بنیں)؟

۱) وہ خراسان اور اس کے اطراف کے شیعوں کو خوش کرنا اور اس طرح ان کی تائید حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تا کہ اس کو اس کے بھائی امین پر فتح حاصل ہو سکے۔

۲) تا کہ علوی اس کی مخالفت ترک کردیں کیونکہ علوی ہمیشہ ہی سے بنی عباس سے لڑتے رہے تھے۔

جب امامؑ نے جانشینی قبول فرمائی مامون نے ایک جشن کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر امامؑ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف کے بعد ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔

''ہمیں تم پر حق ہے اور تم بھی ہم پر حق رکھتے ہو لہٰذا اگر تم ہم سے متعلق اپنے فرائض ادا کرو تو ہم بھی یقیناً اپنے فرائض پورے کریں گے۔

مامون نے ایک نیا سکہ ڈھالنے کا حکم دیا کہ جس پر امامؑ کا نام کندہ ہو۔ امامؑ جانتے تھے کہ یہ سب وقتی باتیں ہیں۔

چند دنوں بعد مامون نے امامؑ کی کڑی نگرانی کا انتظام کیا۔ امامؑ نے اس مصلحت کا فائدہ اٹھا کر حقیقی اسلام کی تبلیغ کی۔ مامون کے دربار میں ہزاروں لوگ آیا کرتے اور امامؑ ان کے دماغوں پر گہرا اثر ڈالتے۔ امام رضاؑ کی احادیث بہت زیادہ درج کی گئی ہیں۔

مامون علمی مباحث کا شوقین تھا وہ اٹلی یونان اور ہندوستان کے دانشوروں کو امامؑ سے مذاکرات کے لئے اپنے دربار میں مدعو کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ مامون کسی یہودی راہب کو امامؑ سے مذاکرات کے لئے دربار لایا۔ یہودی نے سوال کیا ''آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی کیسے کہہ سکتے ہیں جب کہ وہ کوئی معجزہ نہیں رکھتے تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ کی سب سے بڑی نعمت انسانی عقل ہے۔ عقل انسان کو سوچنے اور نتیجے پر پہونچنے میں مدد دیتی ہے۔ اور اسلام بھی

دعوت فکر دیتا ہے-انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ کو اپنی عقل سے پہچانے معجزوں سے نہیں-

یہودی لا جواب ہو کر چپ ہو رہا: امام علیہ السلام نے اس یہودی کو لفظی جواب دیکر دل و ماغ اور ذہن وضمیر کو جھنجھوڑا تھا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپؑ نے معاذ اللہ معجزات پیغمبر اسلام سے انکار کر کے اس کی بات کی تائید کر دی!

امام رضاؑ امام حسینؑ کی یاد منانے کا اہتمام بھی کیا کرتے تھے-

امامؑ کے متعلق مامون کی نیت میں شروع ہی سے کھوٹ تھا- امامؑ کی روز افزوں بڑھتی ہوئی شہرت اور مقبولیت مامون برداشت نہ کر سکا- ایک موقع پر جب وہ بیمار تھا اس نے امامؑ سے نماز عید کی امامت فرمانے کی درخواست کی- اس نے دیکھا کہ اس سے پہلے کہ امام مسجد پہونچتے ہزاروں لوگ مسجد کے پاس جمع ہو گئے اور مشرق کے دونوں جانب کھڑے ہو کر نعرۂ تکبیر لگا رہے ہیں- اس وقت اس نے امام سے واپس لوٹ جانے کی درخواست کی-

امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت:

امام علی رضاؑ کی شہادت کے متعلق کئی روایات ملتی ہیں ایک روایت کے مطابق چونکہ امام کو انگور بے حد پسند تھے مامون نے انگور میں زہر کے ذریعے امام کو قتل کیا- زہر خوردنی کے دو دن بعد ۲۹ صفر سن ۲۰۳ ہجری کو امام کی شہادت ہوئی- مامون نے امام موسیٰ کاظمؑ کے روضہ کے پہلو میں امام کو دفن کرنے کا حکم دیا- جب قبر کھودی جارہی تھی مامون نے کہا کہ امامؑ نے اس سے کہا تھا کہ جب میری کی قبر کھودی جارہی ہوگی قبر میں پانی اور مچھلی نکلیں گے- قبر کھودتے وقت بالکل ویسے ہی ہوا، پانی نکلا اور ایک مچھلی بھی ابھری اور فوری غائب ہو گئی- امام کا روضہ مشہد ایران میں ہے-

احادیث:

☆ ایمان اسلام سے ایک درجہ افضل ہے، اور تقویٰ ایمان سے ایک درجہ افضل ہے، اور یقین ایمان سے ایک درجہ افضل ہے اور بنی آدم کو یقین سے افضل کوئی چیز نہیں دی گئی-

☆ خداوند عالم نے (قرآن میں) تین چیزوں کو تین چیزوں سے ملا کر حکم دیا ہے: نماز کا حکم زکوٰۃ کے ساتھ دیا ہے لہٰذا جس نے نماز پڑھی مگر زکوۃ نہ دی تو اس کی نماز مقبول نہیں ہے، اپنے شکر کا حکم والدین کے شکر کے ساتھ قرار دیا- لہٰذا جس نے والدین کا شکر نہ ادا کیا اس نے خدا کا بھی شکر نہ ادا کیا، تقویٰ کا حکم صلہ رحم کے ساتھ دیا- اس لئے جس نے صلہ رحم نہ کیا

اس نے تقویٰ الٰہی نہ اختیار کیا۔

☆ خاموشی حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، خاموشی جالب محبت کرتی ہے اور یہ ہر خیر کی دلیل ہے۔

☆ بخیل کو راحت نہیں ہے، حاسد کو لذت نصیب نہیں ہے، بادشاہوں کو وفا نہیں ہے، جھوٹے کو مروت نہیں ہے۔

☆ خداوند عالم نے شراب کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں فساد ہے، اور شرابیوں کی مت ماری جاتی ہے، اور وہ شرابی کو خدا کے انکار پر آمادہ کرتی ہے، خدا کے رسولوں پر اتہام لگانے پر آمادہ کرتی ہے۔ اور یہی شراب دوسرے گناہوں مثلا فساد، قتل، شوہر دار عورت پر زنا کا الزام لگانے، زنا محرمات کو ناچیز سمجھنے پر آمادہ کرتی ہے۔ اسی لئے ہم نے حکم دے دیا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اس لئے کہ ان چیزوں کا بھی انجام وہی ہوتا ہے جو شراب کا ہوتا ہے۔

سوالات:

۱) اپنے آٹھویں امام کا اسم مبارک، مشہور القاب، کنیت، والدین کے اسمائے مبارکہ اور تاریخ ولادت بتلایئے؟

۲) امام علی رضا علیہ السلام کی حیات طیبہ کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ ہر دور کے حالات مختصراً بیان کیجئے

۳) امام علی رضا علیہ السلام کو امام ضامن ثامن کیوں کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو روایت ہے اسے بیان کیجئے

۴) امام علی رضا علیہ السلام کی کون سی حدیث "سنہری کڑی" والی حدیث کہلاتی ہے اس کو اختصار سے بیان کیجئے؟

۵) امام علی رضا علیہ السلام اور یہودی راہب کے درمیان جو مذاکرات ہوئے بیان کیجئے

۶) امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کس طرح ہوئی اور آپ کا روضۂ مبارک کہاں ہے؟

۷) امام علی رضا علیہ السلام کی کوئی تین حدیثیں بیان کیجئے؟

گیارھویں معصوم، نویں امام

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

نام	......	محمد (ع)
مشہور القاب	......	جواد، تقی (ع)
کنیت	......	ابوجعفرؑ
والد	......	امام رضا علیہ السلام
ماں	......	سبیکہ یا خیزران
تاریخ ولادت	......	۱۰ رجب
مقام ولادت	......	مدینہ منورہ
سن تولد	......	۱۹۵ھ
تاریخ شہادت	......	۲۹/ ذیقعدہ
سن شہادت	......	۲۲۰ھ
سبب شہادت	......	معتصم عباسی کے حکم سے آپ کی بیوی ام الفضل (مامون کی لڑکی) نے زہر دیا
جائے شہادت	......	بغداد
عمر	......	۲۵ سال
جائے دفن	......	کاظمین، بغداد کے قریب
دوران زندگی	......	اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سات سال قبل از امامت، ۱۷ سال مدت امامت،

آپ کے دور میں مامون اور معتصم حکمران رہے آپ سات سال کی عمر میں امام ہوئے اور ۲۵ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ بچپنے میں امام ہوئے اور زیادہ کم عمری میں شہید ہوئے۔

نویں امام حضرت محمد تقی علیہ السلام امام علی رضا علیہ السلام کے اکلوتے فرزند ہیں۔

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے "نویں امام کی والدہ پر میرے والد قربان ہوں کہ وہ (نویں امام کی والدہ) نیک اور طاہرہ ہوں گی۔"

امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے ایک صحابی سے کہا کہ "میری بہو (سیدہ سابقہ) نہایت نیک، طاہرہ اور نیک دل خاتون ہوں گی ان تک میرا اسلام پہونچانا"۔

نویں امامؑ کی ولادت پر امام علی رضا علیہ السلام کے ایک بھائی کو غصہ آ گیا کیونکہ اس طرح وہ امام کی وراثت سے محروم ہو گئے تھے۔

ا) حسد سے یہ افواہ پھیلائی گئی کہ امام محمد تقیؑ امام علی رضاؑ کی اولاد نہیں ہیں۔ لیکن ایک شخص نے جو ولدیت ثابت کرنے میں مہارت رکھتا تھا اس افواہ کو جھوٹ ثابت کر دیا۔

جب مامون رشید نے امام علی رضاؑ کو اپنا جانشین بنانے کے لئے بغداد مدعو کیا تھا امام محمد تقیؑ کی عمر پانچ سال تھی۔ جب امام علی رضاؑ سفر پر نکل رہے تھے آپؑ نے دیکھا کہ کمسن امامؑ (محمد تقیؑ) اپنے سر پر خاک اڑا رہے ہیں جب آپؑ نے وجہ دریافت کی تو کمسن امامؑ نے جواب دیا کہ یتیم بچے ایسا ہی کرتے ہیں۔

امام علی رضاؑ کی شہادت کے وقت امام محمد تقیؑ کی عمر نو سال تھی۔ مامون رشید نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ تمام حکمرانوں نے ائمۂ اطہار علیہم السلام کو ایذائیں دی تھیں لیکن ان کی تمام سازشیں ناکام رہی تھیں لہٰذا اس نے ائمۂ اطہار علیہم السلام کو خریدنے (رشوت دینے) کی سازش کی۔ اس نے آٹھویں امام حضرت علی رضاؑ کو اپنا جانشین بنایا دولت اور اقتدار دیا لیکن اس کی یہ سازش بھی ناکام رہی۔ اس نے نویں امام حضرت محمد تقیؑ کو ان کمسنی ہی میں اپنی دولت اور طاقت کے اثر ورسوخ میں لانے کی کوشش کی مامون رشید یہ بھی جانتا تھا کہ بارھویں امام حضرت مہدی علیہ السلام امام محمد تقیؑ ہی کی اولاد میں سے ہوں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ اس نے اپنی بیٹی ام الفضل کو امام محمد تقیؑ کے عقد میں دینے کی کوشش بھی کی۔

ساتھ ہی وہ اہل بیت علیہم السلام اور محبان اہل بیت علیہم السلام پر ظلم بھی کرتا رہا تھا۔

مامون نے کم سن امامؑ کو مدینہ سے مرو مدعو کیا اور اپنی بیٹی کو امامؑ کے عقد میں دینے کی پیش کش کی، اس پیش کش نے اس کے قبیلے بنی عباس کو ناراض کر دیا، ان پر کم سن امامؑ محمد کی علمی قابلیت کو ثابت کرنے کے لئے مامون نے امام محمد تقیؑ اور اس دور کے سب سے بڑے عالم یحییٰ بن اکثم کے درمیان مذاکرے کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر دوسرے نو سو علماء مدعو کئے گئے تھے۔

امامؑ سے یحییٰ کا پہلا سوال یہ تھا "اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے بعد شکار کرے اور جانور کو ہلاک کرے تو ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

امام محمد تقیؑ نے فرمایا اس سوال کا جواب دینے کے لئے دوسری کئی تفصیلات ضروری ہیں، اور یہ کہ اس کا سوال ادھورا ہے۔

۱) مُحرم نے حل میں شکار کیا یا حرم میں؟

۲) مُحرم شریعت سے واقف تھا یا ناواقف۔؟

۳) اس نے عمداً اس جانور کو مار ڈالا یا دھوکے سے قتل ہو گیا؟

۴) اس نے پہلی مرتبہ ایسا کیا تھا یا اس کے پہلے بھی ایسا کر چکا تھا

۵) وہ آزاد تھا یا غلام۔؟

۶) اس کا شکار پرندہ تھا یا کوئی اور؟

۷) شکار بڑا تھا یا چھوٹا۔؟

۸) رات کو پوشیدہ طریقہ پر اس نے یہ شکار کیا یا دن دھاڑے اور علانیہ؟

۹) وہ بالغ تھا یا نابالغ؟

۱۰) وہ اپنے فعل پر اصرار رکھتا تھا یا پشیمان تھا؟

۱۱) اس کا احرام حج کے لئے تھا یا عمرہ کے لئے۔؟

امامؑ سے یہ باتیں سن کر یحییٰ دنگ رہ گیا۔ اس کی نظریں جھک گئیں۔

مامون نے کم سن امامؑ سے خود جواب دینے کی درخواست کی۔ امامؑ نے جواب دینے کے بعد یحییٰ سے ایک سوال کیا جس کا جواب وہ نہیں دے سکا۔

یحیٰی بن اکثم نے اپنی شکست مان لی اور مامون نے امامؑ سے اپنی بیٹی ام الفضل کو عقد میں لینے کی درخواست کی۔ امامؑ نے خود صیغہ نکاح پڑھا (آج یہی خطبہ عقد خوانی میں استعمال ہوتا ہے) امامؑ نے 500 درہم مہر پر مامون کی بیٹی سے عقد کر لیا۔

امام محمد تقیؑ نے مامون کو ایک خط بھی دیا جس میں آپؑ نے ام الفضل کو آخرت کے حصے میں سے بھی مہر ادا کرنے کا وعدہ کیا یہ مہر، دس دعائیں ہیں جو حاجات برلانے کے لئے کی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کا ایک لقب الجواد (سخی) ہے۔ (یہ دس دعائیں "مفاتیح الجنان" میں ہیں)

احادیث:

☆ جو بولنے والے کی بات کان دھر کے سنے اس نے (گویا) اس کی پرستش کی پس اگر بولنے والا خدا کی بات کہہ رہا ہے تو اس نے خدا کی، اور اگر بولنے والا شیطان کی زبان سے بول رہا ہے تو اس نے شیطان کی پرستش کی۔

☆ جو خدا کی مدد سے مالدار ہو گا لوگ اس کے محتاج ہوں گے، جو متقی ہوں گے لوگ ان سے محبت کریں گے۔

☆ جو بغیر علم کے عمل کرے گا وہ اصلاح کرنے سے زیادہ تباہی مچائے گا۔

☆ نیک لوگ نیکی کرنے میں حاجت مندوں کے زیادہ محتاج ہیں اس لئے کہ وہ لوگ اجر فخر وذکر کے زیادہ محتاج ہیں، پس جو شخص نیک کام کرتا ہے اس کا سب سے پہلے فائدہ اسی کو پہو نچتا ہے۔

☆ جس نعمت کا شکریہ ادا نہ کیا جائے وہ اس گناہ کے مثل ہے جو بخشا نہ جائے۔

سوالات:

۱) اپنے نویں امام کا اسم مبارک، مشہور القاب، کنیت، والدین کے اسمائے مبارکہ اور تاریخ ولادت بتلایئے؟

۲) آپ کی تاریخ شہادت اور سبب شہادت بیان کیجئے؟ آپ کا روضۂ مبارک کہاں ہے؟

۳) امام محمد تقی علیہ السلام کی حیات طیبہ کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ہر دور کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۴) امام محمد تقی اور یحیٰی بن اکثم کے درمیان ہوئے مذاکرات کو مختصراً بیان کیجئے

۵) امام محمد تقی علیہ السلام کے حالات زندگی سے عباسی خاندان کے بادشاہوں کے کردار پر روشنی ڈالئے

۶) امام محمد تقی علیہ السلام کی کوئی تین حدیثیں بیان کیجئے؟

بارھویں معصوم، دسویں امام

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

نام	......	علی (ع)
مشہورالقاب	......	ہادی، نقی
کنیت	......	ابوالحسن
والد	......	حضرت محمد تقی علیہ السلام
ماں	......	جناب سمانہ (س) ام الفضل
جائے ولادت	......	مدینہ منورہ
تاریخ ولادت	......	۱۵ذی الحجہ
سن ولادت	......	۲۱۲ہجری
تاریخ شہادت	......	تیسری رجب
محل شہادت	......	شہر سامراء-عراق
سبب شہادت	......	معتز نے زہر دیا
سن شہادت	......	۲۵۴ہجری
عمر شریف	......	۴۲سال
روضہ مبارک	......	سامراء'عراق'

دوران زندگی ...... اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے-قبل از امامت آٹھ سال (۲۱۲ھ سے لے کر ۲۲۰ھ سال تک) دوران امامت متوکل سے پہلے کے حکمرانوں کے دور میں ۱۲ سال (۲۲۰ھ سے ۲۳۲ھ تک) اور دور امامت ۱۴ سال، متوکل کے زمانہ میں اور اس کے بعد کے حکمرانوں کے زمانے میں-

آپ کی والدہ نہایت عبادت گزار خاتون تھیں- آپ نے پوری زندگی روزے رکھے- دسویں امام علیہ السلام نے کہا ہے کہ ''میری والدہ ماجدہ خاتون جنتی تھیں اور ''اہل الحق'' تھیں-

آپ کی عمر ابھی آٹھ سال ہی تھی کہ آپؑ کے والد امامؑ محمد تقی علیہ السلام قید ہوئے-حکمران وقت نے مدینے کے گورنر کو ایک خط میں امام علی نقی کو تعلیم کے لئے جنیدی نامی کسی شخص کے پاس بھیجنے کی ہدایت دی تھی- (مدینے کے گورنر کو دھمکی دی گئی تھی کہ اگر اس نے اس ہدایت پر عمل نہ کیا تو مدینہ کے لوگوں کا قتل عام کر دیا جائے گا-

جنیدی اس وقت کا مشہور شاعر اور اہل بیت علیہم السلام کا دشمن تھا- اس کی عمر ۸۰ سال تھی-حکمران وقت نے سوچا تھا کہ اگر امام علی نقی کو جنیدی کے پاس رکھا گیا تب امامؑ کے ہر قول و فعل کو جنیدی کا قول و فعل مشہور کیا جا سکے گا- ایک مرتبہ جنیدی سے اس کے شاگرد کی قابلیت کے متعلق جب پوچھا گیا جنیدی نے کہا-

''میں شاگرد اور وہ (امام علی نقی) استاد ہیں- اب مجھے معلوم ہوا کہ علم کیا ہے- میں جو کچھ اب کہہ رہا ہوں وہ امامؑ کی تعلیم کا نتیجہ ہے-''

حکمران وقت کا منصوبہ ایک بار پھر ناکام ہو گیا-

کچھ عرصہ تک حکمران وقت نے امامؑ کو پر امن اور آزاد زندگی گزارنے کا موقع دیا کیونکہ وہ اپنی حکومت کے معاملوں میں الجھ گیا تھا (ایرانیوں کو اقتدار سے ہٹانا ترکوں کو اہمیت دینا اور سامرہ میں حکومت قائم کرنا)-

ان دنوں امام علی نقی علیہ السلام نے کئی مدرسے کھولے اور مسجد نبوی کا ماحول ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ چھٹویں امام حضرت جعفر صادقؑ کے دور میں تھا-

امام علی نقی علیہ السلام کی امامت کا دور ۳۴ سال رہا جس کو ۲ دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے- ابتدائی ۱۷ سال آزادی کے اور بقیہ ۱۷ سال قید میں-

۲۳۴ھ میں بنی عباس کا سب سے ظالم حکمران متوکل تخت پر بیٹھا- متوکل نہایت ظالم و جابر حکمران تھا- اس کے دور میں لوٹ مار قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا- اہل بیت علیہم السلام کو خصوصیت سے تنگ کیا جاتا تھا- متوکل ان حکمرانوں میں سے ایک تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے روضہ کی بے حرمتی کی تھی- وہ امام حسینؑ کی میت نکال کر نذر آتش کرنا چاہتا تھا- لیکن ناکام رہا، اس نے روضہ امام حسینؑ کو پانی میں غرق کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہا- اس کا حکم تھا کہ ''جو بھی شخص امام حسینؑ کے روضے کی زیارت کے لئے کربلائے معلی جانے کا ارادہ کرے اس کی انگلیاں کاٹ دی جائیں- پھر بھی زائرین کربلا کی تعداد کم نہ ہوئی

تو اس نے حکم دیا کہ کوئی ایک شخص صرف اس وقت کربلا جا سکے گا جب اس کے خاندان کا ایک شخص قتل کیا جائے گا- اس حکم کے باوجود بھی امام علی نقی علیہ السلام نے شیعان اہل بیت علیہم السلام کو کربلا جانے کے لئے کہا-

جب متوکل نے دیکھا کہ ان ظالمانہ احکامات کے باوجود بھی لوگ کربلا جارہے ہیں تب اس نے کربلا کے سفر کو ممنوع قرار دے دیا-

متوکل نے عزت واحترام کے بہانے امام علی نقی کو سامرہ مدعو کیا اگر چہ امامؑ اس کے ناپاک ارادوں سے آگاہ تھے- اس کے باوجود بھی آپ سامرہ گئے کیونکہ آپ لوگوں کو اصلی اسلام سے آگاہ کرنا چاہتے تھے- جب امام سامرہ پہونچے تو متوکل نے ترک جاسوسوں کو امامؑ کے پاس بھیجا- ترک جاسوس امامؑ کی علمی قابلیت خصوصیت سے ترک زبان سے آپ کی واقفیت دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ امام پہلی بار ترک علاقے کو پہونچے تھے اور ترکی زبان اہل زبان کی طرح بول رہے تھے-

امام نے سامرہ میں مومنین کو بارھویں امام حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت سے آگاہ کیا- متوکل نے امامؑ کو جس گھر میں رکھا تھا وہ گھر بھکاریوں اور مجرموں کے لئے تھے- بعد میں امامؑ کو اس گھر سے ایک نہایت ہی ظالم وجابر شخص زروقی کے قید خانے میں منتقل کیا گیا- زروقی بعد میں امامؑ کا پرستار ہو گیا- امامؑ کو زروقی کے قید خانے سے ایک اور ظالم شخص سعید کے قید خانے منتقل کیا گیا-

امام علی نقی کو رسوا کرنے کی ہر کوشش میں ناکامی کے بعد متوکل "ابن الرضا" (آٹھویں امام کے فرزند) کی حیثیت سے سامرہ پہونچا اور امام علی نقی کے ہاتھ میں شراب کا جام دے کر اپنی سواری کے ساتھ دوڑنے پر مجبور کیا- بھرے دربار میں امامؑ سے گانے کی فرمائش کی اور ایسی کئی بے ہودہ حرکتیں کیں-

امام حسن عسکریؑ کو جب آپ کی عمر ابھی پانچ سال کی تھی والدہ سے علحدہ کر کے قید خانے میں رکھا گیا- وہ نہیں چاہتا تھا کہ بارھویں امامؑ کی ولادت ہو-

نظر بندی کے دوران امام علی نقی نے سیدہ نرجس کو سامرہ طلب کیا اور اپنی بہن سیدہ حلیمہ کو جو علم دین میں ماہر تھیں سیدہ نرجس کو علم فقہ میں ماہر بنانے کی ذمہ داری سونپی-

متوکل کے مظالم سے تنگ آکر خود اس کے بیٹے منتصر نے اس کو قتل کر دیا اور منتصر نے حکمران بنتے ہی کربلا کے سفر پر سے

پابندی ہٹادی۔ وہ صرف چھ ماہ حکمران رہا۔ اور ۲۵ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کے بعد احمد بن معظم اور اس کے بعد معتز نے اپنے ایک ایلچی کے ذریعے امام علی نقی کو زہر دلایا۔ امام کی شہادت پیر ۳ رجب ۲۵۴ھ کو ہوئی۔ آپؑ کے آخری لمحوں میں صرف امام حسن عسکریؑ آپؑ کے قریب تھے۔ امام حسن عسکریؑ ہی نے اپنے والد کو غسل دیا اور دفن کیا۔ ایک روایت کے مطابق امام علی نقی کے پانچ بچے تھے:

۱) امام حسن عسکری علیہ السلام

۲) حسین

۳) محمد (سید محمد)

۴) جعفر

اور

۵) عالیہ

احادیث:

☆ دنیا ایک بازار ہے جس میں کچھ لوگوں کو فائدہ اور کچھ لوگوں کو نقصان ہوتا ہے۔

☆ خدا کی زمین پر ایسے بھی ٹکڑے ہیں جہاں خدا دوست رکھتا ہے کہ ان مقامات پر دعا کی جائے تو خدا اس کو قبول کرے اور حائر (امام حسینؑ) انہیں مقامات میں سے ہے۔

☆ جو خدا سے ڈرے گا لوگ اس سے ڈریں گے اور جو خدا کی اطاعت کرے گا لوگ اس کی فرمانبرداری کریں گے۔

☆ والدین کی نافرمانی قلت روزی اور ذلت ورسوائی کا سبب ہوتا ہے۔

☆ خدا نے دنیا کو مصیبتوں کا گھر بنایا ہے۔ اور آخرت کو جزا کا (گھر) قرار دیا ہے اور دنیا کی مصیبتوں کو آخرت کے ثواب کا ذریعہ قرار دیا ہے اور آخرت کے ثواب کو دنیا کی مصیبتوں کا عوض قرار دیا ہے۔

سوالات:

۱) اپنے دسویں امام کا اسم مبارک' آپ کے مشہور القاب' کنیت' والدین کے اسمائے گرامی تاریخ ولادت اور جائے ولادت بتلایئے؟

۲) امام علی نقی علیہ کی تاریخ شہادت اور سبب شہادت بیان کیجئے آپ کا روضۂ مبارک کہاں ہے؟

۳) امام علی نقی علیہ السلام کی حیات طیبہ کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ہر دور کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

۴) متوکل عباسی سے اپنے دور حکومت میں روضۂ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا؟ بے ادبیاں کیں۔ تفصیل سے بیان کریں۔

۵) امام علی نقی علیہ السلام نے علم دین کی تبلیغ کے لئے کیا کیا اقدامات کئے؟

۷) امام علی نقی علیہ السلام کی کوئی تین حدیثیں بیان کیجئے؟

تیرھویں معصوم، گیارھویں امام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

نام	......	حسن (ع)
مشہور القاب	......	عسکریؑ
کنیت	......	ابو محمد
والد	......	امام علی نقی (ع)
ماں	......	حدیثہ خاتون۔ سلیل
تاریخ ولادت	......	۱۰ ربیع الآخر
سن ولادت	......	۲۳۲ ہجری
جائے ولادت	......	مدینہ منورہ
تاریخ شہادت	......	۸ ربیع الاول
سن شہادت	......	۲۶۰ ہجری قمری
جائے شہادت	......	سامراء
سبب شہادت	......	معتمد نے زہر دلوایا
عمر مبارک	......	۲۸ سال
مدفن	......	شہر سامراء
دوران زندگی	......	اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

قبل از امامت (۲۲ سال) ۲۳۲ھ سے لے کر ۲۵۴ھ، تک

آپ زندگی بھر اپنے زمانہ کے بادشاہوں کے زیر نظر تھے اور آخر میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

امام علی نقی نے آپ کی ولادت کے بعد کہا کہ پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کا حکم ہے کہ اس بچے کا نام حسن رکھا جائے۔ یہ بات اتنی

مشہور ہو چکی تھی کہ آخری امام علیہ السلام کے والد کا نام حسنؑ ہو گا کہ بعض لوگوں نے دوسرے امام حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے بچوں میں آخری امامؑ کو تلاش کیا تھا۔

امام حسن عسکریؑ کی والدہ کا نام سلیل تھا جو دسویں امامؑ کی کنیز تھیں۔ دسویں امامؑ نے حضرت سلیل کو آزاد کرنے کے بعد اپنے عقد میں لیا تھا۔ دسویں امامؑ نے فرمایا ہے کہ سلیل ہر برائی سے پاک اور راہ حق پر ثابت قدم ہے۔

گیارھویں امامؑ نے شہادت سے قبل امامت کے تمام "احکامات" اپنی والدہ ہی کو بتلائے تھے۔

بہلول نے ایک مرتبہ امام حسن عسکریؑ کو سرِ راہ جہاں سب بچے اپنے اپنے کھلونوں سے کھیل رہے تھے روتے دیکھا بہلول نے پوچھا کیا آپؑ اس لئے رو رہے ہیں کہ آپؑ کے پاس کھلونا نہیں ہے؟ امامؑ نے جواب دیا "کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا جس میں اللہ نے کہا ہے! کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی کھیل کود کے لئے پیدا کر دیا اور تم لوٹ کر ہم تک نہیں آ و گے"۔

یہ سن کر بہلول نے امامؑ سے ہدایت دینے کی درخواست کی۔ امامؑ نے موت، برزخ اور قیامت کی باتیں کیں اور اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ اور جب ہوش میں آئے تو بہلول نے پوچھا کہ آپؑ میں اتنا زیادہ (اللہ کا) خوف کیوں ہے؟ جب کہ آپؑ ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے۔ امامؑ نے فرمایا:

"میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے انہوں نے لکڑی کے چورے سے بڑی لکڑیوں میں آگ سلگائی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ قیامت میں اللہ بھی چھوٹے گناہوں کو بڑے گناہ اجاگر کرنے کے لئے استعمال کرے گا۔"

آپؑ کے القاب:

عسکری: دسویں اور گیارہویں امام دونوں ہی 'العسکری' کہلاتے تھے کہ آپ سامرہ کے جس علاقے میں رہتے تھے وہ عسکری کہلاتا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس وقت کا حکمران متوکل اپنی فوجی طاقت کا مظاہرہ امامؑ کے سامنے کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی فوج کے تمام ۹۰ ہزار سپاہیوں کو تھیلوں میں بالو بھرنے اور ان کا ٹیلہ بنانے کا حکم دیا۔ جب ٹیلہ بن گیا تو اس نے امامؑ کو بتایا۔ امامؑ نے متوکل سے اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھنے کے لئے کہا، متوکل نے فرشتوں کی فوج دیکھی۔ امامؑ نے فرمایا یہ فوج ہمارے اشارے کی منتظر ہے لیکن ہم یہ فوج استعمال نہیں کریں گے۔ (عسکر کے معنی فوج اور عسکری کے معنی فوجی کے ہیں)

احمد بن اسحٰق سے روایت ہے کہ جب اس کو معلوم ہوا کہ دسویں امامؑ شہید کر دئے گئے ہیں تو وہ (احمد بن اسحٰق) گیارہویں

امام سے ملاقات کے لئے سامرا پہونچا جہاں اس سے کہا گیا کہ حکمران معتز باللہ نے امامؑ کو قید کر رکھا ہے۔ احمد بن اسحٰق نے داروغہ کو رشوت دینے کے بعد امامؑ سے ملاقات کی۔ احمد بن اسحٰق کے مطابق قید خانہ حکمران معتز باللہ کے محل کے نیچے واقع ایک سرنگ تھا جس میں نہ تو پاؤں پھیلانے کی جگہ تھی اور نہ ہی سیدھے کھڑے ہونے کی۔ امام حسن عسکریؑ کو دن میں صرف ایک وقت تھوڑا سا پانی اور سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا جاتا۔ آپؑ کو اس لئے قید کیا گیا تھا کہ تمام حکمران سنتے رہے تھے کہ بارھویں امامؑ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ ظلم ختم کردیں گے اور یہ حکمران نہیں چاہتے تھے کہ بارھویں امام پیدا ہوں۔

امام حسن عسکریؑ نے جب تک قید تھے اپنے اصحاب سے فقہ کے تمام مسائل جمع کرنے کو کہا بعض مسائل نہیں مل سکے۔ امامؑ انہیں تحریر میں لائے اور فقہ کی کتاب مکمل کی۔ آپؑ نے ''تقلید'' کو شیعان اہل بیت علیہم السلام کے لئے واجب قرار دیا۔ اور لوگوں کو کسی عالم متقی وپرہیزگار کی تقلید کرنے کا مشورہ دیا۔ آپؑ کیونکہ قید تھے لوگ آپؑ تک پہونچ نہیں پاتے تھے لہٰذا خمس آپؑ کے نمائندے ابوجعفر اور عثمان بن سعید جمع کرتے۔ لوگ مسائل بھی انہی سے دریافت کرتے ابوجعفر ہی بعد میں بارھویں امامؑ کے نمائندے بنے۔

ایک مرتبہ سامرا میں سوکھا پڑا۔ مہینوں بارش نہیں ہوئی۔ اس موقع پر ایک عیسائی راہب سامرا پہونچا۔ وہ جب ہاتھ اٹھاتا بارش ہوتی۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ مذہب اسلام ترک کرنے لگے۔ معتز باللہ گھبرا گیا۔ اور امام کو قید خانے سے طلب کیا اور کہنے لگا ''یا بن رسول اللہ آپؑ کے دادا کا دین بھی خطرے میں ہے بچا لیجئے'' امامؑ نے اس سے تمام لوگوں کو شہر کے باہر جمع کرنے کے لئے کہا۔ عیسائی راہب کو بھی وہاں بلایا گیا۔ آپؑ نے عیسائی راہب سے بارش کے لئے دعا مانگنے کو کہا۔ جب اس نے ہاتھ بلند گئے بارش ہونے لگی۔ امامؑ نے کہا کہ اس کے ہاتھوں میں جو چیز بھی ہے وہ لے لی جائے۔ تب امامؑ نے اس سے بارش کے لئے پھر دعا مانگنے کو کہا۔ لیکن اس بار عیسائی راہب نے جب ہاتھ اٹھائے بارش نہیں ہوئی۔ دراصل اس کے ہاتھ میں کسی پیغمبر کی ایک ہڈی تھی جس کو اٹھاتے ہی بارش ہونے لگتی۔ بعد میں امام حسن عسکریؑ نے بارش کے لئے دعا کی اور بارش ہونے لگی۔ اس معجزے کے بعد معتز باللہ کے لئے امامؑ کو قید میں رکھنا مشکل ہوگیا۔ کیونکہ لوگ امامؑ سے ملنا اور مسائل دریافت کرنا چاہتے تھے۔ لوگوں نے امامؑ سے جب پوچھا کہ آپؑ کا گھر کہاں ہے تو امامؑ نے معتز باللہ کی جانب اشارہ کیا۔ معتز نے لوگوں سے کہا امامؑ اسی گھر میں رہتے ہیں کہ جس گھر میں دسویں امامؑ رہتے تھے۔

سیدہ نرجس اسی گھر میں تھیں اور اسی سال بارھویں امام کی ولادت ہوئی۔

امام حسن عسکریؑ کو تیرہ ماہ بعد دوبارہ قید کیا گیا آپؑ کو قتل کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ بالآخر معتمد باللہ امام کو قید خانے میں زہر دلانے میں کامیاب ہوا۔

یکم ربیع الاول ۲۶۰ھ کو آپؑ کو زہر دیا گیا تھا ۸ دن امام درد کی شدت سے بیتاب و بے چین رہے اور ۸ ربیع الاول کو آپؑ کی شہادت واقع ہوئی- بارھویں امامؑ ہی نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی- آپؑ کا روضہ سامرہ میں ہے-

بارھویں امام علیہ السلام کو شیعوں کی بڑی تعداد نے پہلی مرتبہ اس وقت دیکھا جب آپؑ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی-

ایک مرتبہ کسی نے گیارھویں امامؑ سے مومن کی نشانیاں دریافت کی تھیں- امامؑ نے فرمایا تھا مومن وہ ہے جو

۱) روزانہ ۵۱ رکعت نماز پڑھتا ہے-
۲) خاک شفا پر سجدہ کرتا ہے-
۳) اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتا ہے-
۴) اذان اور اقامت جب سنتا ہے تو دہراتا ہے-
۵) نماز پڑھتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم با آواز بلند پڑھتا ہے-
۶) نماز فجر ستاروں کے غروب ہونے سے قبل اور نماز ظہر سورج کے زوال کے بعد ادا کرتا ہے-
۷) نماز میں قنوت پڑھتا ہے-
۸) اپنی داڑھی اور سر کے بالوں میں خصاب لگاتا ہے-
۹) نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہتا ہے-

احادیث:

☆ نیک لوگوں کی دوستی و محبت نیک لوگوں کے لئے ثواب ہے اور برے لوگوں کی نیک لوگوں سے محبت نیک لوگوں کی فضلیت ہے اور بدکار لوگوں کا نیکوکاروں سے بغض نیکوکاروں کے لئے باعث زینت ہے، اور نیکوکاروں کا بدکاروں سے بغض رکھنا بدکاروں کی رسوائی ہے-

☆ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ان کے چہرے خنداں وشاداں ہوں گے، ان کے دل تیرہ وتاریک ہوں گے سنت خدا بدعت، اور بدعت الٰہی سنت ہوگی، ان کے درمیان مومن حقیر اور فاسق محترم ہوگا، ان کے علماء ظالموں کے دربار میں ہوں گے، ان کے فرمان روا جاہل وستمگر ہوں گے-

☆ تمہارا بہترین بھائی وہ ہے جو تمہاری خطائیں بھول جائے اور تم نے جو اس پر احسان کیا ہے اس کو یاد رکھے-

☆ خداوند عالم نے روزہ اس لئے واجب قرار دیا ہے تا کہ مالدار (بھوک وپیاس) کا مزہ چکھے اور اس کی وجہ سے فقیر پر مہربانی کرے۔

☆ تم کو کم ہونے والی عمر ملی ہیں اور چند گنے چنے دن ملے ہیں، موت کسی بھی وقت اچانک آ سکتی ہے، جو خیر کی زراعت کرے گا وہ خوشی ونفع کاٹے گا۔ اور جو شر وبرائی کی کاشت کرے گا وہ ندامت کاٹے گا۔ ہر شخص کو وہی چیز ملے گی جس کی وہ کاشت کرے گا۔

سوالات:

١) اپنے گیارہویں امام کا اسم مبارک' مشہور القاب۔ کنیت۔ والدین کے اسمائے مبارکہ تاریخ ولادت اور جائے ولادت بتلایئے

٢) آپ کی تاریخ شہادت اور سبب شہادت بیان کیجئے، آپ کی قبر مبارک کہاں ہے؟

٣) امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات طیبہ کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ ہر دور کے حالات مختصراً بیان کیجئے؟

٤) امام حسن عسکری علیہ السلام اور بہلول کے درمیان آپ کے بچپن میں جو مذاکرات ہوئے تھے مختصراً بیان کیجئے اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

٥) امام حسن عسکری علیہ اور عیسائی راہب کا واقعہ بیان کیجئے؟

٦) امام حسن عسکری علیہ السلام کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی ؟

٧) امام حسن عسکری علیہ السلام نے مومن کی کیا نشانیاں بتلائیں؟

٨) امام حسن عسکری علیہ السلام کی کوئی تین احادیث بیان کیجئے؟

چودھویں معصوم، بارھویں امام

حضرت امام مہدیؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

نام	......	رسولؐ خدا کے ہم نام (م،ح،م،د) علیہ السلام
مشہور القاب	......	مہدی موعود، امام عصر، صاحب الزماں، بقیۃ اللہ، قائمؑ وغیرہ ارواحنا لہ الفداء
باپ	......	امام حسن عسکری
ماں	......	جناب نرجس خاتون
تاریخ ولادت	......	۱۵ شعبان
سال ولادت	......	۲۵۵ھ یا ۲۵۶ ہجری
جائے ولادت	......	سامراء، تقریباً پانچ سال تحت کفالت پدر تھے اور پوشیدہ تھے
دوران زندگی	......	اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱) بچپنا، پانچ سال اپنے والد ماجد کے زیر سرپرستی تھے اور پوشیدہ تھے تاکہ دشمنوں کے گزند سے محفوظ رہ سکیں اور جب ۲۶۰ ہجری میں امام عسکریؑ کا انتقال ہوگیا تو عہدہ امامت آپ کے سپرد ہوا۔

۲) غیبت صغریٰ سن ۲۶۰ھ، سے شروع ہوئی اور سن ۳۲۹ھ ق تک تقریباً ۷۰ سال تک باقی رہی (اس میں دیگر اقوال بھی ہیں)

۳) غیبت کبریٰ، ۳۲۹ھ سے شروع ہوئی ہے اور جب تک خدا چاہے گا باقی رہے گی۔

۴) ظہور کا زمانہ، یہ بھی مشیت الٰہی پر موقوف ہے ظہور کے بعد آپؑ کی حکومت قائم ہوگی۔

دسویں امام حضرت علی نقیؑ کی بہن سیدہ حلیمہ سے روایت ہے کہ ۱۴ شعبان ۲۵۵ھ کی شام آپ افطار کے لئے اپنے بھتیجے گیارھویں امام حضرت حسن عسکریؑ کے گھر تھیں۔ امامؑ نے آپؑ سے رات انہی کے گھر رہنے کی درخواست کی اور کہا کہ ان کے

بیٹا تولد ہونے والا ہے۔ جب کہ سیدہ نرجس کو دیکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ حمل سے ہیں۔ گیارہویں امامؑ نے اپنی پھوپی سے کہا کہ وہ سورۂ نور پڑھ کر سیدہ نرجس پر پھونکیں۔ ۱۵ شعبان کو فجر کے وقت سیدہ حلیمہ کو سیدہ نرجس کے شکم سے سورہ نور سنائی دیا۔ گیارہویں امام نے سیدہ حلیمہ سے کہا کہ ولادت بہت جلد ہونے والی ہے۔ ولادت کے فوری بعد بارھویں امامؑ نے سجدہ کیا اور کلمہ پڑھا ''لا الہ الا اللہ''

بارھویں امام نے سورہ قصص کی پانچویں آیت بھی پڑھی۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ

ترجمہ: اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کردیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی کو (لوگوں کا) پیشوا بنائیں اور ان ہی کو اس (سرزمین) کا مالک بنائیں

(سورہ القصص آیت ۵)

آپؑ کے داہنے ہاتھ پر سورۂ بنی اسرائیل کی ۸۲ویں آیت لکھی تھی۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا

ترجمہ: اور ہم تو قرآن میں وہی چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے (سراسر) شفا اور رحمت ہے

(مگر) نافرمانوں کو گھاٹے کے سوا کچھ بڑھاتا ہی نہیں (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۲)

گیارھویں امامؑ نے امامؑ کی ولادت کی اطلاع اپنے قریب ترین اصحاب کو اور گھر کے بعض غلاموں اور کنیزوں کو دی ایک کنیز نسیم سے روایت ہے کہ جب وہ بارھویں امامؑ کو دیکھنے گئی تو اس نے جھولے کے قریب پہونچ کر امامؑ کو سلام کیا۔ امامؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ چھینکی تو امامؑ نے ''یرحمک اللہ'' کہا اور فرمایا کہ ''چھینک اللہ کی نعمت اور موت سے تین دن کی نجات ہے''۔

غیبت:

چھٹویں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ بارھویں امامؑ کی غیبت تحفظ کے لئے ہے۔ بارھویں امامؑ کی اجازت سے اسحٰق بن یعقوب نے کہا ہے کہ تمام ائمہ علیہم السلام کو ظالم و جابر حکمرانوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بارھویں امامؑ پردہ غیب میں ہیں اور ظلم کے خلاف جہاد کے لئے ظہور فرمائیں گے۔

محمد یعقوب الکلاپانی نے کہا ہے کہ بارھویں امامؑ کی غیبت اللہ کی جانب سے امامؑ کے محبوں کی امامؑ سے وفاداری کی آزمائش ہے۔

غیبت صغریٰ: ۲۶۰ھ سے ۳۲۹ھ تک

غیبت صغریٰ بارھویں امامؑ کی غیبت کے مختصر دور کو کہتے ہیں۔ غیبت صغریٰ کے دوران امامؑ نے اپنے نائب اور سفیر مقرر فرمائے۔ آپؑ کے چار نائب تھے۔

۱) عثمان بن سعید علیہ الرحمہ	۲) محمد بن عثمان علیہ الرحمہ
۳) حسین بن روح علیہ الرحمہ	۴) علی بن محمد سمری علیہ الرحمہ

عثمان بن سعیدؒ:

کہا گیا ہے کہ عثمان بن سعید کی عمر جب گیارہ سال تھی آپ نویں امام کے گھر میں ملازم تھے اور آہستہ آہستہ آپ نویں امام کے معتمد خاص بن گئے۔ دسویں اور گیارھویں امام علیہم السلام نے بھی آپ کو اپنا معتمد خاص رکھا تھا۔ دسویں اور گیارھویں ائمہ علیہم السلام شیعوں سے کہا کرتے کہ وہ بارھویں امامؑ کو نہیں دیکھ سکیں گے اور یہ کہ انہیں مسائل اور دوسرے مسائل کے حل کے لئے عثمان بن سعیدؒ سے رجوع کرنا پڑے گا۔ گیارھویں امامؑ کی شہادت کے بعد عثمان بن سعید بغداد منتقل ہو گئے اور تجارت کرنے لگے اس طرح آپ امامؑ کے لئے خمس جمع کیا کرتے تھے۔ آپ نے تقریباً ڈیڑھ سال بارھویں امامؑ کی نیابت کی اور موت کے قریب آپ کو بارھویں امامؑ کا ایک خط ملا جس میں امامؑ نے ان کے بیٹے محمد کو اپنا نائب مقرر کرنے کی ہدایت دی تھی۔

محمد بن عثمان:

آپ نے اپنے والد کا کاروبار سنبھالا اور بارھویں امام کی غیبت کو المسدد کی حکومت کے ابتدائی ایام تک بنوعباس کے حکمرانوں سے راز میں رکھنے میں کامیاب رہے۔

المسدد نے بارھویں امامؑ کی تلاش بڑے پیمانے پر شروع کی۔ اس کے دور میں امامؑ کی معمولی سی شباہت رکھنے والے شخص کو قتل کردیا جاتا۔ امامؑ کا نام لینے والوں کو بھی طرح طرح کی ایذائیں دی جاتیں اور قتل کیا جاتا۔ جاسوسوں کو خمس کا سراغ لگانے کے لئے مقرر کیا۔ امامؑ نے شیعوں کو حکم دیا کہ آپؑ کا نام اور خمس کا مسئلہ کسی بھی اجنبی پر ہرگز ہرگز ظاہر نہ کریں۔ محمد بن عثمان کا انتقال ۳۰۵ ہجری میں ہوا اور انتقال سے قبل امامؑ کی ہدایت پر انہوں نے حسین بن روح کو نائب مقرر کیا۔

حسین بن روحؒ:

آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ آپ نہایت ملنسار تھے اہل سنت میں آپ کی کافی عزت تھی۔ آپ اپنی سرگرمیوں کو حکمرانوں سے راز میں رکھنے میں کامیاب رہے اور حکمرانوں سے آپ نے اچھے روابط بھی قائم کر رکھے تھے۔

ہم ماہ شب برأت میں "عریضہ" انہی کے نام لکھتے ہیں تا کہ وہ ہمارا عریضہ بارھویں امام حجت العصر علیہ السلام تک پہونچائیں۔ آپ کا انتقال شعبان ۳۲۶ھ میں ہوا آپ نے علی بن محمد سمری کو نائب مقرر کیا۔

علی بن محمد سمری:

آپ صرف تین سال نائب رہے۔ انتقال سے ایک ہفتہ قبل آپ کو امامؑ کی جانب سے ایک خط ملا جس میں ان (علی بن محمد سمری) کی موت کی اطلاع دی گئی اور امامؑ نے فرمایا تھا کہ اب میرا کوئی اور نائب نہیں ہوگا کیونکہ میں غیبت کبریٰ میں جارہا ہوں اب بارھویں امامؑ کا ظہور اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ علی بن محمد سمری کا انتقال ۱۵ شعبان ۳۲۹ ہجری کو ہوا۔

امامؑ کی غیبت کبریٰ:

۳۲۹ھ سے جاری ہے-

ائمہ اطہار علیہم السلا نے بارھویں امامؑ کی غیبت کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ غیبت مثل حضرت یوسفؑ ہے جو اپنے بھائیوں کے درمیان تھے لیکن بھائی انہیں پہچان نہیں رہے تھے-

ہمارا عقیدہ ہے کہ بارھویں امامؑ تین موقعوں پر اپنے عقیدت مندوں سے ملاقات کرتے ہیں-

۱) مصیبت کے وقت

۲) ہر سال حج کے موقع پر آپؑ موجود ہوتے ہیں اور

۳) آپؑ ہر اس شیعہ کی تدفین میں شامل ہوتے ہیں کہ جس نے اپنے تمام فرائض ادا کیے ہیں-

بارھویں امام علیہ السلام پردہ غیب ہی سے ہماری رہنمائی وہدایت فرماتے ہیں- آپؑ کی جانب سے کئی خطوط موصول ہوئے ہیں مثلاً اسحٰق بن یعقوبؒ اور شیخ مفیدؒ کو امام علیہ السلام کے خط ملے ہیں- کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں ۳۰ لوگ امامؑ سے ملاقات کرتے رہتے ہیں- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امامؑ کی حکومت کا ایک حصہ جزیرہ نما الخضراء ہے جہاں شیعوں کی بڑی تعداد ہے اور جہاں پر امامؑ کے اہل خاندان کی حکومت ہے-

غیبت کبریٰ اور ہماری ذمہ داریاں!

۱) امامؑ کے تحفظ کے لئے ہر وقت دعا مانگیں-

۲) ہر وقت امامؑ کے ظہور کے منتظر رہیں-

۳) امامؑ کے نام پر صدقہ دیں-

۴) ظہور امامؑ کے لئے دعا مانگیں-

۵) جب بھی کسی (معمولی ہو یا بڑی) مشکل میں ہوں مدد کے لئے امامؑ کو آواز دیں-

۶) جب امامؑ کا نام سنیں یا پڑھیں کھڑے ہوں سر پر ہاتھ رکھیں اور جھکیں-

۷) اگر ممکن ہو سکے تو امامؑ کے لئے حج ادا کریں (اپنا واجب حج ادا کرنے کے بعد)

امام مہدی علیہ السلام کا ظہور:

"صرف اللہ تعالیٰ ہی امامؑ کے ظہور کے ٹھیک وقت سے آگاہ ہے۔"

لیکن ہمارے ائمہ اطہار علیہم السلام نے ظہور کے مختلف آثار بتائے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱) روز جمعہ ہوگا

۲) محرم کی ۱۰ تاریخ ہوگی

۳) صدی طاق عدد (مثلاً ۱۴۲۳ھ) کی ہوگی

۴) ماہ رمضان میں چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں ہوں گے

۵) امام کے ظہور کی ندا آئے گی ہر شخص اس ندا کو اس کی اپنی زبان میں سنے گا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے بارہویں امامؑ کا ظہور جب ہوگا تب

۱) "آسمان سے ایسی گرج گونجے گی کہ جس سے کان کے پردے پھٹ پڑیں گے

۲) نصیبین (عراق کا شہر) چاروں طرف سے شعلوں میں لپٹا ہوگا

۳) لوگ بصرہ خالی کردیں گے

۴) ترکی پر عثمانیوں کی حکومت ہوگی

۵) لوگ امانتیں ہڑپ لیں گے

۶) لوگ صلوٰۃ (نماز) کو قتل کردیں گے (یعنی نماز کا جذبہ ختم ہوجائے گا دکھاوا رہ جائے گا)

۷) لوگوں کی جیبوں میں آلات موسیقی ہوں گے

ہمارے پانچویں چھٹے اور ساتویں ائمہ اطہار علیہم السلام نے فرمایا ہے

"قم (ایران) کے لوگوں میں سے ایک عظیم انسان اٹھے گا اور لوگوں کو حق کی طرف بلائے گا۔ اللہ پر ایمان رکھنے والے بہادر لوگ جو دلیر اور نڈر ہوں گے اس شخص کے تابعدار ہوں گے .... بالآخر اسلام کے دشمن کو پسپا ہونا پڑے گا اور لوگ خود اسلامی حکومت قائم کریں گے۔"

"کوفہ علم دین سے خالی ہوجائے گا...... جبکہ قم فقہ اسلامی کا مرکز بن جائے گا .... اسلام اتنا پھیلے گا کہ دنیا کا ہر شخص اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوگا۔"

''یہ لوگ بارہویں امام حضرت مہدی علیہ السلام کے نائبین ہوں گے- ان کی حکومت امام علیہ السلام کے ظہور تک جاری رہے گی- وہ اپنی حکومت سوائے بارہویں امام علیہ السلام کسی اور کے سپرد نہیں کریں گے............''

۹) امام علی علیہ السلام ایک مرتبہ کمیل بن زیاد کو اپنے ساتھ کوفے کے باہر لے گئے اور کمیل کو اپنے مدفن کا مقام دکھایا اور فرمایا''اے کمیل ایک دن میرے روضے کے اطراف بلند و بالا عمارتیں ہوں گی جن پر شیطانی علامات (اینٹینا) نصب ہوں گے-

۱۰) سفیانی ظاہر ہوگا- وہ یہودی ہوگا لیکن خود کو مسلمان ظاہر کرے گا- عیسائی حکومتیں اس کی تائید کریں گی اور وہ شیعوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا- وہ کسی بھی ایک شیعہ کو قتل کرنے والے کو انعام دے گا- اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پڑوسی بھی جو بھائی بھائی کی مانند رہا کرتے تھے- انعام کے لالچ میں شیعوں کو قتل کریں گے- اس کی حکومت شام (حضرت علیؑ کے زمانے میں شام لبنان مقبوضہ فلسطین اور کردستان پر مشتمل تھا) میں ہوگی- اس کو بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے-

بارہویں امام حضرت مہدی علیہ السلام مکہ معظمہ میں ظاہر ہوں گے آپؑ کا ظہور دو مرحلوں میں ہوگا- جب آپؑ کے ظہور سے صرف قریبی کو آگاہ کیا جائے گا- یہ پہلا مرحلہ ہوگا جو ظہور باطنی کہلائے گا- اور دوسرے مرحلوں کا ظہور ظاہری کہلائے گا-

یوم عاشورہ کو امامؑ کے ظہور ظاہری سے قبل ذی الحجہ ۴۰ مومنین جو امامؑ کے قریبی اصحاب ہوں گے امامؑ کے ظہور کے پیش نظر حج ادا کرنے جائیں گے ۱۰ ذالحجہ کو گھر لوٹنے کی بجائے وہ کعبۃ اللہ جائیں گے اور گریہ کریں گے-

ان میں سے ایک کو امامؑ طلب فرمائیں گے اور اس پر خود کو ظاہر فرمانے کے بعد اس کو بقیہ مومنین کی نمائندگی کرنے کی ہدایت دیں گے تمام ۴۰ مومنین ۱۶ تا ۲۲ ذی الحجہ کے درمیان امام علیہ السلام سے ملاقات کریں گے امامؑ ان سے فرمائیں گے کہ ان میں سے کسی ایک کو در کعبۃ اللہ پر''امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا اعلان کرنا ہوگا- لیکن اعلان کرتے ہی اس کو قتل کردیا جائے گا-''

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا اعلان ۲۵ ذی الحجہ کو کیا جائے گا اعلان کرنے والا شہید کردیا جائے گا-

وہ نفس زکیہ ہوگا جس کا خون کعبۃ اللہ کو چھوئے گا (اس کا ذکر بے شمار روایات میں ہے) معلن کے قتل کا بدلیہ، دو ہفتہ بعد لیا جائے گا''جب امام مہدی علیہ السلام خود کعبۃ اللہ میں ظاہر ہوں گے- امامؑ کی پہلی آواز پر ۳۱۳ لوگ لبیک کہیں گے-''

امام علیہ السلام کی فوج ۱۰ ہزار مومنین پر مشتمل ہوگی-

امام علیہ السلام اپنی حکومت کوفہ میں قائم کریں گے اور آپؑ کا بیت المال مسجد السہلہ میں ہوگا-

احادیث:

☆..........خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کیا اور ان کے ذریعہ نعمتوں کو تمام کیا، اور ان پر سلسلہ نبوت کو ختم کیا، اور تمام لوگوں کی طرف رسولؐ بنا کر بھیجا۔

☆..........خدایا، ہمارے علما کو زہد و نصیحت کی، اور طلاب کو تحصیل علم کی کوشش ورغبت کی توفیق عطا فرما، سننے والوں کو پیروی اور موعظۃ (قبول کرنے کی) توفیق دے، ہمارے بیماروں کو شفا اور راحت عطا فرما، ہمارے مردوں پر مہربانی ورحم فرما، بزرگوں کو سکون و وقار عطا فرما، جوانوں کو توبہ وانابت کی توفیق دے، عورتوں کو حیا وعفت عطا کر، مالداروں کو انکساری اور کشادہ دستی مرحمت فرما، فقیروں کو صبر و قناعت عطا فرما۔

☆..........جو ہمارے مال میں سے کچھ بھی کھائے گا (جیسے خمس وغیرہ) وہ اپنے پیٹ کو آتش سے بھرے گا۔ اور جہنم کے شعلوں میں جلے گا۔

☆..........تم میں سے ہر شخص وہ کام کرے جس سے ہماری محبت سے قریب ہو جائے اور جو چیزیں ہماری ناخوشی اور غصہ کا سبب ہوں ان سے دوری اختیار کرے۔

☆..........نماز سے زیادہ شیطان کی ناک رگڑنے والی کوئی چیز نہیں ہے لہذا وقت پر نماز پڑھو اور شیطان کی ناک رگڑو!

سوالات:

۱) اپنے بارہویں امام کا اسم مبارک مشہور القاب والدین کے اسمائے گرامی تاریخ ولادت اور جائے ولادت بتلایئے؟

۲) حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت کے حالات مختصراً بیان کیجئے

۳) آپؑ کی غیبت صغریٰ کب سے شروع ہو کر کب تک رہی؟

۴) غیبت صغریٰ کے حالات اور اسی زمانے میں آپ کے نوابین کے نام اور ہر ایک کے مختصراً حالات بیان کیجئے

۵) امام علیہ السلام کی غیبت کبریٰ کا زمانہ کب سے شروع ہوا؟ کیا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ
اس زمانے میں اپنے شیعوں سے ملاقات کرتے ہیں اگر ہاں تو کن مواقع پر؟

۶) امام علیہ السلام کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں ان کے شیعوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

۷) امام علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں ہمارے آئمہ علیہ السلام نے کیا آثار بتلائے ہیں؟

۸) امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ کی کوئی تین احادیث بیان کیجئے؟

دو بھائی
(ایک قرآنی کہانی)

ایک دولت مند آدمی کی موت کے بعد اس کی جائیداد اس کے دو بیٹوں کے حصے میں آئی- دونوں بھائیوں میں سے ایک انتہائی مذہبی اور دانا تھا- وہ عقلمند اور دور اندیش تھا- اس کی نظر میں یہ دنیا آخرت کی کھیتی تھی- اس نے اپنی دولت آخرت کے فائدے کے لئے خرچ کی-

وہ اپنی دولت سے تمام واجبات مثلاً زکوٰۃ اور خمس ادا کرتا محتاجوں مسکینوں اور یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتا اپنے رشتے داروں کی خبر گیری کرتا، مسجدیں، یتیم خانے اور اسکول تعمیر کرتا وہ ضرورتمند طلبہ کے اخراجات برداشت کرتا غرض وہ اپنی دولت نیک کاموں ہی پر خرچ کیا کرتا تھا-

وہ کہا کرتا ''میں ہر کام اللہ کی خوشنودی اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہوں- یہ کام آخرت کے لئے میرا توشہ ہیں-''

لیکن اس کا بھائی انتہائی لالچی اور خودغرض انسان تھا وہ اپنی دولت میں سے کسی کو کچھ بھی دینا پسند نہیں کرتا تھا- اس نے ایک بڑا باغ بنایا اور رہنے کے لئے محل تعمیر کروایا- لیکن اس نے کبھی اپنے رشتہ داروں یا دوست احباب کی خبر گیری نہیں کی ان سے میل جول تک نہیں رکھا-

نہ وہ زکوٰۃ نکالتا اور نہ خمس ادا کرتا- غریبوں کے سلام کا جواب تک نہ دیتا- وہ خیر خیرات کے کاموں میں حصہ نہ لیتا وہ کہا کرتا- ''میں یہ کام نہیں کرسکتا ایسے فضول کاموں کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے-'' وہ اللہ کی راہ میں دولت خرچ کرنا نہیں چاہتا تھا-

اس لالچی اور خودغرض انسان کے پاس دو وسیع وعریض باغ تھے- ان باغوں میں مختلف پھلوں کے پیڑ تھے نہریں جاری تھیں ان دو باغوں کے درمیان اس کے کھیت تھے جن میں وہ سبزیوں کی کاشت کیا کرتا تھا- جب بھی وہ اپنے خدا ترس بھائی کے ساتھ ان باغات کی سیر کرتا وہ پھل دار درختوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوتا- قہقہہ لگا کر ہنستا اور اپنے حق پرست بھائی کا مذاق اڑاتا اور کہتا- ''تم اپنی دولت اس طرح خرچ کر کے بڑی غلطی کر رہے ہو- مجھے دیکھو میں اپنی دولت میں سے ایک پیسہ بھی کسی کو نہیں دیتا میں اس باغ اور بہت بڑی جائیدا کا مالک ہوں- کتنا بڑا باغ ہے کتنی بڑی جائیدا ہے......''

میں ہمیشہ خوش رہوں گا- میری دولت کبھی ختم نہیں ہوگی میں نہیں سمجھتا کہ موت کے بعد بھی کوئی زندگی ہے......کیسی قیامت؟اور یہ آخرت کیا ہے؟اوراگر آخرت ہو بھی تو آخرت میں اللہ مجھے اس سے بھی زیادہ دولت دے گا-''

حق پرست بھائی کہتا!''سنو بھائی- آخرت کی نعمتیں کسی کو بھی بلاوجہ نہیں دی جاتیں-تمہارے اعمال نیک ہونے چاہئیں تا کہ آخرت میں فائدہ ہو- دولت نے تمہیں اللہ سے دور کردیا ہے-اے بھائی،غرور اچھا نہیں غریبوں کے سلام کا جواب دیا کرو اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کیا کرو- اپنی اس تمام دولت کو آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے میں خرچ کرو-خیرخیرات، نیک کاموں میں حصہ لیا کرو یہ نہ کہو کہ میرے پاس ان فضول کاموں کے لئے وقت نہیں ہے- گناہوں سے دور رہو، اللہ کے غضب سے ڈرو ہوسکتا ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو اور یہ تمام نعمتیں تم سے لے لی جائیں-اس وقت تم پچھتاؤ گے لیکن اس وقت تمہار پچھتانا کسی کام نہ آئے گا-

لیکن اس کے گمراہ بھائی نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنی ہی دنیا میں مگن رہا-

ایک دن وہ باغ گیا اور ساکت ہوگیا اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اور وہ گر پڑا- اللہ کا عذاب اس پر نازل ہوا تھا قہرالٰہی سے اس کا ہرا بھرا باغ اجڑ گیا تھا-اونچے اونچے پیڑ زمین پر گر پڑے تھے پھل سڑ گئے تھے......

جب وہ ہوش میں آیا تو آہ وزاری کرنے لگا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ کف افسوس ملنے لگا وہ بے ساختہ کہہ پڑا-'' کاش میں نے بھائی کی بات مانی ہوتی- کاش میں نے اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کی ہوتی-خیرخیرات کرتا نیک کاموں میں حصہ لیتا- کاش میں زکوٰۃ نکالتا خمس ادا کرتا-میری دولت لٹ گئی میں برباد ہوگیا میرے پاس اب اس دنیا میں کچھ نہ رہا اور آخرت میں بھی مجھے کچھ نہ ملے گا-

جس دولت میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جاتا وہ دولت اس طرح برباد ہوجاتی ہے-غرور اور گمراہی کا انجام یہی ہوتا ہے-

سوالات:

۱) دنیا کی زندگی اور آخرت کے بارے میں دونوں بھائیوں کے خیالات کا تجزیہ کیجئے؟
اور بتلایئے کہ ان میں سے کس کے خیالات صحیح اور کس کے غلط ہیں؟

۲) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟اختصار سے بیان کیجئے؟

اپنے نفس پر قابو پانا

اللہ تعالیٰ نے جسم اور نفس کو دو مختلف مرحلوں میں خلق کیا جسم بنانے کے لئے اللہ نے مٹی لی اور اس میں اپنی روح پھونکی لہٰذا انسان کو اس بات کا احساس ہمیشہ ہمیشہ ہونا چاہیے کہ اس کی زندگی میں دو مختلف مادی اور روحانی طاقتیں ہیں- مادی طاقت انتہائی کمتر مٹی کی خاصیت رکھتی ہے جبکہ روحانی خاصیت اعلیٰ ترین ہے-

جسم اور نفس کے درمیان ہمیشہ تضاد رہتا ہے جبکہ نفس روحانی بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے جسم، غذا اور آرام مانگتا ہے- جسم کے لئے نفس عذاب ہے جب کہ نفس ہمیشہ جسمانی افعال کو حد میں رکھتا ہے- اللہ تعالیٰ نے جسم اور نفس میں یہ تضاد اس لئے رکھا کہ نفس کو جسمانی خواہشات کا چیلنج درپیش ہو اور نفس جسم کو قابو میں رکھنے میں کوشاں ہو- جو نفس جسمانی خواہشات کی طرف جھکتا ہے اس کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے اور جو نفس جسمانی خواہشات کے دباؤ میں آجاتا ہے وہ حیوانی سطح تک گر جاتا ہے-

ہر انسان کو اس دنیا میں اپنے وجود کے مقصد پر غور کرنا چاہیے- یقیناً دنیا میں ہماری روزمرہ کی زندگی کھانے پینے آرام کرنے اپنی ضروریات پوری کرنے روزی کمانے تک محدود ہے لیکن ہم صرف ان کاموں کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں- ہم اپنے نفس کو نفس مطمئنہ کی بلندی تک اٹھانے کے لئے آئے ہیں- جب نفس مکمل طور پر انسان کے قابو میں آتا ہے، تب نفس مطمئنہ بنتا ہے- مثال کے طور پر اگر کوئی بچہ میدان میں اچھل کود رہا ہے دوڑ رہا ہے تو کوئی اسے نہیں روکے گا لیکن اگر کوئی بچہ مسجد یا امام باڑے میں اچھلے کودے دوڑ لگائے تب یقیناً اس کو ایسا کرنے سے منع کیا جائے گا - ہم جہاں ہیں اگر وہاں اپنے وجود کے مقصد سے آگاہ ہو جائیں تب ہی ہم مناسب عمل کر سکیں گے- نفس اور اس کے مقصد کا احساس کرنے کے بعد ضروری ہے کہ انسان نفس کو قابو میں رکھنے کے طریقوں سے آگاہی حاصل کرے نفس کو قابو میں رکھنے کا سب سے آسان اور بہترین طریقہ نماز اور دعائیں ہیں- نفس قابو میں ہو تو انسان کے اعمال بھی ٹھیک ہوتے ہیں نفس قابو میں نہ ہو تو انسان گمراہ ہو جاتا ہے اور جانوروں جیسی زندگی بسر کرتا ہے-

سوالات:

۱) انسان کے جسم اور نفس میں کیا فرق ہے؟ تشریح کیجیے؟

۲) انسان کو اپنے نفس کو قابو کرنے کا کیا طریقہ ہے اور اس سے اس کو کیا فائدہ ہے؟

۳) اگر کسی شخص کا نفس اس کے قابو میں نہ ہو تو اس سے اسے کیا نقصان پہونچ سکتا ہے؟

ظالم کے مددگار مت بنو

اسلامی اصولوں اور اقدار میں سب سے اہم اصول عدل وانصاف ہے- یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ نے دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے ہی انبیاء بھیجے-

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ

(سورۂ حدید آیت ۲۵)

ہم نے یقیناً اپنے پیغمبروں کو واضح وروشن معجزے دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور انصاف کی) ترازو نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم ہی نے لوہے کو نازل کیا جس کے ذریعہ سے سخت لڑائی اور لوگوں کے بہت سے نفع (کی باتیں) ہیں اور تاکہ خدا دیکھ لے کہ بے دیکھے بھالے خدا اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے بے شک خدا بہت زبردست غالب ہے-

اسلامی کردار اور عمل میں عدل وانصاف اور مساوات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے- مثال کے طور پر نماز جماعت میں امیر غریب سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں- کوئی بھی دولت مند یا طاقتور انسان کسی غریب یا کمزور کو ہٹا کر اس کی جگہ نہیں کھڑا ہو سکتا اور نہ ہی کسی بھی غریب یا کمزور انسان کو علاحدہ کھڑے ہونے یا پیچھے کی صف میں کھڑے ہونے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اگر ایسا کیا گیا تو پھر ناانصافی ہوگی-

زندگی کے تمام معاملات میں خواہ گھریلو معاملات ہوں یا سماجی وسیاسی معاملات مسلمانوں کو انصاف پسندی سے کام لینا چاہیے -خواہ اس کے نتائج خود اس کے لئے کتنے ہی نقصان دہ کیوں نہ ہوں- کسی سے محبت بے جا یا لگاؤ ناانصافی کو جنم دیتا ہے-

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے-

"اگر کوئی شخص کسی ظالم کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ظالم ہے تو ظالم کا ساتھ دینے والا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے-"

اگر کسی کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے تو خاموش رہنایا گواہی دینے سے انکار یا گریز کرنا بھی ظالم کی مدد کرنے کے برابر ہے۔ خاموشی ناانصافی کو تسلیم کرنے کا ثبوت ہے۔ مثال کے طور پر آج فلسطین کے مسلمانوں پر جو ظلم ہورہا ہے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کرنا ظالموں کی تائید کرنے کے برابر ہے۔

زیارت میں ہم بار بار یہ پڑھتے ہیں کہ اگر ہم بھی روز عاشورہ کربلا میں ہوتے تو امام حسینؑ کے لئے اپنی جان قربان کردیتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ظلم کے خلاف صف آراء ہونے کے لئے تیار ہیں۔لیکن کیا ہم ظلم کے خلاف آواز اٹھارہے ہیں؟

سوالات:

۱) اسلامی کردار اور عمل میں عدل وانصاف اور مساوات کو کیا اہمیت حاصل ہے۔ مثالیں دے کر سمجھایئے؟

۲) ظالم کا ساتھ دینے والا یا ظلم پر خاموش رہنے والا کیا مسلمان سمجھا جایئے گا؟

۳) موجودہ دور میں کیا مسلمان ظلم کے خلاف آواز اٹھارہے ہیں؟

یتیموں سے سلوک

''جو شخص کسی یتیم کی سرپرستی قبول کرتا ہے اور یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے اس کے ہاتھ کے نیچے سے گزرنے والے ہر بال کے لئے اللہ ایک نور سے اس شخص کو نواز دے گا۔'' (امام جعفر صادقؑ)

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ کسی قبرستان سے گزر رہے تھے جب آپ ایک قبر کے قریب پہنچے تو آپؑ تیزی سے اس قبر سے آگے نکل گئے۔ جب اصحاب نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپؑ نے کہا ''جو شخص اس قبر میں ہے اس کو سزا دی جارہی ہے اور یہ کہ آپؑ اس قبر کے نزدیک رہنا نہیں چاہتے۔'' ایک سال بعد پھر آپؑ کا گذر اس قبرستان سے ہوا لیکن اس مرتبہ اصحاب نے دیکھا کہ آپؑ آہستہ آہستہ چل رہے تھے، اصحاب نے اس تبدیلی کی وجہ پوچھی تو آپؑ نے کہا کہ ''اس شخص کا ایک بیٹا ہے اس نے کسی یتیم کو چھاچ اور روٹی دی ہے۔ اللہ نے اس کی نیکی کے عوض اس کے باپ کے گناہ بخش دئے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''اگر کسی شخص نے کسی یتیم کی سرپرستی کی اور اس کے اخراجات برداشت کئے تو وہ شخص جنت میں میرے اصحاب میں ہوگا اور میرے پہلو میں بیٹھے گا۔'' امام علیؑ نے ضربت (ابن ملجم کے حملے) کے بعد اپنی آخری وصیت میں فرمایا ہے۔ ''جب کسی یتیم کا معاملہ ہو تو اللہ سے ڈرو۔ یتیموں کو ہرگز ہرگز بھوکا مت رکھو۔ ان کی حفاظت کرو اور انہیں بتادو کہ وہ تباہی سے بچ جائیں۔ حضرت محمدؐ ہمیشہ ہمیں ''ذمہ داری یاد دلایا کرتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ کسی یتیم بچے کے سامنے اپنے بچوں کو تحفے نہ دو اور اگر دو تو جیسا تحفہ اپنے بچے کو دو ویسا ہی اس یتیم بچے کو بھی دو۔ تاکہ بچہ احساس یتیمی کے سبب دل برداشتہ نہ ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ'' یتیموں سے جھڑک کر باتیں نہ کرو۔

سوالات:

۱) یتیم کی سرپرستی کے بارے میں امام جعفر صادقؑ نے کیا فرمایا ہے؟

۲) یتیم کی سرپرستی کے بارے میں حضرت محمد مصطفیٰؐ نے کیا فرمایا ہے۔

۳) یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے بارے میں حضرت عیسیٰ کا قصہ بیان کیجئے۔

حجاب

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ
وَلَايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَاوَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ
وَلَايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَائِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِىْ اَخَوَاتِهِنَّ اَوْبَنِىْ اَخَوٰتِهِنَّ
اَوْنِسَآئِهِنَّ اَوْ مٰمَلَكَتْ اَيْمَانِهِنَّ اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرَ اُوْلِى الْاِرْبَةِ مِنَ
الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْ اعَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ
بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا

الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ: (اے رسول) ایمان دار عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگار (کے مقامات) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جاتا ہو (چھپ نہ سکتا ہو) (اس کا گناہ نہیں) اور اپنی اوڑھنیوں کو (گھونگھٹ مار کے) اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالے رہیں اور اپنے شوہروں یا اپنے باپ داداؤں یا اپنے شوہر کے باپ داداؤں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنے (قسم کی) عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا (گھر کے) وہ نوکر چاکر جو مرد صورت ہیں مگر (بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے) عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے یا وہ کمسن لڑکے جو عورتوں کے پردے کی بات سے آگاہ نہیں ہیں ان کے سوا (کسی پر) اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہونے دیا کریں اور چلنے میں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ سنگار (جھنکار وغیرہ) کی خبر ہو جائے اور اے ایمان والو تم سب کے سب خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

(سورۃ النور: ۲۴، آیت ۳۱)

ہر بالغ لڑکی کے لئے فرض ہے کہ وہ ہر نامحرم سے اپنے سر اور جسم کو چھپائے رکھے۔ یعنی سر اور جسم کو ڈھانپے رکھے۔

باپ، دادا، بھائی، بھتیجے، بھانجے، چچا، ماموں، شوہر اس کے بچے اور اس کا باپ (خسر) محرم ہیں اور بقیہ تمام مرد نامحرم ہیں۔

حجاب، پردہ یا برقعہ، عورت کو ہر سماج میں باوقار بناتا ہے۔ حجاب مسلم عورت کی شناخت ہے۔ اسلام عورت کو باعزت مقام دیتا ہے اسلام میں بے حیائی اور عریانی گناہ ہیں۔ بے حیائی اور عریانی ہر عورت اور مرد کے لئے باعث ذلت ہوتی ہے۔ اسلام عورت کو حجاب (پردے) میں رہنے کی تاکید کرتا ہے اور مردوں کو حیا کی تعلیم دیتا ہے (جس طرح عورت کے لئے نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے اس طرح مرد کے لئے نامحرم عورتوں سے دور رہنا نظریں نیچی رکھنا ضروری ہے۔)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے حضرت ام سلمٰی سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص عبداللہ ابن مکتوم حضرت محمدؐ سے ملاقات کے لئے آئے رسولؐ اللہ نے عورتوں کو پردے کے پیچھے جانے کے لئے کہا لیکن جب عورتوں نے کہا کہ عبداللہ تو نابینا ہیں اور وہیں بیٹھی رہیں تو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔ جب عبداللہ چلے گئے تو آپ کمرے سے باہر آئیں اور رسول اللہؐ نے بیٹی سے پوچھا کہ تم کمرے میں کیوں چلی گئیں؟ حضرت فاطمہؑ نے کہا "عبداللہ نابینا ہیں میں تو نابینا نہیں ہوں۔"

اس مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ صرف نامحرموں سے پردہ کرنا ہی کافی نہیں بلکہ پردے میں سے نامحرموں کو دیکھنا بھی نہیں چاہیے۔

سوالات:

۱) اسلام میں حجاب کے بارے میں کیا احکام ہیں تفصیل سے بیان کیجئے؟
حجاب کے بارے میں قرآن مجید کے کس سورے میں احکام نازل ہوئے ہیں؟

۲) کیا مسلمان عورت کے پھوپھا خالو، بہن کا شوہر، ماموں زاد بھائی خالہ زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی محرم ہیں یا نامحرم؟

۳) جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے نابینا صحابی رسول سے کیوں پردہ کیا اس سلسلہ کی روایت بیان کیجئے؟

فقہی الفاظ اور ان کے معنی ۱

الفاظ	معنی	مثال
واجب	کرنا لازمی ہے -کوئی ایسا کام جس کا کرنا لازمی ہے نہ کرنے سے عذاب ہوگا	نماز، روزہ، خمس، حجاب وغیرہ
حرام	نہیں کرنا چاہیے ایسا کام جس کو ہرگز نہیں کرنا چاہیے کرنے سے عذاب ہوگا	زنا کرنا چوری کرنا، غیر ذبیحہ کھانا، جھوٹ بولنا وغیرہ
مستحب	کرنا بہتر ہے، ایسا کام جس کے کرنے سے ثواب ہو نہ کرنے سے عذاب نہ ہو	اذان، امامت، نماز تہجد، تلاوت قرآن مجید، دعا
مکروہ	نہ کرنا بہتر ہے -کوئی ایسا کام جس کا کرنا ناپسندیدہ ہو-لیکن کرنے سے عذاب نہ ہو	کسی تصویر کے سامنے نماز پڑھنا، کالا جوتا پہننا وغیرہ وغیرہ
جائز	جس کی اجازت ہو	کھنا پینا رونا مسکرانا وغیرہ
عذاب	سزا	جہنم
ثواب	انعام	جنت

فقہی الفاظ......۲

لفظ	معنی	مثال
مباح	قانونی / جائز جو آپ کی ملکیت یا اس کو استعمال کرنے کے لئے آپ کے پاس مالک کی اجازت ہے	آپ کا مال
غصبی	ناجائز غیر قانونی ایسی چیز جو کسی سے اجازت کے بغیر حاصل کی گئی ہو۔مباح کی ضد	چوری کا مال اجازت کے بغیر کسی کی کوئی چیز لے لینا
باطل	غیر درست ایسا کام جو درست طریقے سے نہ کیا گیا ہو	اگر نماز وضو کے بغیر ادا کی جائے تو نماز باطل ہوگی
ترتیب	درست کوئی کام ٹھیک طور سے کرنا	نماز میں قیام، رکوع، سجدہ، سب ایک ترتیب سے کئے جاتے ہیں اگر یہ ترتیب بدل دی جائے تو نماز باطل ہو جائے گی

فقہی الفاظ ۳

لفظ	معنی
مسلم	وہ شخص جو توحید، نبوت اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو، اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل کرتا ہو۔
مومن	جو شخص توحید عدل نبوت، امامت اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرتا ہو۔ اور آئمہ طاہرین علیہم اسلام سے محبت کرتا ہو اور ان کی پیروی کرتا ہو۔
کافر	جو شخص اللہ، رسولؐ اللہ حضرت محمدؐ اور قیامت پر ایمان نہ رکھتا ہے
مشرک	وہ شخص جو ایک سے زیادہ خداؤں پر یقین رکھتا ہو
منافق	وہ شخص جو زبان سے تو کہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے، کلمہ بھی پڑھتا ہے لیکن دل سے ان باتوں پر ایمان نہیں رکھتا۔

فقہی الفاظ............۴

الفاظ	معنی	مثال
واجب	ایسا عمل جو"واجب قربۃ الی اللہ" کی نیت سے بجالاتا ہے	نماز،روزہ
واجب توصلی	ایسا واجب عمل جس کے لئے"قربۃ الی اللہ" کی نیت ضروری نہیں	والدین کی اطاعت،وعدہ پورا کرنا
واجب عینی	ایسا عمل جو ہر شخص پر خود واجب ہو	نماز،خمس،حج
واجب کفائی	ایسا عمل جو سب پر واجب ہو لیکن اگر صرف ایک فرد ادا کردے تو سب پر ادا کرنا واجب نہ رہے	(۱) جب کوئی شخص کسی کمرے میں داخل ہو اور تمام لوگوں کو سلام علیکم کہے تب تمام پر وعلیکم السلام کہنا واجب ہوگا جب تک کہ ایک جواب دے (۲) نماز میت
واجب تخییری	ایسا واجب عمل جو چاہے تو ادا کرے چاہے تو ادا نہ کرے ایک واجب ادا کرنے کے لئے دو واجب کاموں میں سے ایک کام کا انتخاب کرنا اور اس کو بجالانا	نماز کی تیسری اور چوتھی رکعتوں میں تسبیحات اربعہ پڑھ سکتے ہیں یا سورۂ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں
واجب فوری	ایسا عمل جو فوری واجب ہوجائے	نماز آیات، زلزلہ یا آندھی طوفان آنے پر نماز آیات فوری پڑھنا چاہیے-قرآن کا واجب سجدہ آیت پڑھتے ہی ادا کرنا چاہیے
واجب مقدمی	ایسا عمل جو کسی دوسرے واجب عمل کو ادا کرنے کی نیت کے نتیجے میں واجب ہوجائے	طہارت،وضو،تیمّم،غسل، جب نماز پڑھنے کی نیت ہوتو واجب ہوجاتے ہیں

فقہی الفاظ............۵

احتیاط: (احوت)

اسلام میں قانون صرف اللہ کا ہے- مرجئ اور فقہا وہ ہوتے ہیں جو دو بنیادی ذرائع قرآن اور سنت وحدیث کی مدد سے کسی مسئلے کا حل دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں-

احادیث کا انحصار راوی پر ہوتا ہے اگر راوی معتبر نہ ہو تو حدیث ضعیف یا کمزور مانی جائے گی-

کسی مجتہد کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ حق اور باطل کی شناخت کرے- یہی وجہ ہے کہ تمام امور کے معاملے میں کسی ایک مجتہد کے تمام فتوے بالکل درست نہیں ہوتے-

احتیاط یا احوت کے الفاظ اس وقت استعمال کئے جاتے ہیں جب مجتہد کو خود یقین نہ ہو- کسی مسئلے میں مجتہد کو کتنا یقین ہے اس کا اندازہ ذیل کے فقہی الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے- جب احتیاط اور احوت کے الفاظ استعمال ہوں تو مقلد کے لئے بہتر ہے کہ وہ دوسرے مجتہد سے رجوع کرے-

لفظ	معنی
احتیاط مستحب	فتویٰ پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن دوسرے مجتہد سے رجوع ہونا بہتر ہے
احتیاط واجب یا احوت وجوبی	فتویٰ پر عمل کرنا واجب ہے، لیکن مقلد دوسرے مجتہد سے بھی رجوع ہو سکتا ہے
احتیاط لازم	احتیاط واجب اور احتیاط لازم میں کوئی فرق نہیں- فرق صرف مسئلے کا حل تلاش کرنے کے طریق کار میں ہے کیونکہ حل قرآن یا حدیث کی بنیاد پر نہیں بھی ہو سکتا ہے-
احتیاط احوت	اگر فتویٰ سے پہلے احتیاط احوت لکھا ہو تو مطلب احتیاط واجب ہوگا اور اگر فتویٰ کے بعد لکھا ہو تو اس کا مطلب احتیاط مستحب ہوگا

غسل (احکامات جنابت)

انسان دو چیزوں سے مجنب ہوتا ہے
۱) جماع ۲) منی کا بیداری یا نیند کی حالت میں تھوڑا یا زیادہ شہوت کے ساتھ یا بغیر شہوت کے اختیار یا بغیر اختیار کے خارج ہونا۔

وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں

پانچ چیزیں جنابت والے شخص کے لئے حرام ہیں
۱) اپنے بدن کے کسی حصہ سے حروف قرآن یا نام خدا اور اسی طرح بنابر احتیاط واجب نام انبیاء وائمہ علیہم السلام اور نام حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مس کرنا جیسا کہ وضو میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۲) مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونا اگر چہ ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے سے نکل آئے۔

۳) دوسری مساجد میں ٹھہرنا، البتہ اگر ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے سے نکل آئے یا کوئی چیز اٹھانے کے لئے اندر جائے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ائمہ معصومینؑ کے حرموں میں توقف نہ کرے۔

۴) مسجد میں کوئی چیز رکھنا

۵) ان سورتوں کی تلاوت کرنا کہ جن میں سجدہ واجب ہے اور چار سورتوں میں سجدہ واجب ہے۔ اول قرآن کے ۳۲ ویں سورۃ الٓمٓ تَنْزِیْل میں، دوسرا قرآن کے ۴۱ سورۃ حم سجدہ میں، تیسرا قرآن کے ۵۳ سورۃ، والنجم میں، چوتھا ۹۶ سورۃ اقراء باسم میں، اور اگر ایک حرف بھی ان چار سورتوں میں سے کسی ایک کو قصد سے پڑھا جائے حرام ہے۔

غسل جنابت

ذاتی طور پر غسل جنابت مستحب اور نماز واجب اور دیگر ایسے امور کے لئے واجب ہو جاتا ہے مگر میت، سجدۂ شکر اور قرآن کے واجب سجدوں کے لئے غسل جنابت ضروری نہیں۔

۳۹۱) جس شخص نے غسل جنابت کیا ہوا سے نماز کے لئے وضو نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر کوئی اور غسل ہو تو صرف اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جاسکتی بلکہ وضو بھی کرنا پڑے گا۔

سوالات:

۱) غسل جنابت کب واجب ہوتا ہے؟

۲) وہ کون سی چیزیں ہیں جو مجنب پر حرام ہیں؟

۳) کیا غسل جنابت کے بعد نماز کے لئے وضو کرنا ضروری ہے؟

''احکام حیض ونفاس''

حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوسکتی اور اگر تین سے کچھ بھی کم رہا ہوتو وہ خون حیض نہیں ہوگا۔
حیض والی عورت پر چند چیزیں حرام ہیں۔
۱) وہ عبادتیں کہ جنہیں وضو غسل یا تیمّم کے ساتھ بجالانا پڑتا ہے مثل نماز وغیرہ کے البتہ وہ عبادتیں کہ جن کے لئے وضو غسل یا تیمّم کی ضرورت نہیں مثلاً نماز جنازہ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲) جو چیزیں مجب کے لئے حرام ہیں اوران کا ذکر جنابت میں ہو چکا ہے۔

۳) شرمگاہ میں جماع کرنا عورت کے لئے حرام ہے اور مرد کے لئے بھی اگر چہ بمقدار جائے ختنہ ہو اور منی بھی خارج نہ ہو، بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ختنہ والی جگہ سے کم مقدار بھی داخل نہ کرے اور حیض والی عورت کی دبر میں وطی کرنا سخت مکروہ ہے (بعض کے نزدیک حرام ہے)

اگر عورت کے ایام حیض کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے اور شوہر پہلے حصہ میں عورت کی قبل میں جماع کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ چنے کے اٹھارہ دانوں کے برابر (تقریباً تین گرام) سونا کفارہ کے طور پر فقیر کو دے اور اگر دوسرے حصہ میں جماع کرے تو نو دانوں کے برابر اور اگر تیسرے حصہ میں جماع کرے تو ساڑھے چار دانوں کے برابر (دے مثلاً ایک عورت کو چھ دن حیض آتا ہے تو اگر شوہر پہلے دو دنوں کی رات یا دن میں جماع کرے تو اٹھارہ دانے سونے کے دینے پڑیں گے اور تیسرے چوتھے دن یا رات میں ہو تو نو دانے اور پانچویں یا چھٹے دن رات میں ساڑھے چار دانے دینے پڑیں گے۔

اگر کوئی شخص حیض کے پہلے، دوسرے اور تیسرے حصہ میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو اسے تینوں کفارے دینے پڑیں گے کہ جن کی مجموعی مقدار ساڑھے اکتیس چنے کے دانے کے برابر بنتی ہے۔

جو شخص کفارہ نہیں دے سکتا تو بہتر یہ ہے کہ کسی فقیر کو کچھ صدقہ دیدے اور اگر صدقہ بھی نہیں دے سکتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ استغفار کرے اور جب ہو سکے تو کفارہ دے۔

عورت کو حالت میں طلاق دینا جس طرح کہ کتاب طلاق میں بیان ہوگا باطل ہے۔

اگر حالت نماز میں حیض آ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

جب عورت خون حیض سے پاک ہو جائے تو واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لئے جنہیں وضو غسل یا تیمم کے ساتھ بجالانا چاہیے غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت والا ہے البتہ نماز کے لئے غسل سے پہلے یا بعد وضو کرے اور بہتر یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرے۔

جب عورت خون حیض سے پاک ہو جائے اگر چہ اس نے ابھی تک غسل نہ کیا ہو اس کو طلاق دینا صحیح اور شوہر کے لئے اس سے جماع کرنا جائز ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل سے پہلے اس سے جماع نہ کرے دوسرے کام جو کہ حالت حیض میں اس کے لئے حرام تھے مثلاً مسجد میں ٹھہرنا، حروف قرآن کا مس کرنا تو جب تک غسل نہ کر لے یہ اس پر حرام رہیں گے۔

پنجگانہ نمازیں جو عورت نے نہیں پڑھیں ان کی قضا نہیں ہے البتہ واجب روزوں کی قضا کرنی پڑے گی۔

جو عورت عموماً مہینہ میں ایک مرتبہ خون دیکھتی ہے اگر ایک مہینہ میں دو مرتبہ خون دیکھے اور اس خون میں علامات حیض بھی موجود ہوں تو اگر درمیانی پاک رہنے کا عرصہ دس روز سے کم نہ ہو تو دونوں کو الگ الگ حیض قرار دے۔

اگر چند دن کو حیض قرار دے اور عبادت ترک کر دے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ یہ حیض نہیں تھا تو نماز اور روزے جو ان دنوں ترک کرتی رہی ہے ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادات کرتی رہی ہے کہ یہ خون حیض نہیں بعد میں معلوم ہو جائے کہ یہ تو حیض تھا تو اگر ان دنوں روزے رکھتی رہی ہے تو ان کی قضا کرے۔

نفاس:

جب بچے کے بدن کا پہلا جز ماں کے شکم سے باہر آئے تو اس وقت سے جو خون عورت دیکھے اگر دس دن سے پہلے یا دسویں دن بند ہو جائے تو وہ خون نفاس ہے اور حالت نفاس میں عورت کو نفساء کہتے ہیں

بچے کے جسم کے پہلے حصے کے باہر آنے سے پہلے جو خون عورت دیکھے وہ نفاس نہیں ہے۔

سوالات:

۱) حیض اور نفاس میں کیا فرق ہے؟
۲) حائضہ عورت پر کون سی عبادتیں حرام ہیں؟
۳) کیا حالت حیض میں عورت سے جماع کرنا جائز ہے؟
۴) حالت حیض میں عورت سے جماع کرنے کا کیا کفارہ ہے؟
۵) غسل حیض و نفاس کا طریقہ بتلایئے؟

استحاضہ

استحاضہ کی تین قسمیں ہیں:

۱)قلیلہ ۲)متوسطہ ۳) کثیرہ

استحاضہ قلیلہ: وہ خون ہے جو اس روئی میں داخل نہ ہو جو شرمگاہ میں مستحاضہ رکھتی ہے اور اس کی دوسری طرف ظاہر بھی نہ ہو

استحاضہ متوسطہ: وہ خون ہے جو کہ روئی میں نفوذ کر جائے اور دوسری طرف ظاہر بھی ہو جائے لیکن اس پٹی تک نہ پہنچے جو عموماً عورتیں خون سے محفوظ رکھنے کے لئے باندھ لیتی ہیں۔

استحاضہ کثیرہ: وہ ہے جو روئی سے نکل کر باہر والی پٹی تک بھی پہنچ جائے۔

استحاضہ قلیلہ میں عورت کو چاہئے کہ وہ ہر نماز کے لئے علحدہ وضو کرے۔ روئی کو بدلے یا پاک کرے اور شرمگاہ کے باہر والے حصے تک اگر خون پہنچ جائے تو اسے بھی پاک کرے۔

اگر استحاضہ قلیلہ والی عورت نماز صبح کے بعد متوسطہ ہو جائے تو اسے نماز ظہر و عصر کے لئے غسل کرنا ہوگا اور اگر نماز ظہر و عصر کے بعد متوسطہ ہو جائے تو پھر مغرب وعشاء کے لئے غسل کرے۔

استحاضہ کثیرہ میں علاوہ ان کاموں کے جو استحاضہ متوسطہ والی عورت کرے گی جیسا کہ گزشتہ مسئلہ میں بتایا جا چکا ہے ہر نماز کے لئے اوپر والی پٹی کو بدل دے یا پاک کرے اور ایک غسل نماز ظہر و عصر کے لئے اور ایک مغرب وعشاء کے لئے بھی کرے اور ظہر و عصر میں نماز کو بلافصل پڑھے اور اگر فاصلہ کر دیا تو نماز عصر کے لئے دوبارہ غسل کرنا پڑے گا۔ اور اگر مغرب وعشای ء کے درمیان بھی فاصلہ ہو جائے تو عشاء کے لئے دوبارہ غسل کرے گی۔

مستحاضہ عورت کا روزہ (جس پر غسل واجب ہو) اس صورت میں صحیح ہے کہ دن کی واجب نمازوں کے غسل انجام دے اور نیز بنابر احتیاط واجب نماز مغرب اور عشاء کا غسل اس نے اس رات کیا ہو جس کی صبح کو وہ روزہ رکھنا چاہتی ہے ہاں اگر اس نے مغرب وعشاء کے لئے تو غسل نہیں کیا لیکن نماز تہجد پڑھنے کے لئے اذان صبح سے پہلے غسل کیا ہو اور دن کی نمازوں کے لئے

غسل کرتی رہی تو روزہ صحیح ہے۔

اگر مستحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسط یا کثیرہ ہو جائے تو وہ متوسطہ اور کثیرہ والے کام بجالائے جو کہ بیان کئے جا چکے ہیں اور اگر متوسطہ کثیرہ ہو جائے تو کثیرہ والے کام بجالائے اور اگر وہ استحاضہ متوسطہ کے لئے غسل بھی کر چکی ہے تو بیکار ہے بلکہ اس دوبارہ کثیرہ کے لئے غسل کرنا ہوگا۔

اگر اثناء نماز میں استحاضۂ متوسطہ والی کثیرہ ہو جائے تو وہ نماز کو توڑ دے اور استحاضہ کثیرہ کے لئے غسل اور وضو کرے اور دوسرے کام بجالانے کے بعد اسی نماز کو ادا کرے اور اگر وضو غسل کے لئے وقت نہیں رہا تو اسے دو تیمم کرنا ہوں گے۔ ایک غسل اور دوسرا وضو کے بدلے اور اگر غسل وضو میں سے ایک وقت ہے تو اس کو بجالائے اور دوسرے کے بدلے تیمم کرلے اور تیمم کے لئے بھی وقت نہیں تو نماز کو نہ توڑتے ہوئے پورا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضاء بھی کرے اور یہی حکم ہے اگر اثناء نماز میں استحاضہ قلیلہ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے۔

مستحاضہ قلیلہ اگر نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے کہ جس میں وضو شرط ہے مثلاً بدن کے کسی حصے کو حروف قرآن سے مس کرنا ہو تو وضو کرے اور جو وضو اس نے نماز کے لئے پہلے کیا ہے بنا بر احتیاط واجب وہ کافی نہیں۔

اگر عورت مستحاضہ نماز قضا پڑھنا چاہے تو ہر نماز کے لئے وہ تمام کام کرے جو ادا نماز کے لئے کرنا پڑتے ہیں۔ اور بناء بر احتیاط واجب دونوں کو ایک ہی غسل و وضو سے بجا نہ لائے......

''غسل مس میت''

اگرکوئی شخص کسی مردہ انسان کو چھولے جو کہ سرد ہو گیا ہو اور اسے ابھی تک غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کے کسی حصے کو اس سے مس کرے تو اسے غسل مس میت کرنا پڑیگا چاہے نیند میں مس کرے یا بیداری میں، اپنی مرضی سے یا بے اختیار یہاں تک کہ اگر اس کا ناخن اور ہڈی میت کے ہڈی اور ناخن سے مس ہو جائے تو بھی غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو چھولے تو غسل واجب نہیں ہے۔

مردہ بچے کے لئے بھی چاہے وہ بچہ سقط شدہ ہی کیوں نہ ہو کہ جو پورے چار مہینہ کا ہو، غسل مس میت واجب ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس سقط شدہ بچے کے لئے بھی غسل کرے جو چار مہینے سے کم ہے۔ اس بنا پر اگر چار مہینہ کا مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اس کی ماں غسل مس میت کرے بلکہ اگر چار مہینہ سے کم کا ہی کیوں نہ ہو بہتر یہ ہے کہ اس کی ماں غسل مس میت کرے۔

اگر کسی زندہ یا مردہ سے کہ جسے غسل نہیں دیا گیا، بدن کا کچھ حصہ جدا کیا گیا ہو کہ جس کی ہڈی ہو اور اس جدا شدہ حصہ کو ابھی تک غسل نہیں دیا گیا اور کسی نے اسے چھولیا ہے تو اسے غسل مس میت کرنا پڑے گا لیکن اگر زندہ سے جدا شدہ حصے میں ہڈی نہ ہو تو پھر اس کے مس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

اگر کئی مردوں کو مس کرے یا ایک ہی میت کو چند دفعہ چھولے تو ایک ہی غسل کافی ہے۔

جس شخص نے میت کو چھو لینے کے بعد غسل مس میت نہیں کیا اس کے لئے مسجد میں ٹھہرنا، جماع کرنا اور واجب سجدوں والی سورتوں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ نماز اور اس قسم کے امور کے لئے غسل اور وضو کرنا پڑے گا۔

''غسل کے طریقے''

غسل واجب ہو یا مستحب اسے دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے-ترتیبی اور ارتماسی

غسل ترتیبی:

غسل ترتیبی میں غسل کی نیت سے پہلے سر و گردن پھر دائیں طرف کو دھویا جائے- اب اگر جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس ترتیب پر عمل نہ کیا گیا تو غسل باطل ہوگا-

یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ تینوں حصے مکمل دھوئے گئے ہیں، چاہئے کہ ہر حصے کے دھوتے وقت دوسری طرف کے کچھ حصے کو بھی اس کے ساتھ دھویا جائے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ گردن کے تمام دائیں حصے کو بدن کے دائیں حصے کے ساتھ اور بائیں حصے کو بدن کے بائیں حصے کے ساتھ دھویا جائے-

غسل ارتماسی:

غسل ارتماسی میں اگر غسل ارتماسی کی نیت سے بتدریج پانی میں چلا جائے تو جب تمام بدن پانی کے نیچے پہنچ جائے تو غسل صحیح ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ غوطہ لگایا جائے-

غسل ارتماسی میں پورا بدن (پہلے سے) پاک ہو لیکن غسل ترتیبی میں پاک ہونا ضروری نہیں اور اگر تمام بدن نجس ہو اور ہر حصے کے دھونے سے پہلے اسے پاک کرلیا جائے تو کافی ہے-

اگر غسل میں سر کے بال برابر بھی کوئی جگہ دھونے کے بغیر رہ جائے تو غسل باطل ہے البتہ وہ جگہیں جو دیکھی نہیں جا سکتیں مثلاً کان اور ناک کا اندرونی حصہ تو ان کا دھونا واجب نہیں ہے-

جو چیز بدن تک پانی کے پہنچنے سے روکتی ہے تو اس کو دور کیا جائے اور اگر ابھی تک یہ یقین پیدا نہ ہو کہ وہ دور ہوگئی ہے اور

غسل کرے تو غسل باطل ہے۔

تمام وہ شرائط جو وضو کے صحیح ہونے میں بتائے جا چکے ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور اس کا غصبی نہ ہونا، وہ غسل کے صحیح ہونے میں بھی شرائط ہیں۔ البتہ غسل میں یہ ضروری نہیں کہ بدن کو اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے اور غسل ترتیبی میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر حصے کے دھونے کے بعد فوراً دوسرے حصے کو دھویا جائے بلکہ اگر سر و گردن کے دھونے کے بعد کچھ دیر صبر کرے اور پھر دائیں طرف دھوئے اور کچھ مدت کے بعد بائیں طرف دھوئے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ جسے پیشاب و پاخانہ بار بار آتا ہو تو اگر وقت تنگ ہے تو اسے ہر حصے کے دھونے کے بعد فوراً دوسرا حصہ دھونا چاہئے اور غسل کے بعد فوراً نماز پڑھ لے اور یہی حکم ہے استحاضہ والی عورت کا۔

سوالات:

۱) استحاضہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تفصیل بتلائیے؟

۲) استحاضہ کی حالت میں نماز اور روزہ کے احکام بیان کیجئے

۳) غسل مس میت کب واجب ہوتا ہے؟

۴) غسل کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟ ہر ایک کی تفصیل بیان کیجئے؟

غسل، کفن، نماز میت اور دفن

وہ مسلمان جو محتضر ہے یعنی جان کنی کی حالت میں ہے وہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، اس کو چت لٹایا جائے اس طرح کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں اور اگر پورے طور سے اسے اس طرح لٹانا ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنا ممکن ہو اس طریقہ پر عمل کیا جائے اور اگر اسے لٹانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو بقصد احتیاط اسے قبلہ رخ بٹھا دیا جائے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر بقصد احتیاط داہنی کروٹ یا بائیں کروٹ اسے قبلہ رخ لٹایا جائے۔

غسل، کفن، نماز اور دفن بارہ اماؑم کو ماننے والے مسلمان کا ہر بالغ و عاقل پر واجب ہے اور اگر بعض لوگ یہ امور انجام دے دیں تو باقی سے ساقط ہو جائیں گے اور اگر کوئی شخص بھی انہیں انجام نہ دے تو سب گنہگار ہوں گے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ باقی مسلمانوں کا حکم بھی شیعہ اثنا عشری والا ہے۔

سقط شدہ بچہ اگر چار ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا اور اگر چار ماہ کا نہیں تو اسے کپڑے میں لپیٹ کر غسل کے بغیر دفن کر دیں۔

اگر مرد عورت کو یا عورت مرد کو غسل دیں تو وہ باطل ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کو، شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتے ہیں اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو غسل نہ دیں۔

مرد ایسی لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جس کی عمر تین سال سے زائد نہ ہو اور عورت بھی ایسے بچے کو غسل دے سکتی ہے جس کی عمر تین سال سے زائد نہ ہو۔

اگر مرد میت کو غسل دینے کے لئے مرد نہ مل سکے تو وہ عورتیں جو قرابت کی وجہ سے اس کی محرم ہیں مثلاً ماں، بہن، پھوپی، اور خالہ یا جو دودھ پلانے کی وجہ سے اس کی محرم ہو گئی ہیں۔

میت کی شرمگاہ کو دیکھنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہے اگر دیکھ لے تو گنہ گار ہوگا لیکن غسل باطل نہیں ہوگا

واجب یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کی اجرت نہ لی جائے البتہ مقدمات غسل کی اجرت لینی حرام نہیں۔

غسل کے بعد واجب ہے کہ میت کو حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، ہاتھوں کی تھیلیوں، گھٹنوں سروں اور پاؤں کے

انگوٹھوں کے سروں پر کافور مل دیں اور مستحب ہے کہ ناک کے سرے پر بھی کافور ملا جائے اور کافور پسا ہوا اور تازہ ہو، اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو ختم ہو چکی ہے تو وہ کافی نہیں۔

مسلمان میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے کہ جنہیں لنگ، قمیص اور سرتاسری کہتے ہیں۔

لنگ ناف سے لے کر زانو تک اطراف بدن کو چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ کہ سینہ سے لے کر پاؤں کے اوپر تک ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ قمیص کندھے سے لے کر آدھی پنڈلی تک تمام بدن کو چھپائے اور سرتاسری کی لمبائی جسد میت سے زیادہ ہو اور اس کی چوڑائی اتنی ہو کہ اس کی ایک طرف دوسری پر آجائے۔

غصبی چیز سے کفن دینا جائز نہیں اگر چہ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ بھی مل سکے اور اگر میت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو اگر چہ میت دفن ہو چکی ہو تب بھی اس کے بدن سے کفن اتار لیا جائے گا اور واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں مردار کے چمڑے میں بھی کفن نہ دیا جائے۔

نماز میت:

مسلمان میت پر نماز پڑھنا اگر چہ بچہ ہو واجب ہے البتہ بچے کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور وہ بچہ پورے چھ سال کا ہو۔

نماز میت، غسل، حنوط اور کفن دینے کے بعد پڑھی جائے اور اگر ان سے پہلے یا ان کے درمیان پڑھی گئی اگر چہ بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہو تو کافی نہیں ہے۔

جو شخص نماز میت پڑھنا چاہتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہو اور اس کا بدن اور لباس بھی پاک ہو اور اگر اس کا لباس غصبی بھی ہو تو کوئی حرج نہیں اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تمام وہ چیزیں جو باقی نمازوں میں ضروری ہیں ان کی رعایت کرے۔

میت پر نماز پڑھنے والے کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو اس کے سامنے چت لٹایا گیا ہو اس طرح کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے ٹھہرنے کی جگہ میت کی جگہ سے زیادہ پست اور زیادہ بلند نہ ہو البتہ تھوڑی سی بلندی یا پستی میں کوئی حرج نہیں۔

نماز میت کو کھڑے ہو کر قصد قربت سے پڑھنا چاہئے اور نیت کے وقت میت کو معین کیا جائے مثلاً یوں نیت کر لے کہ نماز پڑھتا ہوں میں اس میت پر واجب قربة الی اللہ۔

مختصر نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

نماز کی پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا پانچ تکبیریں اس ترتیب سے کہے تو کافی ہے۔ نیت اور پہلی تکبیر کے بعد کہے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

دوسری تکبیر کے بعد کہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: الٰہی (ہمارے سردار) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل پر رحمت بھیج

تیسری تکبیر کے بعد کہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ترجمہ: اے اللہ مؤمنین اور مومنات کی مغفرت فرما

چوتھی تکبیر کے بعد کہے (اگر میت مرد کی ہے)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذَا الْمَیِّتِ

ترجمہ: اے اللہ! اس میت کی مغفرت فرما

اور اگر عورت کی میت ہے تو کہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذِہِ الْمَیِّتِ

ترجمہ: اے اللہ! مرحومہ کی مغفرت فرما

اور پھر پانچویں تکبیر کہہ کر نماز کو تمام کرے

احکام دفن:

)احتیاط واجب ہے کہ میت کو زمین میں اس طرح دفن کیا جائے کہ اس کی بدبو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کے بدن کو باہر نہ نکال سکیں اور اگر یہ ڈر ہو کہ جانور اس کے بدن کو باہر نکال لیں گے تو قبر اینٹ وغیرہ سے مستحکم بنائی جائے۔

میت کو قبر میں داہنی کروٹ اس طرح لٹایا جائے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رخ ہو۔

اگر کوئی شخص کشتی میں مر جائے تو اگر اس کا جسم خراب نہیں ہو اور اس کا کشتی میں رہنا بھی کوئی مانع نہیں رکھتا ہو تو خشکی تک پہنچنے کے لئے صبر کیا جائے اور اسے زمین میں دفن کیا جائے ورنہ کشتی میں اسے غسل ،حنوط اور کفن دینے کے بعد نماز میت پڑھ کر کوئی وزنی چیز اس کے پاؤں سے باندھ کر اسے دریا میں ڈال دیا جائے یا کسی بڑے مٹکے میں ڈال کر اس کے منہ کو بند کر کے دریا میں ڈال دیا جائے اور اگر ممکن ہو تو اسے دریا میں ایسی جگہ پھینکا جائے کہ فوراً جانوروں کا لقمہ نہ بنے۔

جائز نہیں کہ انسان کسی موت پر اپنے چہرے پر خراش ڈالے یا اپنے آپ کو طمانچے مارے۔

اگر شوہر ،بیوی یا بیٹے کی موت پر گریبان چاک کرے یا کپڑے پھاڑے یا اگر عورت کسی میت پر اپنے چہرے پر اس طرح کہ خراش ڈالے کہ خون آ جائے یا بال نوچے تو اسے ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں لباس دینا پڑے گا اور یہ نہ ہو سکے تو تین دن روزہ رکھے بلکہ اگر خون نہ بھی نکلے تو احتیاط واجب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے۔

مسلمان کی قبر کا نبش یعنی قبر کا کھولنا اگر چہ وہ بچہ یا دیوانہ ہو حرام ہے لیکن اگر اس کا بدن ختم ہو کر مٹی بن گیا ہے تو کوئی اشکال نہیں

چند موارد میں قبر کا کھولنا حرام نہیں ہے مثلاً اگر قبر کی زمین غصبی ہو اور زمین کا مالک اس کی قیمت یا معاوضے لینے پر تیار نہ ہو تو تب میت نکالی جاسکتی ہے

امام زادوں ،شہداء ،علماء اور صلحاء کی قبور کا کھولنا اگر چہ سالہا سال گزر گئے ہوں جبکہ وہ زیارت گاہ ہوں تو حرام ہے بلکہ اگر زیارت گاہ نہ بھی ہوں تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں نہ کھولا جائے۔

سوالات:

۱) غسل میت کا طریقہ تفصیل سے بیان کیجئے؟

۲) مرد اور عورت کے کفن کی تفصیلات الگ الگ بیان کیجئے

۳) نماز میت کا طریقہ بیان کیجئے

۴) کیا کسی مسلمان کی قبر کو دفن کے بعد دوبارہ کھولا جا سکتا ہے؟ اگر ہاں تو کب اور کن حالات میں؟

تیمّم

سات موارد ایسے ہیں جہاں وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرنا پڑتا ہے۔

۱)اتنا پانی میسر نہ ہو جو وضو یا غسل کے لئے چاہیے۔

اگر انسان آبادی میں ہے تو وضو اور غسل کے لئے پانی تلاش کرنے میں اتنی کوشش کرے کہ اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اگر بیابان میں ہے تو اگر اس کی زمین پست وبلند ہے اور درخت وغیرہ کی وجہ سے اس زمین کو عبور کرنا مشکل ہے تو وہ چاروں طرف قدیم زمانہ کے ایک تیر کی مار کے فاصلہ تک پانی کی جستجو کرے جو تیر کمان کے ذریعے پھینکے جاتے تھے اور اگر زمین ایسی نہیں بلکہ ہموار ہے اور درخت وغیرہ بھی نہیں کہ جن سے گزرنا مشکل ہو تو ہر طرف دو تیروں کی مار کے برابر جستجو کرے (آقائی مجلسی مرحوم نے پانی تلاش کرنے کی حد دوسو قدم مقرر کی ہے)

جس شخص کو پانی کے استعمال سے جان کا خطرہ ہو یا اسے خوف ہو کہ اس کے استعمال سے کوئی بیماری یا عیب اس میں پیدا ہو جائے گا یا بیماری طوالت یا شدت پکڑ جائے گی یا اس کا علاج مشکل ہو جائے گا تو اسے تیمّم کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر گرم پانی اس کے لئے مضر نہیں تو وہ گرم پانی سے وضو یا غسل کرے۔

جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے تو پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے گا تو تیمّم کرے۔

جس شخص کو یہ خوف ہے کہ میں نے پانی وضو یا غسل میں صرف کر لیا تو خود یا میرے بیوی، بچے یا دوست یا جو لوگ اس سے مربوط ہیں مثلاً ملازم یا خادمہ پیاس سے مر جائیں گے یا بیمار ہو جائیں گے یا اتنے پیاسے ہوں گے کہ جس کا تحمل مشقت آور ہے تو اسے وضو اور غسل کے بدلے تیمّم کرنا چاہیے اور اگر اسے وہ جانور کہ جنہیں عموماً کھانے کے لئے ذبح نہیں کیا جاتا (جیسے گھوڑا، خچر وغیرہ) کے تلف ہونے کا خوف ہے تو انہیں پانی پلائے اور خود تیمّم کرے اگر چہ وہ جانور اس کا اپنا نہ ہو اور یہی حکم ہے اگر کوئی ایسا

شخص ہے کہ جس کی جان کا محفوظ رکھنا واجب ہو اس طرح پیاسا ہے کہ اگر اسے پانی نہ دیا گیا تو وہ تلف ہو جائے گا۔

اگر سوائے ایسے پانی یا برتن کے کہ جس کا استعمال حرام ہے اور کوئی پانی یا برتن اس کے پاس نہیں مثلاً پانی یا اس کا برتن غصبی ہے اور اس کے علاوہ دوسرا پانی یا برتن بھی موجود نہیں تو وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرے۔

تیمم مٹی، ریت، ڈھیلا اور پتھر سے اگر پاک ہوں تو صحیح ہے اور پختہ مٹی کے ساتھ مثل اینٹ اور کوزہ کے بھی صحیح ہے۔

جس چیز پر تیمم کرے وہ غصبی نہ ہوں

تیمّم کا طریقہ:

تیمّم میں چار چیزیں واجب ہیں

۱) نیت

۲) دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اکٹھا ایسی چیز پر مارنا کہ جن پر تیمم کرنا صحیح ہے۔

۳) دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو تمام پیشانی اور اس کی دونوں طرفوں پر اس جگہ سے کہ جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں آبروں اور ناک کے اوپر والے حصہ تک کھینچنا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو آبروؤں کے اوپر بھی کھینچا جائے۔

۴) بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پوری پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر کھینچا جائے۔

تیمّم خواہ غسل یا وضو کے بدلے ہو اس میں کوئی فرق نہیں۔

اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے تھوڑے سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو تیمم باطل ہے خواہ جان بوجھ کر ایسا کرے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا بھول چکا ہو۔ البتہ زیادہ دیر تک کرنا بھی ضروری نہیں بلکہ اتنی مقدار کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ پوری پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح ہو گیا ہے۔

نیت کے وقت یہ معین کرے کہ تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے اور اگر غسل کے بدلے ہو تو غسل کو معین کرے۔ چنانچہ اشتباہاً وضو کے بدل والی جگہ پر غسل کے بدل کی یا غسل کے بدلے والی جگہ پر وضو کے بدلے کی نیت کرے مثلاً جو تیمم، غسل جنابت کے بدلے تھا اس میں نیت غسل مس میت کے بدلے کی کرے تو اس کا تیمم باطل ہے۔

اگر پانی نہ ہونے یا کسی اور عذر کی بناء پر تیمم کرے تو اس عذر کے دور ہونے کے بعد اس کا تیمم باطل ہے۔

جو چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں وہ اس تیمم کو بھی باطل کر دیتی ہیں جو وضو کے بدلے ہو اور جو چیزیں غسل کو باطل کر دیتی ہیں وہ غسل کے بدلے تیمم کو بھی باطل کر دیتی ہیں۔

جو شخص غسل نہیں کر سکتا اگر کئی غسل اس پر واجب ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے۔

اگر غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو نماز کے لئے وضو کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کسی اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو وضو کرنا پڑے گا اور اگر وضو نہیں کر سکتا تو وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

سوالات:

۱) تیمم کب اور کن حالات میں کیا جا سکتا ہے؟

۲) تیمم کن چیزوں پر کیا جا سکتا ہے؟

۳) تیمم کرنے کا طریقہ تفصیل سے بتلایئے؟

احکام نماز

دینی اعمال میں سے اہم ترین عمل نماز ہے اگر یہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہوں گی اور اگر شرف قبولیت سے نہ نوازی گئی تو باقی اعمال بھی رد کردئے جائیں گے اور جس طرح دن رات میں انسان پانچ مرتبہ کسی نہر میں غسل کرے تو اس کے بدن پر میل کچیل باقی نہیں رہتی اسی طرح پانچ وقت کی نماز بھی انسان کو گناہوں سے پاک وصاف کردیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان نماز اول وقت میں بجالائے اور جو شخص نماز کو پست اور آسان سمجھے اس شخص کے مانند ہے جس نے نماز پڑھی ہی نہ ہو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا اور وہ رکوع وسجود پورے طور پر بجا نہ لایا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص جب کہ اس کی نماز کی یہ حالت ہے اگر مر جائے تو یہ میرے دین پر نہیں مرے گا۔ پس انسان کو چاہیے کہ نماز عجلت اور تیزی سے نہ پڑھے اور حال نماز میں یاد خدا خضوع وخشوع اور وقار کے ساتھ ہو اور اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ کس ذات سے گفتگو کررہا ہوں اور اپنے آپ کو عظمت وبزرگی خداوند عالم کے سامنے پست وناچیز سمجھے اور اگر انسان نماز میں پورے طور پر اس چیز کی طرف توجہ کرے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہوجاتا ہے۔ چنانچہ حالت نماز میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاؤں سے تیر نکالتے ہیں اور آنجناب اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور نماز ادا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ توبہ استغفار کرے اور وہ گناہ جو قبولیت نماز سے مانع ہیں مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام، کھانا، نشہ آور چیزوں کا کھانا پینا، خمس وزکوٰۃ نہ دینا بلکہ ہر گناہ ترک کرے اور اسی طرح ایسے کام بھی نہ کرے جو نماز کے ثواب کو کم کردیتے ہیں مثلاً نماز میں اونگھنا یا پیشاب روک کر نماز کے لئے کھڑا ہونا اور نماز پڑھتے وقت آسمان کی طرف نہ دیکھے اور وہ کام بھی بجالائے جو نماز کے ثواب کو زیادہ کرتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا اور صاف ستھرا لباس رکھنا، کنگھی اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔

واجب نمازیں:

چھ نمازیں واجب ہیں:

۱) نماز یومیہ ۲) نماز آیات

۳) نماز میت ۴) نماز طواف واجب خانہ کعبہ

۵) باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔

۶) وہ نماز جو اجارہ، نذر، قسم اور عہد کی وجہ سے واجب ہو گئی ہو۔

ہر دن کی واجب نمازیں:

ہر دن کی واجب نمازیں پانچ ہیں:

نماز ظہر و عصر میں سے ہر ایک کا ایک مخصوص اور ایک مشترک وقت ہے۔ نماز ظہر کا مخصوص وقت وہ ہے اول وقت ظہر سے لے کر نماز ظہر کے پڑھ لینے کی مقدار تک ہے اور نماز عصر کا مخصوص وقت وہ ہے جب مغرب سے اتنا وقت باقی رہ جائے کہ نماز عصر پڑھی جاسکے پس اگر کسی شخص نے اس وقت تک عمداً نماز ظہر نہیں پڑھی تو اس کی نماز ظہر قضا ہو جائے گی اور وہ نماز عصر پڑھے اگر کسی نے بھول کر نماز عصر کو مقدم کیا تو وہ ظہر کو ادا کی نیت سے عصر کے وقت میں بجالائے۔ نماز ظہر کے مخصوص اور نماز عصر کے مخصوص وقت کے درمیان والا حصہ ظہر اور عصر کا مشترک وقت ہے اور اگر کوئی شخص اشتباہاً اس مشترک وقت میں نماز ظہر یا عصر کو ایک دوسرے کے وقت میں پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مغرب وعشاء میں سے ہر ایک کا مخصوص اور مشترک وقت ہے۔ نماز مغرب کا وقت مخصوص اور مغرب سے تین رکعت پڑھ لینے کی مقدار تک ہے تو اگر کسی مسافر نے مثلاً تمام نماز عشاء بھول کر اس وقت پڑھ لی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ نماز مغرب پڑھ لینے کے بعد دوبارہ نماز عشاء پڑھے اور نماز عشاء کا مخصوص وقت وہ ہے جب آدھی رات سے نماز عشاء پڑھنے کی مقدار بھر وقت باقی رہ جائے اگر کسی نے اس وقت تک نماز مغرب جان بوجھ کر نہ پڑھی تو پہلے عشاء اور پھر مغرب پڑھے لیکن اگر بھول کر نماز عشاء کو مقدم کرے تو نماز مغرب اور عشاء کا مشترک وقت ہے۔ کہ اگر کسی نے اشتباہاً نماز عشاء مغرب سے پہلے اس وقت پڑھ لی اور نماز کے بعد ملتفت ہوا تو اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہئے کہ نماز مغرب بعد میں پڑھ لے۔

اذان صبح کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر کی طرف اٹھتی ہے کہ جسے فجر اول (صبح کاذب) کہتے ہیں۔ جب وہ سفیدی پھیل جائے تو فجر دوم (صبح صادق) اور وہ اول وقت نماز صبح ہے اور نماز صبح کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

نماز کے اوقات:

مستحب ہے کہ انسان نماز اول وقت میں پڑھے اور اس کی بہت تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو گی اتنا بہتر ہے مگر یہ کہ تاخیر کسی اور وجہ سے بہتر ہو مثلاً انتظار کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

اگر نماز کا وقت وسیع ہے اور کوئی صاحب حق اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے تو اگر ممکن ہو تو پہلے اس کا قرض ادا کرے اس کے بعد نماز ادا کرے اور یہی حکم ہے اگر کوئی اور ایسا کام پیش آئے کہ جسے فوراً بجالانا ہے مثلاً یہ دیکھے کہ مسجد نجس پڑی ہے تو پہلے مسجد کو پاک کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے اور اگر اس نے پہلے نماز پڑھ لی تو وہ گنہ گار ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

انسان کو چاہئے کہ نماز عصر ظہر کے بعد اور عشاء مغرب کے بعد پڑھے اور اگر جان بوجھ کر اس نے عصر ظہر سے پہلے اور عشاء مغرب سے پہلے پڑھ لی تو باطل ہے۔

قبلہ کے احکام:

قبلہ خانہ کعبہ ہے جو مکہ معظمہ میں ہے اور اس کے روبرو نماز پڑھی جائے۔ البتہ وہ شخص جو دور ہے اگر اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں قبلہ رخ نماز پڑھ رہا ہے تو کافی ہے اور یہی حکم ہے دوسرے ان امور کا جنہیں قبلہ رخ انجام دینا ہے مثلاً جانوروں کو ذبح کرنا۔

اگر قبلہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو یا باوجود کوشش کرنے کے اس کا گمان کسی ایک طرف نہیں جاتا تو اگر وقت نماز وسیع ہے تو وہ نماز چاروں طرف پڑھے اور اگر چار نمازوں کے لئے وقت نہیں تو جتنا وقت ہے اتنی نمازیں پڑھے مثلاً اگر صرف ایک نماز کا وقت ہے تو صرف ایک ہی نماز جس طرف چاہے پڑھے اور اسے چاہئے کہ نمازیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ایک نماز یقین ہو جائے کہ ایک نماز یقیناً قبلہ رخ ہو گئی ہے یا اگر قبلہ سے کچھ ہٹ کر بھی تھی تو بھی قبلہ کی دائیں یا بائیں طرف تک نہیں پہنچی۔

نماز پڑھنے والے کا لباس:

نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں۔

۱) یہ کہ پاک ہو ۲) یہ کہ مباح ہو

۳) یہ کہ مردار کی جز نہ ہو ۴) یہ کہ حرام گوشت جانور سے نہ ہو

یہ کہ اگر نمازی مرد ہے تو اس کا لباس خالص ریشم اور سونے کے تاروں سے بنا ہوا نہ ہو اور ان کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے اگر نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اسے کسی نجس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ یہ نجس ہے مثلاً اسے معلوم نہ ہو کہ حرام سے جنب ہونے والے کا پسینہ نجس ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور نماز کے بعد اس کو معلوم ہو کہ نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر وقت موجود ہے تو اس کو نماز دوبارہ پڑھے۔

دوسری شرط:

نمازی کا لباس مباح ہونا چاہئے اور جس شخص کو معلوم ہے کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے اگر جان بوجھ کر غصبی لباس میں نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اسی طرح اس لباس میں جس کے دھاگے یا بٹن غصبی یا کوئی اور چیز غصبی ہے نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ غیر غصبی لباس میں ادا کرے۔

تیسری شرائط:

مردار کے اجزا میں سے کوئی ایسی چیز جس میں جان ہوتی ہے مثلاً گوشت اور چمڑہ احتیاط واجب کے طور پر نمازی کے ہمراہ نہ ہو اگر چہ اس کا لباس نہ بن رہی ہو۔

اگر حلال گوشت مردار کی کوئی چیز مثل بال یا پشم کے جو کہ جان نہیں رکھتی نمازی کے ہمراہ ہو یا ان سے بنا ہوا لباس پہنے ہوئے ہو تو اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔

چوتھی شرط:

نمازی کا لباس حرام گوشت جانور سے نہ بنا ہو اور اگر اس کے بال بھی نمازی کے ہمراہ ہوئے تو اس کی نماز باطل ہے
اگر حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی اور تری نمازی کے بدن یا لباس پر لگی ہو تو اگر تر ہے تو نماز باطل ہے اور اگر خشک ہوگئی ہے اور اس کی عین نجاست دور ہوگئی ہے تو نماز صحیح ہے۔

پانچویں شرط:

سونے سے زینت کرنا مثلاً سونے کی زنجیر سینہ پر لٹکانا سونے کی انگوٹھی پہننا سونے کی گھڑی کلائی پر باندھنا مرد کے لئے حرام اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سونے کی عینک بھی نہ لگائے البتہ عورت کے لئے سونے سے زینت کرنا نماز وغیرہ میں کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

چھٹی شرط:

نمازی مرد کا لباس خالص ریشم کا نہ ہو، اسی طرح احتیاط واجب کے بنا پر دوسری چیزیں، ٹوپی اور ازار بند کے مانند جو تنہا ستر عورتین کے لئے کافی نہیں ہیں خالص ریشم کے نہ ہوں اور حالت نماز کے علاوہ بھی یہ چیزیں مرد کے لئے حرام ہیں۔
اگر پورے لباس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں اور اس میں نماز بھی صحیح ہے۔
اگر ریشمی رومال یا اس قسم کی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں اور نماز بھی اس سے باطل نہیں ہوتی۔
غصبی، خالص ریشم اور سونے کے تار سے بنا ہوا اور وہ لباس جو مردار سے بنایا گیا ہے ان کو حالت مجبوری میں پہننا کوئی حرج نہیں رکھتا اور جو شخص مجبور ہے کہ ایسا لباس پہنے اور اس کے علاوہ اور کوئی لباس بھی نہ رکھتا ہو اور آخر وقت میں اس کی مجبوری دور بھی نہ ہوسکتی ہو تو وہ ان چیزوں میں نماز پڑھ سکتا ہے۔
اگر جسم کے کسی کٹے ہوئے حصہ یا اس زخم کا خون جو جلدی درست ہو جائے گا اور اس کا دھونا بھی آسان ہے نمازی کے بدن یا لباس میں لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مرد کو چاہئے کہ وہ حالت نماز میں اپنے آگے پیچھے کو چھپائے اگر چہ اسے کوئی دیکھ بھی نہ رہا ہو اور بہتر یہ ہے کہ وہ ناف سے لے کر زانو تک چھپائے۔

عورت حالت نماز میں تمام بدن کو یہاں تک کہ سر اور اپنے بالوں کو چھپائے البتہ چہرہ کا چھپانا اتنی مقدار میں جو وضو میں دھویا جاتا ہے اور ہاتھ کلائی تک اور پاؤں پنڈلی کے شروع ہونے کی جگہ تک چھپانا ضروری نہیں ہے البتہ یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ مقدار واجب کو چھپا چکی ہوں چہرہ کے اطراف کے کچھ حصہ کو اور پنڈلی سے کچھ نیچے تک چھپائے۔

نماز کی جگہ:

ایسی ملک میں نماز پڑھنا کہ جس کی منفعت غیر کی ملکیت ہے جبکہ منفعت ملک کے مالک سے اجازت نہ لی گئی ہو باطل ہے مثلاً اگر مالک مکان یا کوئی دوسرا شخص اس شخص کی اجازت کے بغیر کہ جس نے مکان کرایہ پر لیا ہے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور یہی حکم ہے اگر ایسی ملک میں نماز پڑھے کہ جس میں کسی دوسرے کا حق ہے مثلاً اگر میت وصیت کر جائے کہ اس کے مال کے تیسرے حصے کو فلاں مصرف میں کیا جائے، تو جب تک تیسرا حصہ جدا نہ کیا جائے تو اس کے ملک میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

جو شخص مسجد کی کسی جگہ پر بیٹھا ہے اگر کوئی دوسرا اس کی جگہ غصب کرے اور وہاں نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ کسی دوسری جگہ ادا کرے۔

اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑے کہ جس کے متعلق معلوم نہیں کہ یہ غصبی ہے اور نماز کے بعد معلوم ہو جائے یا اس جگہ نماز پڑھے کہ جس کے غصبی ہونے کو بھول گیا ہے اور نماز کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے مگر یہ کہ اس نے خود غصب کی ہو۔

اگر اسے معلوم ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ غصبی جگہ میں نماز باطل ہے

اور وہاں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

جو شخص مجبور ہے کہ واجبی نماز سواری پر پڑھے تو اگر سواری کا جانور یا اس کی زین غصبی ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور یہی حکم ہے اگر سواری مستحب نماز پڑھنا چاہے۔

جو شخص کسی ملک میں دوسرے کا شریک ہے اگر اس کا حصہ الگ نہ ہو چکا ہو تو اس شریک کی اجازت کے بغیر اس ملک میں نہ تصرف کر سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

اگراس عین رقم سے کہ جس کا خمس وزکوٰۃ ادا نہیں کیا گیا کوئی ملک خریدے تو ....اس میں تصرف حرام اور وہاں نماز پڑھنا باطل ہے اور یہی حکم ہے اگر بطور قرض خرید کرے اور خریدتے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ یہ قرضہ اس مال سے ادا کروں گا کہ جس کا خمس یا زکوٰۃ ادا نہیں کئے ہوئے ہے۔

اگر صاحبِ ملک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے لیکن انسان کو معلوم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں تو اس کے ملک میں نماز پڑھنا باطل ہے اور اگر اجازت نہ دے لیکن اسے یقین ہے کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز صحیح ہے۔

میت کے اس ملک میں تصرف کرنا کہ جس کا خمس یا زکوٰۃ اس کو دینا ہے' حرام ہے' اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے مگر یہ کہ بنا رکھتے ہو کہ ان حقوق کو ادا کریں گے۔

اس میت کے مال میں تصرف کرنا کہ جو لوگوں کی مقروض ہے حرام اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے البتہ وہ جزئی تصرفات کو جو میت کو اٹھانے کے لئے معمول میں داخل ہیں ان کا کوئی حرج نہیں یا اگر اس کا قرضہ اس کے مال سے کم ہے اور وارثوں کا پختہ ارادہ ہے کہ وہ قرض ادا کریں گے تو ایسا تصرف جو ملک بیچنے اور اسے تلف کرنے کے علاوہ ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

اگر میت مقروض تو نہیں لیکن اس کے بعض وارث نابالغ دیوانے یا غائب ہیں تو اس کی ملک میں تصرف حرام اور اس میں نماز باطل ہے البتہ ایسے جزئی تصرفات جو میت کو لے جانے کے لئے معمول میں داخل ہیں ان میں کوئی اشکال نہیں۔

مسافر خانہ حمام اور اس قسم کی جگہوں میں جو وہاں آنے والے لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہیں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر یہ اطمینان پیدا نہ ہو کہ مالک راضی ہے تو پھر مشکل ہے البتہ ان کے علاوہ دوسری جگہوں میں اس صورت میں نماز پڑھی جا سکتی ہے کہ مالک اجازت دے یا ایسی بات کرے کہ جس سے معلوم ہو کہ نماز پڑھنے کی اجازت دے رہا ہے مثلاً یہ کہ کسی کو اجازت دے یا کہ وہ اس کی ملک میں بیٹھے اور سوئے تو اسے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے۔

وہ زیادہ وسیع زمین جو گاؤں سے دور اور جانوروں کی چراگاہ ہے تو اگر چہ اس کے مالک راضی نہ ہوں وہاں نماز پڑھنا، بیٹھنا اور سونا کوئی اشکال نہیں رکھتا اور وہ زرعی زمینیں جو گاؤں کے نزدیک ہیں اور ان کے گرد چار دیواری بھی نہیں اگر چہ ان کے مالکوں میں بچے اور دیوانے ہوں تو ان میں نماز پڑھنا گزرنا اور جزئی تصرفات کرنے میں کوئی اشکال نہیں البتہ اگر اس کے مالکوں میں سے کوئی ایک بھی راضی نہ ہو تو ان میں تصرفات کرنا حرام اور نماز باطل ہے۔

دوسری شرط:

نمازی کے ٹھہرنے کی جگہ متحرک نہ ہواور اگر تنگی وقت یا کسی اور وجہ سے مجبور ہو کہ ایسی جگہ نماز پڑھے جو حرکت کرتی ہے مثلاً موٹر کشتی اور گاڑی تو جس قدر ممکن ہو حرکت کی حالت میں کوئی چیز نہ پڑھے اور اگر وہ چیز قبلہ سے دوسری طرف حرکت کرے تو یہ قبلہ کی طرف پھرتا جائے۔

بس، کشتی اور گاڑی وغیرہ میں جبکہ وہ کھڑی ہوں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

گندم، جواور اس قسم کی چیزوں کی ڈھیریوں پر جو کہ بغیر حرکت کے نہیں رہ سکتیں، نماز باطل ہے۔

وہ جگہیں کہ جہاں آندھی اور بارش کا احتمال ہے یا لوگ زیادہ ہیں یا اس قسم کی کئی اور وجوہات کی بناء پر اسے اطمینان نہیں کہ نماز کو تمام کر سکے گا تو اگر اس امید سے کہ نماز تمام ہو جائے گی نماز شروع کرے تو کوئی اشکال نہیں اب اگر کوئی مانع پیدا نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور وہ جگہ کہ جہاں ٹھہرنا حرام ہے مثلاً ایسی چھت جو قریب ہے کہ گر جائے وہاں نماز نہ پڑھے لیکن اگر پڑھ لے تو باطل نہیں ہے۔اسی طرح وہ چیزیں کہ جن پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہے مثلاً وہ فرش کہ جس پر اللہ کا نام لکھا ہے تو وہاں نماز نہ پڑھے لیکن اگر پڑھ لے تو صحیح ہے۔

تیسری شرط:

یہ کہ.........جس کی چھت اتنی نیچے ہے کہ سیدھا کھڑا نہیں ہوسکتا یا وہ جگہ اتنی کم ہے کہ رکوع اور سجو نہیں کر سکتا اور اگر مجبور ہو کہ ایسی جگہ میں نماز پڑھے تو جتنا ممکن ہے قیام، رکوع اور سجود بجالائے۔

انسان کو چاہیے کہ ادب کی مراعات کرے اور قبر اور امام کے آگے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے اب اگر نماز پڑھنا بے حرمتی کا باعث ہوا تو حرام ہے لیکن نماز باطل نہیں۔

اگر حالت نماز میں کوئی چیز مثلاً دیوار اس کے اور قبر مطہر کے درمیان حائل ہو کہ جس کی وجہ سے بے حرمتی نہ ہوتی ہو تو کوئی اشکال نہیں البتہ ضریح شریف اور کپڑوں کا ہونا کافی نہیں۔

احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورت مرد کے پیچھے کھڑی ہو اور عورت کے سجدہ کی جگہ مرد کے کھڑے ہونے کی جگہ سے کچھ پیچھے ہو۔

اگر مرد اور عورت کے درمیان دیوار، پردہ یا کوئی اور چیز ہو تو ان کی نماز صحیح ہے۔

نامحرم مرد اور عورت کا خلوت کی جگہ میں ہونا مکروہ ہے اور اس کے ترک کرنے میں شدید احتیاط ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھی جائے لیکن اگر پڑھ لے تو نماز باطل نہیں۔

ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ جہاں سارنگی وغیرہ بجائی جاتی ہے باطل نہیں لیکن اس کا سننا حرام ہے۔

خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت پر واجب نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔

خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت پر مستحب نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے کہ کعبہ کے اندر ہر رکن کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے۔

احکام مسجد:

اگر مسجد پاک نہیں کر سکتا یا اسے مدد کی ضرورت ہے اور کوئی مددگار بھی نہیں ملا تو اس پر مسجد کا پاک کرنا واجب نہیں اور اگر مسجد کی بے حرمتی کا باعث ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جا کر اطلاع دے جو پاک کر سکتا ہو۔

جب انسان مسجد میں جائے تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز تحیۃ اور احترام مسجد کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب یا کوئی مستحب نماز پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

نیت

انسان قربت کی نیت سے نماز پڑھے یعنی فرمان الٰہی کو بجالانے کے لئے اور یہ ضروری نہیں کہ نیت دل میں گذارے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قربۃ الی اللہ۔

اگر نماز ظہر یا عصر میں یہ نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں اور معین نہ کرے کہ ظہر ہے یا عصر تو اس کی نماز باطل ہے اور جس شخص پر مثلاً نماز ظہر کی قضا لازم ہے اور اگر وہ نماز ظہر کے وقت اس نماز قضا یا نماز ظہر کو پڑھنا چاہتا ہے تو جو بھی نماز پڑھنا چاہے اس کو نیت میں معین کرے۔

تکبیرۃ الاحرام

ہر نماز کی ابتداء میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے۔ اللہ اور اکبر کے حروف اور اللہ اکبر کو ایک دوسرے کے بعد فوراً کہے اور

یہ دونوں لفظ صحیح عربی زبان میں کہے جائیں اور اگر غلط عربی یا مثلاً ان کا ترجمہ فارسی میں کہا جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی۔
احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے نہ ملائے جو اس سے پہلے پڑھے مثلاً اقامت یا وہ دعا جو تکبیر سے پہلے پڑھتے ہیں۔

قیام (کھڑا ہونا)

واجب ہے کہ تکبیر کہنے سے پہلے اور اس کے بعد تھوڑی دیر کھڑا رہے تا کہ اسے یقین ہو کہ قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں تکبیر کہی ہے۔
جب تک انسان بیٹھ سکتا ہے لیٹ کر نماز نہ پڑھے اور اگر سیدھا نہیں بیٹھ سکتا تو جس طرح بیٹھ سکتا ہے بیٹھے اور اگر کسی طرح بھی نہیں بیٹھ سکتا تو جس طرح احکام قبلہ میں کہا جا چکا ہے کہ دائیں کروٹ لیٹے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو بائیں کروٹ لیٹے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو پھر اس طرح چت لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

قرأت

اگر وقت تنگ ہو یا انسان مجبوراً الحمد کے بعد دوسرے سورہ کو نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے ڈر ہو کہ اگر سورہ پڑھی تو چور، درندہ یا کوئی اور چیز اسے تکلیف پہنچائے گی تو سورہ نہ پڑھے اور اگر کسی کام کی جلدی ہو تو بھی سورہ کو ترک کر سکتا ہے۔
اگر الحمد و سورہ یا ان میں سے کوئی ایک بھول جائے اور رکوع میں پہنچنے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔
اگر بھول کر واجب سجدہ والی سورہ پڑھنا شروع کر دے اور آیہ سجدہ تک پہنچنے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرا پڑھے اور اگر آیہ سجدہ کے بعد معلوم ہو تو حالت نماز میں اشارہ سے سجدہ کرے اور اسی پڑھے سورہ کو کافی سمجھے۔
مرد پورے طور پر متوجہ رہے کہ نماز صبح، مغرب و عشاء میں حمد و سورہ کے تمام کلمات یہاں تک کہ ان کا آخری حرف بلند آواز سے پڑھے اور یہ اس صورت میں جب کہ بعد کے کلمے کے ساتھ اسے وصل کرے ورنہ کلمہ کے آخری حرف کا بلند آواز سے پڑھنا ضروری نہیں۔
جہاں نماز بلند آواز سے پڑھنی ہے اگر جان بوجھ کر آہستہ پڑھے یا جہاں آہستہ پڑھنی ہو جان بوجھ کر بلند آواز سے پڑھے

تو نماز باطل ہے- ہاں اگر بھول گیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو تو صحیح ہے اور اگر الحمد و سورہ کے پڑھتے ہوئے معلوم ہو جائے کہ اشتباہ کیا ہے تو ضروری نہیں کہ جتنا حصہ پڑھ چکا ہے اسے دوبارہ پڑھے-

اگر کوئی شخص الحمد و سورہ کے پڑھنے میں معمول سے زیادہ اپنی آواز بلند کرے مثلاً یہ کہ چیخ کر پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے

تنگ وقت میں تسبیحات اربعہ کو ایک مرتبہ کہنا چاہیے-

اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ "بسم اللہ" آہستہ پڑھے-

رکوع:

اگر رکوع کی مقدار تک جھکے لیکن دونوں ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں-

جو شخص بیٹھ کر رکوع کرتا ہے تو اسے اتنا جھکنا چاہیے کہ اس کا چہرہ زانو کے مدمقابل ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدہ کی جگہ کے قریب تک پہنچے-

ذکر رکوع پے درپے اور صحیح عربی میں کہا جائے اور مستحب ہے کہ اسے تین پانچ یا سات مرتبہ بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ کہیں-

سجدہ:

دونوں سجدے مل کر ایک رکن ہیں لہذا اگر کوئی شخص واجب نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر دونوں کو ترک کردے یا دو سجدے اور بڑھا دے تو اس کی نماز باطل ہے-

سجدہ میں ذکر واجب کی مقدار تک بدن ساکن رہے اور مستحب ذکر کہتے وقت بھی اگر اس کو ذکر کی نیت سے جو سجدہ کے لئے معین ہے کہے تو بدن کا سکون ضروری ہے-

اگر ایسی چیز پر سجدہ کرے کہ جس پر بدن سکون سے نہیں رہ سکتا تو سجدہ باطل ہے البتہ تو شک وغیرہ کہ جس پر سر رکھنے اور تو شک کے کچھ نیچے چلے جانے کے بعد سکون حاصل ہو جاتا ہے، سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں-

وہ چیزیں کہ جن پر سجدہ صحیح ہے:

اگر کاغذ ایسی چیز سے بنا ہو کہ جس پر سجدہ صحیح ہے مثلاً گھاس تو اس پر سجدہ کر سکتے ہیں اور اس کاغذ پر بھی سجدہ کرنے میں کوئی

اشکال نہیں جو روئی وغیرہ سے بنا ہے۔

سجدہ کے ہر چیز سے بہتر تربت حضرت سید الشہداء علیہ السلام ہے اور اس کے بعد مٹی اور مٹی کے بعد پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

اگر حالت نماز میں سجدہ گاہ گم ہو جائے اور دوسری بھی کوئی چیز موجود نہیں کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے پس اگر وقت وسیع ہے تو نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہے تو اپنے لباس پر سجدہ کرے اگر وہ کتان (السی) یا روئی سے بنایا گیا ہے اور اگر کسی اور چیز سے تیار کیا گیا ہے تو بھی اسی پر کرلے اور اگر وہ بھی ممکن نہیں تو ہاتھ کی پشت پر کرلے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کسی معدنی چیز مثلاً عقیق کی انگوٹھی پر سجدہ کرے۔

سجدہ میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔اور دوغبار سجدہ کی جگہ سے دور کرنے کے لئے پھونکنا بھی مکروہ ہے اور اگر پھونکنے کی وجہ سے دوحرف منہ سے نکل جائیں تو نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ باقی مکروہات بھی مفصل کتب میں بیان کئے گئے ہیں۔

ذکر

ذکر رکوع پے در پے اور صحیح عربی میں کہا جائے اور مستحب ہے کہ اسے تین، پانچ یا سات مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ کہیں۔

سجدہ میں ذکر واجب کی مقدار تک بدن ساکن رہے اور مستحب ذکر کہتے وقت بھی اگر اس کو ذکر کی نیت سے جو سجدہ کے لئے معین ہے کہے تو بدن کا سکون ضروری ہے۔

تشہد:

اگر تشہد بھول جائے اور کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آجائے کہ تشہد نہیں پڑھا تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور جو کچھ اس رکعت میں پڑھنا ہے اسے پڑھے اور نماز کو ختم کرے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو نماز ختم کرے اور نماز کے سلام کے بعد تشہد کی قضا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بھولے ہوئے تشہد کے لئے دو سجدے سہو کے بجالائے۔

سلام نماز:

اگر سلام بھول جائے اور ایسے وقت میں یاد آئے کہ جب نماز کی صورت بگڑ چکی ہوتو اگر نماز کی صورت بگڑنے سے پہلے کوئی ایسا کام نہ کر چکا ہو جان بوجھ کر یا بھول کر، تو نماز باطل ہوجاتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پشت نہ کی ہوتو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر صورت نماز بگڑنے سے پہلے کوئی ایسا کام کر چکا کہ جس کے جان کر یا بھول کر کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو بنابر احتیاط نماز باطل ہے اگر چہ اس کا صحیح ہونا قوت سے خالی نہیں۔

اگر نماز کے کسی رکن کو بھول جائے اور اس کے بعد والی رکن بجالائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے دو سجدے کر لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

اگر کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد والی کوئی چیز بجالائے جو رکن نہیں مثلاً دو سجدے کرنے سے پہلے تشہد پڑھ لے تو وہ اس رکن کو بجالائے اور جو چیز اس نے پہلے غلطی سے پڑھ لی ہے اسے دوبارہ پڑھے۔

اگر کوئی ایسی چیز بھول جائے کہ جو رکن نہیں اور اس کے بعد والے رکن کو بجالائے مثلاً الحمد بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

اگر کسی ایسی چیز کو بھول گیا ہے جو رکن نہیں اس کے بعد والی چیز بجالائے جبکہ وہ بھی رکن نہیں مثلاً الحمد بھول جائے اور سورۃ پڑھ لے تو اگر بعد والے رکن میں مشغول ہوگیا ہے مثلاً رکوع میں اسے یاد آیا ہے کہ الحمد نہیں پڑھی تو وہ آگے بڑھ جائے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول نہیں ہوا تو بھولی ہوئی چیز کو بجالائے اور اس کے بعد دوبارہ اس چیز کو پڑھے جو اشتباہاً پہلے پڑھ چکا ہے۔

موالات:

رکوع اور سجود کو طول دینا اور بڑی بڑی سورتیں پڑھنا موالات کو نہیں توڑتا۔

اراکین نماز:

نماز کے کچھ واجبات رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجا نہ لائے یا نماز میں ان کا اضافہ کر دے جان بوجھ کر یا بھول کر تو تمام

نماز باطل ہوجاتی ہے اور کچھ واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر جان بوجھ کر انہیں کم وزیادہ کرے تو نماز باطل ہے اور اگر بھول کر کمی یازیادہ ہوجائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں:

(۱) نیت (۲) تکبیرۃ الاحرام (یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا) (۳) قیام (یعنی نیت کے وقت، تکبیر الاحرام کہتے وقت، رکوع سے پہلے اور، رکوع کے بعد قیام کرنے (۴) رکوع (۵) دو سجدے

نیت:

انسان نیت قربت سے نماز پڑھے یعنی فرمان الٰہی کو بجالانے کے لئے اور یہ ضروری نہیں کہ نیت دل میں گزارے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قربۃ الی اللہ

اگر کوئی ایسی چیز بھول جائے کہ جو رکن نہیں اور اس کے بعد والے رکن کو بجالائے مثلاً الحمد بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

اگر کسی ایسی چیز کو بھول گیا ہے جو رکن نہیں اور اس کے بعد والی چیز بجالائے جبکہ وہ بھی رکن نہیں مثلاً الحمد بھول جائے اور سورۃ پڑھ لے تو اگر بعد والے رکن میں مشغول ہوگیا ہے مثلاً رکوع میں اسے یاد آیا ہے کہ الحمد نہیں پڑھی تو وہ آگے بڑھ جائے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول نہیں ہوا تو بھولی ہوئی چیز کو بجالائے اور اس کے بعد دوبارہ اس چیز کو پڑھے جو اشتباہاً پہلے پڑھ چکا ہے۔

قنوت:

قنوت میں جو بھی ذکر کہے یہاں تک کہ ایک دفعہ ''سبحان اللہ'' وہ کافی ہے۔

''نماز کا ترجمہ''

اذان اور اقامت کے بعد نیت کریں:

نیت: اگر نماز مغرب پڑھ رہے ہوں تو نیت کے لئے ہاتھ کانوں تک لے جائیں، ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرکے کہیں، تین رکعت نماز مغرب پڑھتا ہوں وَاجِبٌ قُرْبَةً اِلَی اللہِ، اور اَللّٰہُ اَکْبَر

سورة الفاتحه

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مَالِکِ یَوْمِ
الدِّیْنِ ۙ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

ترجمہ: خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔ سب تعریف خدا ہی کے لئے سزاوار ہے اور سارے جہاں کا پالنے والا بڑا مہربان رحم والا روز جزا کا مالک ہے، خدایا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ تو ہم کو سیدھے راستے ثابت قدم رکھ، ان کی راہ جنہیں تو نے (اپنی) نعمت عطا کی ہے نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا اور نہ گمراہوں کی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

سورۃ القدر

اِنَّا اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ وَمَا اَدۡرٰکَ مَالَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ
لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ
وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ
سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝

ترجمہ: خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا اور تم کو کیا معلوم شب قدر کیا ہے، شب قدر (مرتبہ اور عمل میں) ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے، اس (رات) میں فرشتے اور جبرئیلؑ (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر اپنے پروردگار کے حکم سے نازل ہوتے ہیں، یہ رات صبح کے طلوع ہونے تک (ازسرتاپا) سلامتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ یَلِدۡ ۙ
وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

ترجمہ: خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے
(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ خدا ایک ہے خدا برحق بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ وَبِحَمۡدِہٖ
ترجمہ: یعنی میرا پروردگار بزرگ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے میں اس کی تعریف میں مشغول ہوں۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ
ترجمہ: اللہ نے اس بندے کی (بات) سن لی جس نے اس کی تعریف کی

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ
ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے۔ یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے۔

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی وَبِحَمۡدِہٖ
ترجمہ: اللہ پاک یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالاتر ہے اور ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہے میں اس کی تعریف میں مشغول ہوں۔

بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ

ترجمہ:اللہ کی طاقت اورقوت ہی سے میں اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

قنوت:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ:اے میرے پالنےوالے مجھے دنیامیں نعمت دےاور آخرت میں ثواب دےاور دوزخ کی آگ سے بچا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:الٰہی (ہمارے سردار) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پراور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

ترجمہ:میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی پرستش (یاعبادت) کے لائق نہیں ہے۔

سوائے اس کے جو یکتا ہےاوراس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اوراس کے رسول ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:الٰہی! ہمارے سردار محمدؐ اوران کی آل پر رحمت بھیج

بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ

ترجمہ:اللہ کی طاقت اورقوت ہی سے میں کھڑا ہوتااور بیٹھتا ہوں

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ

ترجمہ: پاک ہے اللہ اور تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بزرگ ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی پرستش (یا عبادت) کے لائق نہیں ہے۔
سوائے اس کے جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: الٰہی! ہمارے سردار محمدؐ اور ان کی آل پر رحمت بھیج

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ترجمہ: اے پیغمبر آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللهِ الصَّالِحِيْنَ

ترجمہ: خدا کی طرف سے ہم نماز پڑھنے والوں پر اور تمام نیک بندوں پر سلامتی ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ترجمہ: تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت اور برکت ہو

رسول اکرمؐ پر درود

جس وقت انسان اسم مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلاً محمدؐ واحمدؐ یا آپ کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفٰی ابوالقاسم لے یا سنے تو مستحب ہے کہ آپ پر درود بھیجے۔

مبطلات نماز

اگر کوئی کلمہ ذکر کی نیت سے کہے مثلاً ذکر کی نیت سے اللہ اکبر کہے اور اسے کہتے وقت بلند آواز سے کہے تاکہ دوسرا آدمی اس سے کوئی بات سمجھ لے تو کوئی حرج نہیں البتہ اگر اس نیت سے کہ اس سے کسی کو کوئی بات سمجھائے اگر چہ ضمناً ذکر کی نیت بھی ساتھ ہو تو نماز باطل ہے۔

نماز میں سوائے ان چار سورتوں کے جن میں سجدہ واجب ہے جو کہ احکام جنابت میں بیان کی جا چکی ہیں اور قرآن پڑھنا اور اسی طرح دعا کرنا اگر چہ فارسی زبان یا دوسری زبان میں ہی کیوں نہ ہو کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

اگر نمازی سلام کا جواب نہ دے تو گنہ گار ہو گا البتہ اس کی نماز صحیح ہے۔

اگر کوئی نمازی پر غلط سلام کرے اس طرح کہ اسے سلام نہ کہیں تو اس کا جواب واجب نہیں۔

جو شخص تمسخر اور شحی کے طور پر سلام کرے تو اس کا جواب واجب نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ غیر مسلمان مرد یا عورت کے جواب میں سلام یا علیک کہے۔

اگر ایک شخص چند اشخاص پر سلام کرے اور جو شخص نماز میں مشغول ہے وہ شک کرے کہ سلام کرنے والا اس پر بھی سلام کرنے کی نیت رکھتا تھا یا نہیں تو وہ جواب نہ دے اور یہی حکم ہے اگر اسے معلوم ہو کہ وہ اس کا قصد بھی رکھتا تھا لیکن دوسرے شخص نے جواب دے دیا تھا اور اگر کسی دوسرے شخص نے جواب نہیں دیا تو پھر یہ اس کا جواب دے۔

(حالت نماز میں سلام کا جواب۔ سلام علیکم ہو گا وعلیکم السلام نہیں)

اگر نماز میں کوئی کام کرے یا کچھ دیر خاموش رہے اور شک ہو جائے کہ نماز کی صورت بگڑی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں

جب نیند آرہی ہو یا جب پیشاب یا پاخانہ روکے ہوئے ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح تنگ جراب پہننا جو پاؤں کو

فشار دے مکروہ ہے اوران کی علاوہ اور بھی مکروہات مفصل کتب میں درج ہیں۔

سلام کے بعد شک کرنا

اگر نماز میں سلام کے بعد شک کرے کہ میری نماز صحیح ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ اس نے رکوع کیا تھا یا نہیں چار رکعتی نماز میں سلام کے بعد شک کرے چار رکعتیں پڑھی تھیں یا پانچ تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے البتہ اگر اس کے شک کی دونوں طرف باطل ہوں مثلاً چار رکعتی نماز میں سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی تھیں یا پانچ تو اس کی نماز باطل ہے۔

مستحب نماز میں شک

اگر مستحب نماز کی رکعات میں شک ہو تو اگر شک کی زیادہ والی طرف نماز کو باطل کر دیتی ہے تو کم والی طرف پر بنا رکھے مثلاً صبح کے نوافل میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو بنا رکھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کی زیادہ والی طرف نماز کو باطل نہیں کرتی مثلاً شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک رکعت تو شک کے جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

اگر اس مستحب نماز میں جو کہ دو رکعتی ہے گمان ایک رکعت کا ہے تو احتیاطاً ایک رکعت اور پڑھ لے۔

سوالات:

۱) واجب نمازوں کی تعداد ٗہر ایک کا نام ہر کعتوں کی تعداد اور پڑھنے کے اوقات بتلائیے

۲) شرائط نماز کیا ہیں یعنی نماز میں کن کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

۳) نماز پڑھنے کا طریقہ تفصیل سے بیان کیجئے

۴) مبطلات نماز یعنی جن باتوں سے نماز باطل ہو جاتی ہے بتلائیں

۵) شکیات نماز کی تفصیل بیان کیجئے

WS\Desktop\Borders\Borders
not found.
OWS\Desktop\Borders\Borde
of 2_5381.tif not found.

باسمہ تعالیٰ

گذارش

تمام قارئین کرام وجملہ اساتذہ کرام سے گذارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی کمی محسوس کرے تو اس کی نشاندہی فرما کرادارہ کومطلع فرمائیں تاکہ دوسری طباعت میں اسے مناسب طریقے سے دور کیا جاسکے- آپ کے مشورے شکریے کے ساتھ قبول کئے جائیں گے- خداوند عالم ہم سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور دامن عفو میں جگہ عنایت فرمائے (آمین)

ادارہ

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ بنگلور

OWS\Desktop\Borders\Borde
of 2_5381.tif not found.
OWS\Desktop\Borders\Borde
of 2_5381.tif not found.

پیش لفظ

الحمدللہ امامیہ دینیات نصاب کی کتابیں عوام میں مقبول عام ہورہی ہیں اور یہ کتابیں امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے دینی مدارس کے علاوہ دیگر صوبوں کے دینی مدارس میں بھی بچوں کو پڑھائی جارہی ہیں۔ٹرسٹ دینی واخلاقی دینیات نصاب پر مشتمل اردو میں چھ کتابیں (۱) قرآنی ودینی قاعدہ (۲) اطفال (۳) پہلی کتاب (۴) دوسری کتاب (۵) تیسری کتاب (۶) چوتھی کتاب اور انگریزی میں چار کتابیں یعنی جملہ دس کتابیں رب العالمین کے فضل وکرم اور چہاردہ معصومین کے طفیل میں شائع کررہا ہے۔ٹرسٹ کی کوشش یہ ہے کہ بچوں کو ان کی مادری زبان اردو میں بنیادی باتیں معنوں کے ساتھ سمجھائی جائیں تاکہ بچے ان بنیادی باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔اس لئے بنیادی قاعدہ یسرنا القرآن اور اطفال کی کتابیں اردو میں ہی پڑھائی جائیں گی۔اور اردو زبان میں ہی زبانی امتحان لیا جائے گا۔جہاں پر اردو پڑھانے کا انتظام نہ ہو تو ایسے بچوں کے لئے انگریزی کتابیں پہلی تا چوتھی مہیا کی جائیں گی۔تاکہ بچے اردو نہ جاننے کی وجہ سے دینی تعلیم سے محروم نہ رہ سکیں۔ہمیں خوشی اس بات کی ہے کہ اب ہم تمام کتابوں کو تصحیح وتحقیق کرنے کے بعد اور مضامین میں ہوئی غلطیوں کو حتی الامکان درست کرنے کے بعد شائع کررہے ہیں۔اس کتاب کو دوحصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ دوسال میں پڑھائی جائے گی۔

انشاءاللہ ہم بہت جلد ایک ٹیچرس ٹریننگ سنٹر بھی قائم کرنے والے ہیں۔جس طرح سے دنیاوی اسکولوں میں تربیت شدہ ٹیچرس لئے جاتے ہیں۔ان کے پڑھانے کا انداز الگ ہوتا ہے۔جس کے ذریعہ سے بچے اچھی طرح سبق کو ذہین نشین کرلیتے ہیں۔ایسے اساتذہ ہم دینیات پڑھانے کے لئے مہیا کریں گے اور یہ ٹیچرس ٹریننگ سنٹر علی پور میں قائم کیا جائے گا۔اور انشاءاللہ ہر سال ورکشاپ بھی قائم کی جائے گی ان تمام حقائق کے پیش نظر امامیہ ٹرسٹ نے شیعہ اثناءعشری بچوں کی دینی تعلیم کی بنیاد بہتر اور مضبوط بنانے اور ان کے اخلاق اور کردار کو صحیح سمت یا رخ دینے کے لئے کافی تحقیق اور جستجو کے بعد حجۃ الاسلام مولانا الحاج سید عسکری رضوی صاحب قبلہ کی سرپرستی میں امامیہ دینیات نصاب ورلڈ فیڈریشن (یوکے) کے تعلیمی نصاب سے لے کر مرتب کیا ہے۔جس کی تصحیح وتحقیق مولانا موصوف نے فرمائی۔اور اس نصاب کو سجادیہ ٹرسٹ کناڈا کا بھی تعاون حاصل ہے۔

اس نصاب میں دینی اور اخلاقی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو انبیاء کرام اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے مختصر حالات زندگی، تاریخ اسلام اور امام حسینؑ کی قربانی کربلا کے فلسفے اور واقعات سے آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔تاکہ بچے بڑے ہوکر خود مذکورہ موضوعات کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کی جستجو کرسکیں۔ٹرسٹ نے بچوں کی بہتر دینی تعلیم اور صحیح رہنمائی کے لئے صرف نئے نصاب کو مرتب کرنا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ درس وتدریس کے اہم ترین پہلو طریقہ تدریس پر بھی توجہ دی ہے۔کیونکہ جب تک تعلیم خواہ دینی ہو یا دینوی صحیح اور سائنٹفک طریقہ سے نہیں دی جاتی تو وہ بے اثر ہوجاتی ہے۔

خاکسار

(الحاج) مرزا محمد مہدی عفی عنہ

صدر

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ بنگلور۔560051